قربانی کی تاریخ اور اس کی فضیلت و اہمیت
سرچ کریں صفحہ نمبر 42 لِکھ کر ....

اجمالی فہرست (جلد سوم)

(۹) رمضان المبارک

(۱۰) شوال المکرم

(۱۱) ذی القعدہ شریف

(۱۲) ذی الحجہ شریف

قربانی کی تاریخ اور اس کی فضیلت و اہمیت
سرچ کریں صفحہ نمبر 42 لِکھ کر ....

﴿ ۱۲ ﴾

ذی الحجہ شریف

پہلا جمعہ.................................پہلا بیان

حاجیو آؤ! شہنشاہ کا روضہ دیکھو

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِهِ الْكَرِیْمِ وَ عَلٰی اٰلِهِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاهِرِیْنَ وَاَصْحَابِهِ الْمُكَرَّمِیْنَ وَ ابْنِهِ الْكَرِیْمِ الْغَوْثِ الْاَعْظَمِ الْجِیْلَانِیِّ الْبَغْدَادِیِّ وَابْنِهِ الْكَرِیْمِ الْخَوَاجَهِ الْاَعْظَمِ الْاَجْمِیْرِیِّ اَجْمَعِیْنَ ٥

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ٥

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ٥

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ٥ (پ۵، رکوع۶)

ترجمہ: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ تعالیٰ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

مدینہ طیبہ میں مسجد نبوی شریف کے متصل ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حجرہ ہے۔ جس حجرے پر اب گنبد خضریٰ ہے۔ اسی سبز گنبد میں ہمارے مشفق نبی، مہربان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی قبر انور ہے۔ جس میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آرام فرما ہیں۔ اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پہلو میں حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ لیٹے ہوئے ہیں۔

عاشق مصطفیٰ امام احمد رضا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

محبوب رب عرش ہے جلوہ گر اس سبز قبہ میں
پہلو میں جلوہ گاہ عتیق و عمر کی ہے

قبر انور تمام روئے زمین سے افضل ہے

حضرت امام قاضی عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس بات میں علماء کے درمیان کسی قسم کا اختلاف نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی قبر شریف کی جگہ تمام روئے زمین سے افضل و اعلیٰ ہے۔ (شفا شریف، ج ۲، ص ۵۷)

قبر انور، کعبہ اور عرش سے بھی افضل ہے: حضرت علامہ شہاب الدین خفاجی، حضرت علامہ محمود آلوسی بغدادی، حضرت علامہ ملا علی قاری، حضرت علامہ قسطلانی، حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین تحریر فرماتے ہیں کہ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی قبر انور کا وہ حصہ جو آپ کے جسم انور کے ساتھ متصل ہے کعبہ معظمہ اور عرش عظیم سے بھی اعظم و افضل ہے۔

(نسیم الریاض، ج ۳، ص ۵۳۴، مواہب لدنیہ، مرقات ج ۲، ص ۱۹۰، تاریخ مدینہ، ص ۵۷، روح المعانی، ج ۳، ص ۱۳)

حضرات! معتمد و مستند بزرگان دین ائمہ و محدثین کے اقوال سے روز روشن کی طرح عیاں اور ظاہر و ثابت ہو گیا کہ ہمارے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی قبر شریف کا وہ حصہ جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے جسم نور سے متصل ہے۔

"قبر انور، عرش اور کعبہ اور آٹھوں خلد سے افضل ہے"

عاشق رسول مولانا شاہ امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

کعبہ و عرش میں کہرام ہے ناکامی کا
آہ کس بزم میں ہے جلوۂ یکتائی دوست

اور فرماتے ہیں۔

حاجیو! آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو

اور فرماتے ہیں۔

ہشت خلد آئیں وہاں کسب لطافت کو رضا
چار دن برسے جہاں ابر بہاران عرب

درود شریف:

قبر انور کی زیارت اور در نور کی حاضری

مشہور بزرگ عاشق مدینہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ۔

بزرگان دین نے قبر انور کی زیارت کی سعادت کے حصول کا قصد فرمایا اور بارگاہ نور کی حاضری کا شرف حاصل کیا امام الاولین والآخرین، سید الانبیاء والمرسلین، رحمۃ للعلمین، محبوب رب العلمین، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دربار نور کی حاضری اور قبر انور کی زیارت علمائے دین کے نزدیک بالاتفاق قولاً وفعلاً بہترین سنت اور مؤکد ترین مستحبات میں سے ہے۔

حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ محبوب خدا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے قبر نور کی زیارت ایک متفق علیہ سنت اور مرغوب فضیلت ہے اور بعض علمائے مالکیہ در نور کی حاضری اور قبر نور کی زیارت کو واجب کہتے ہیں۔

اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک بارگاہ نور کی حاضری اور قبر نور کی زیارت مؤکد ترین مستحبات بلکہ قریب واجب ہے۔ (جذب القلوب، ص۲۲۲)

چلو عاشقو! گنبد خضریٰ کی بہاروں میں چلو!

محبوب خدا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے محبوب امتی، عاشق مصطفیٰ، مجدد اعظم امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے در نور کی حاضری اور قبر نور کی زیارت کے آداب اپنی کتاب ''انوار البشارۃ'' میں تحریر فرمایا ہے۔ انوار البشارۃ کی تلخیص پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو

غور سے سن تو رضا کعبہ سے آتی ہے صدا
میری آنکھوں سے میرے پیارے کا روضہ دیکھو

۱) زیارت اقدس قریب بواجب ہے

بہت لوگ دوست بن کر طرح طرح ڈراتے ہیں۔ راہ میں خطرہ ہے۔ وہاں بیماری ہے۔ خبردار کسی کی نہ سنو!

اور ہرگز محرومی کا داغ لے کر نہ پلٹو۔ جان ایک دن جانی ضرور ہے، اس سے کیا بہتر کہ ان کی راہ میں جائے۔
اور تجربہ ہے کہ جو ان کا دامن تھام لیتا ہے اسے اپنے سائے کرم میں آرام سے لے جاتے ہیں کسی طرح کا کھٹکا نہیں رہتا۔ والحمد للہ۔

پیارے رضا فرماتے ہیں۔

ہم کو تو اپنے سائے میں آرام سے لائے
حیلے بہانے والوں کو یہ راہ ڈر کی ہے
شکر خدا کہ آج گھڑی اس سفر کی ہے
جس پر نثار، جان فلاح وظفر کی ہے

۲) حاضری میں خالص زیارت اقدس کی نیت کرو

یہاں تک کہ امام ابن الہمام فرماتے ہیں۔ اس بار مسجد شریف کی نیت بھی شریک نہ کرے۔ اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

اس کے طفیل حج بھی خدا نے کرادیئے
اصل مراد حاضری اس پاک در کی ہے

۳) راستے بھر درود شریف وذکر شریف میں ڈوب جاؤ۔

۴) جب حرم مدینہ نظر آئے۔ بہتر یہ ہے کہ پیدل چلو۔ روتے۔ سر جھکائے آنکھیں نیچی کئے اور ہو سکے تو ننگے پاؤں چلو۔

پیارے رضا، اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

اللہ اکبر اپنے قدم اور یہ خاک پاک
حسرت ملائکہ کو جہاں وضع سر کی ہے
حرم کی زمین اور قدم رکھ کے چلنا
ارے سر کا موقعہ ہے او جانے والے

جب گنبد خضریٰ پر نظر پڑے درود وسلام کی کثرت کرو۔

۵) جب شہر اقدس تک پہونچو تو جلال و جمال محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے تصور میں غرق ہو جاؤ۔

۶) مسجد شریف کی حاضری سے پہلے تمام ضروریات سے بہت جلد فارغ ہو جاؤ جن کی وجہ سے دل ودماغ کے بٹنے کا اندیشہ ہو۔ ان کے علاوہ کسی بیکار بات میں مشغول نہ ہو۔ وضو اور مسواک کرلو۔ اور غسل کر کے بہتر سفید و پاکیزہ کپڑے پہن لو۔ اور کپڑے نئے ہوں تو بہتر ہے۔ سُرمہ اور خوشبو لگالو اور مشک افضل ہے۔

۷) اب فوراً در نور آستانہ اقدس کی طرف نہایت خشوع وخضوع سے متوجہ ہو۔

اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

محبوب رب عرش ہے اس سبز قبہ میں
پہلو میں جلوہ گاہ عتیق وعمر کی ہے

معراج کا سماں ہے کہاں پہونچے زائرو
کرسی سے اونچی کرسی اسی پاک در کی ہے

رونا نہ آئے تو رونے کا منہ بناؤ اور دل کو بزور رونے پر لاؤ اور اپنی سنگ دلی سے مشفق ومہربان آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی طرف التجا کرو۔

۸) جب مسجد شریف کے دروازہ پر حاضر ہو صلوٰۃ وسلام عرض کر کے تھوڑا ٹھہرو جیسے سرکار سے حاضری کی اجازت مانگتے ہو۔ بسم اللہ کہہ کر سیدھا پاؤں پہلے رکھ کر ہمہ تن ادب ہو کر داخل ہو۔

۹) اس وقت جو ادب وتعظیم فرض ہے۔ ہر مسلمان کا دل جانتا ہے۔ آنکھ، کان، زبان، ہاتھ، پاؤں، دل سب کو خیال غیر سے پاک کرو۔

مسجد اقدس کے نقش ونگار کو نہ دیکھو۔

۱۰) اگر کوئی ایسا شخص سامنے آجائے۔ جس سے سلام، کلام ضروری ہو تو جہاں تک ہو سکے بچو۔ ورنہ ضرورت سے زیادہ نہ بڑھو۔ پھر بھی دل سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہی کی طرف ہو۔

۱۱) ہرگز۔ ہرگز مسجد اقدس میں کوئی بات چلا کر نہ نکلے۔

۱۲) یقین جانو کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سچی، حقیقی، دنیاوی۔ جسمانی حیات کے ساتھ ویسے ہی زندہ ہیں۔ جیسے وصال شریف سے پہلے حیات تھے۔ ان کی اور تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی موت صرف وعدۂ خدا کی تصدیق کو ایک آن کے لئے تھی۔ ان کا انتقال صرف نظر عوام سے چھپ جانا ہے۔

پیارے رضا امام احمد فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

امام محمد بن حاج مکی مدخل ج ۱ ص ۲۱۵ میں اور امام احمد قسطلانی مواہب لدنیہ میں اور ائمہ دین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین فرماتے ہیں۔

محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی حیات و وفات میں اس بات میں کچھ فرق نہیں کہ وہ اپنی امت کو دیکھ رہے ہیں اور ان کی حالتوں و نیتوں کو اور ان کے ارادوں وان کے دلوں کے خیالوں کو پہچانتے ہیں اور سب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر ایسا روشن ہے جس میں اصلا۔ پوشیدگی نہیں۔

امام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تلمیذ امام محقق ابن الہمام منسک متوسط میں اور ملا علی قاری مکی اس کی شرح مسلک متقسط میں فرماتے ہیں۔

بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تیری حاضری، اور تیرے کھڑے ہونے، اور تیرے سلام، بلکہ تیرے تمام افعال واحوال، اور کوچ و قیام سے آگاہ ہیں۔

امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

ان کو درود جن کو کس بے کساں کہیں
ان پر سلام جن کو خبر بے خبر کی ہے

۱۳) اگر جماعت قائم ہو تو شریک ہو جاؤ کہ اس میں تحیۃ المسجد بھی ادا ہو جائے گی ورنہ اگر غلبہ شوق مہلت دے اور اس وقت کراہت نہ ہو تو دو رکعت تحیۃ المسجد و شکرانہ حاضری دربار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم صرف قل یا اور قل سے بہت ہلکی مگر رعایت سنت کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نماز پڑھنے کی جگہ جہاں اب وسط مسجد کریم میں محراب نبی ہے اور وہاں جگہ نہ ملے تو جہاں تک ہو سکے اس کے نزدیک نماز ادا کرو پھر سجدۂ شکر میں گرو اور دعا کرو کہ الٰہی اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ادب اور اپنا ادب قبول فرما۔ آمین

۱۴) اب کمال ادب میں ڈوبے ہوئے گردن جھکائے، آنکھیں نیچی کئے، لرزتے، کانپتے، گناہوں کی ندامت سے پسینہ پسینہ ہوتے حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے عفو و کرم کی امید رکھتے، حضور والا کی پائیں یعنی مشرق کی طرف سے مواجہہ عالیہ میں حاضر ہو کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مزار انور میں رو بقبلہ جلوہ فرما ہیں

اس سمت سے حاضر ہو کے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نگاہ بیکس پناہ تمہاری طرف ہوگی اور یہ بات تمہارے لئے دونوں جہان میں کافی ہے۔ والحمد للہ۔

۱۵) اب کمال ادب وہیبت وخوف وامید کے ساتھ زیر قندیل اس چاندی کی کیل کے سامنے جو حجرۂ مطہرہ کی جنوبی دیوار میں چہرۂ انور کے مقابل لگی ہے کم از کم چار ہاتھ کے فاصلے سے قبلہ کو پیٹھ اور مزار انور کو منہ کر کے نماز کی طرح ہاتھ باندھے کھڑے ہو۔ لباب وشرح لباب، واختیار شرح مختار، اور فتاویٰ عالمگیری وغیرہا معتمد کتابوں میں اس ادب کی تصریح فرمائی کہ یَقِفُ کَمَا فِی الصَّلٰوۃِ ۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سامنے ایسا کھڑا ہو جیسا نماز میں کھڑا ہوتا ہے یہ عبارت عالمگیری واختیار کی ہے اور لباب میں فرمایا وَاضِعًا یَمِیْنَهٗ عَلٰی شِمَالِہٖ ۔ دست بستہ داہنا ہاتھ بائیں پر رکھ کر کھڑا ہو۔ (فتاویٰ عالمگیری، ج ۱، ص ۲۶۵، ملباب، ص ۵۰۸)

۱۶) خبردار! جالی شریف کو بوسہ دینے یا ہاتھ لگانے سے بچو کہ خلاف ادب ہے بلکہ چار ہاتھ کے فاصلے سے زیادہ قریب نہ جاؤ یہ ان کی رحمت کیا کم ہے کہ تم کو اپنے حضور بلایا۔ اپنے مواجہہ اقدس میں جگہ بخشی۔ ان کی نگاہ کریم اگرچہ ہر جگہ تمہاری طرف تھی۔ اب خصوصیت اور اس درجہ قرب کے ساتھ ہے۔ والحمد للہ۔

۱۷) الحمد للہ! اب کہ دل کی طرح تمہارا منہ بھی اس پاک جالی کی طرف ہو گیا۔ جو اللہ عزوجل کے محبوب عظیم الشان صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی آرام گاہ ہے۔ نہایت ادب و وقار کے ساتھ، باآواز حزیں وصورت درد آگیں ودل شرمناک وجگر چاک، چاک معتدل آواز سے نہ بلند وسخت (کہ ان کے حضور آواز بلند کرنے سے عمل اکارت ہو جاتے ہیں)

نہ نہایت نرم وپست کہ سنت کے خلاف ہے اگرچہ وہ تمہارے دلوں کے خطروں تک سے آگاہ ہیں۔ جیسا کہ ابھی تصریحات ائمہ سے گزرا مکمل آداب وتسلیم بجالاؤ اور عرض کرو

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَیْرَ خَلْقِ اللّٰہ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا شَفِیْعَ الْمُذْنِبِیْنَ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ وَاُمَّتِکَ اَجْمَعِیْنَ

۱۸) جہاں تک ممکن ہو اور زبان یاری دے اور ملال وکسل (یعنی سستی وکاہلی) نہ ہو، صلوٰۃ وسلام کی کثرت

کرو۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے اپنے اور اپنے ماں، باپ، پیر، استاد، اولاد، عزیزوں، دوستوں اور سب مسلمانوں کے لئے شفاعت مانگو، بار بار عرض کرو۔ اَسْئَلُکَ الشَّفَاعَةَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ٥

ہو سکے تو سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وہ اشعار جو یقیناً محبوب و مقبول ہیں درنور پر عرض کریں۔

سرکار ہم گنواروں میں طرز ادب کہاں
ہم کو تو بس تمیز یہی بھیک بھر کی ہے

مانگیں گے مانگیں جائیں منہ مانگی پائیں گے
سرکار میں نہ لا ہے نہ حاجت اگر کی ہے

تجھ سے چھپاؤں منہ تو کروں کس کے سامنے
کیا اور بھی کسی سے توقع نظر کی ہے

جاؤں کہاں پکاروں کسے کس کا منہ تکوں
کیا پرسش اور جا بھی سگ بے ہنر کی ہے

لب واہیں آنکھیں بند ہیں پھیلی ہیں جھولیاں
کتنے مزے کی بھیک تیرے پاک در کی ہے

قسمت میں لاکھ پیچ ہوں سو بل ہزار کج
یہ ساری گتھی اک تیری سیدھی نظر کی ہے

میں خانہ زاد کہنہ ہوں صورت لکھی ہوئی
بندوں، کنیزوں میں میرے مادر پدر کی ہے

منگتا کا ہاتھ اٹھتے ہی داتا کی دین تھی
دوری قبول و عرض میں بس ہاتھ بھر کی ہے

اور ممکن ہو تو اپنے مشفق و مہربان آقا جو آپ کے سامنے ہیں یوں عرض کرو۔

اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

سرکار ہم کمینوں کے اطوار پر نہ جائیں — آقا حضور اپنے کرم پر نظر کریں
بد ہیں تو آپ کے ہیں بھلے ہیں تو آپ کے ہیں — ٹکڑوں سے تو یہاں کے پلے رُخ کدھر کریں

اور ہو سکے تو پھر یوں عرض کرو۔

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے نہ مانگا
دریا بہادیے ہیں ڈربے بہادیے ہیں

اور یوں فریاد کرو۔

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہیے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی

۱۹) پھر اگر کسی نے عرض سلام کی وصیت کی ہے تو بجالاؤ۔ شرعاً اس کا حکم ہے اور یہ فقیر ذلیل ان مسلمانوں کو جو اس رسالہ کو دیکھیں وصیت کرتا ہے کہ جب انہیں حاضری بارگاہ نصیب ہو، فقیر کی زندگی میں یا بعد کم از کم تین بار مواجہہ اقدس میں ضرور یہ الفاظ عرض کر کے اس نالائق ننگ خلائق پر احسان فرمائیں۔ اللہ ان کو دونوں جہان میں جزا بخشے آمین

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَذَوِیْکَ فِیْ کُلِّ اٰنٍ وَّلَحْظَۃٍ عَدَدَ کُلِّ ذَرَّۃٍ اَلْفَ اَلْفِ مَرَّۃٍ مِنْ عُبَیْدِکَ اَحْمَدَ رَضَا بْنِ نَقِیْ عَلِیْ یَسْاَلُکَ الشَّفَاعَۃَ فَاشْفَعْ لَہٗ وَلِلْمُسْلِمِیْنَ ٥

۲۰) پھر اپنے داہنے ہاتھ یعنی مشرق کی طرف ہاتھ بھر ہٹ کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرۂ نورانی کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کرے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَلِیْفَۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ
اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاوَزِیْرَرَسُوْلِ اللّٰہِ
اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاصَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰہِ
فِی الْغَارِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

۲۱) پھر اتنا ہی اور ہٹ کر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روبرو کھڑے ہو کر عرض کرو۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ
اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مُتَمِّمَ الْاَرْبَعِیْنَ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاعِزَّ الْاِسْلَامِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ ٥

۲۲) پھر بالشت بھر مغرب کی طرف پلٹو اور حضرت صدیق و حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان کھڑے ہو کر عرض کرو

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمَا یَا خَلِیْفَتَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمَا یَا وَزِیْرَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمَا یَا ضَجِیْعَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَسْئَلُکُمَا الشَّفَاعَۃَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہِ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَعَلَیْکُمَا وَبَارِکْ وَسَلِّمْ ط

۲۳) یہ سب حاضریاں محل اجابت ہیں۔ دعا میں کوشش کرو۔ دعائے جامع کرو۔ درود پر قناعت بہتر ہے۔

اضافہ: ہو سکے تو سرکار اعلیٰ حضرت کا لکھا ہوا قصیدۂ درود پڑھو، اس لئے کہ مقبول کا درود بھی مقبول ہے۔

کعبہ کے بدر الدجیٰ تم پہ کروروں درود
طیبہ کے شمس الضحیٰ تم پہ کروروں درود

دل کرو ٹھنڈا میرا وہ کف پا چاند سا
سینہ پہ رکھ دو ذرا تم پہ کروروں درود

تم ہو حفیظ و مغیث کیا ہے وہ دشمن خبیث
تم ہو تو پھر خوف کیا تم پہ کروروں درود

گرچہ ہیں بے حد قصور تم ہو عفو و غفور
بخشو د جرم و خطا تم پہ کروروں درود

بے ہنر و بے تمیز کس کو ہوئے ہیں عزیز
ایک تمہارے سوا تم پہ کروروں درود

تم ہو جواد و کریم تم ہو رؤف و رحیم
بھیک ہو داتا عطا تم پہ کروروں درود

خلق کے حاکم ہو تم رزق کے قاسم ہو تم
تم سے ملا جو ملا تم پہ کروروں درود

برسے کرم کی بھرن پھولیں نعم کے چمن
ایسی چلا دو ہوا تم پہ کروروں درود

اپنے خطا واروں کو اپنے ہی دامن میں لو
کون کرے یہ بھلا تم پہ کروروں درود

کرکے تمہارے گناہ مانگیں تمہاری پناہ
تم کہو دامن میں آ تم پہ کروروں درود

کیوں کہوں بے کس ہوں میں، کیوں کہوں بے بس ہوں میں
تم ہو میں تم پر فدا تم پہ کروروں درود

کام وہ لے لیجئے تم کو جو راضی کرے
ٹھیک ہو نام رضا تم پہ کروروں درود

ممکن ہو تو پیارے رضا۔ مقبول رضا کا پیارا اور مقبول سلام بھی پڑھ لیں۔

مصطفےٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

جس طرف اُٹھ گئی دم میں دم آگیا
اس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام

وہ زباں جس کو سن کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

ہاتھ جس سمت اُٹھا غنی کردیا
موج بحر سماحت پہ لاکھوں سلام

جس کو بار دوعالم کی پرواہ نہیں
ایسے بازو کی قوت پہ لاکھوں سلام

سایہ مصطفےٰ مایہ اصطفےٰ
عزو ناز خلافت پہ لاکھوں سلام

وہ عمر جس کے اعدا پہ شیدا سقر
اس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام

ان کے مولیٰ کے ان پر کروروں درود
ان کے اصحاب وعترت پہ لاکھوں سلام

غوث اعظم امام التقیٰ والنقیٰ
جلوۂ شان قدرت پہ لاکھوں سلام

ایک میرا ہی رحمت میں دعویٰ نہیں
شاہ کی ساری امت پہ لاکھوں سلام

کاش! محشر میں جب ان کی آمد ہو اور
بھیجیں سب ان کی شوکت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا
مصطفےٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

۲۴) پھر منبر اطہر کے قریب دعا مانگو

۲۵) پھر روضہ جنت میں (یعنی جو جگہ منبر و حجرۂ منورہ کے درمیان ہے اور اسے حدیث میں جنت کی کیاری فرمایا) دو رکعت نفل غیر وقت مکروہ میں پڑھ کر دعا کرو۔

۲۶) یونہی مسجد شریف کے ہر ستون کے پاس نماز پڑھو دعا مانگو کہ محل برکات ہیں خصوصاً بعض میں خاص خصوصیت

۲۷) جب تک مدینہ طیبہ کی حاضری نصیب ہو۔ایک سانس بے کار نہ جانے دو۔ضروریات کے سوا اکثر وقت مسجد شریف میں باطہارت حاضر رہو۔نماز وتلاوت و درود میں وقت گزارو۔دنیا کی بات کسی مسجد میں نہ کرنی چاہئے نہ یہاں۔

۲۸) ہمیشہ ہر مسجد میں جاتے وقت اعتکاف کی نیت کرلو یہاں تمہاری یاددہانی ہی کو دروازہ سے بڑھتے ہی یہ کتبہ ملے گا۔ نَوَیْتُ سُنَّتَ الْاِعْتِکَاف ٥

۲۹) مدینہ طیبہ میں روزہ نصیب ہو۔ خصوصاً گرمی میں تو کیا کہنا کہ اس پر وعدۂ شفاعت ہے۔

۳۰) یہاں ہر نیکی ایک کی پچاس ہزار لکھی جاتی ہے۔ لہٰذا عبادت میں زیادہ کوشش کرو، کھانے پینے کی کمی ضرور کرو

۳۱) قرآن مجید کا کم سے کم ایک ختم یہاں اور حطیم کعبہ معظمہ میں کرلو۔

۳۲) روضہ انور پر نظر بھی عبادت ہے۔ جیسے کعبہ معظمہ یا قرآن مجید کا دیکھنا۔ تو ادب کے ساتھ اس کی کثرت کرو۔ اور درود وسلام عرض کرو۔

۳۳) پنجگانہ یا کم سے کم صبح وشام مواجہ شریف میں عرض سلام کے لئے حاضر ہو۔

۳۴) شہر میں خواہ شہر کے باہر جہاں کہیں گنبد مبارک پر نظر پڑے فوراً دست بستہ ادھر منہ کر کے صلوٰۃ وسلام عرض کرو بغیر اس کے ہرگز نہ گزرو کہ خلاف ادب ہے۔

۳۵) ترک جماعت بلا عذر ہر جگہ گناہ ہے اور کئی بار ہو تو سخت حرام وگناہ کبیرہ اور یہاں تو گناہ کے علاوہ کیسی سخت محرومی ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

صحیح حدیث میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں۔ جسے میری مسجد میں چالیس نمازیں فوت نہ ہوں، اس کے لئے دوزخ ونفاق سے آزادیاں لکھی جائیں۔ (مسند امام احمد بن حنبل، ج ۳، ص ۱۵۵)

۳۶) قبر کریم کو ہرگز پیٹھ نہ کرو۔ اور حتی الامکان نماز میں بھی ایسی جگہ کھڑے ہو کہ پیٹھ کرنی نہ پڑے۔

۳۷) روضہ اقدس وانور کا نہ طواف کرو نہ سجدہ نہ اتنا جھکنا کہ رکوع کے برابر ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی تعظیم ان کی اطاعت میں ہے۔

پیارے رضا کے پیارے ومقبول اشعار:

ابر رحمت کے سلامی رہنا
پھلتے ہیں پودے لچکنے والے

عاصیو! تھام لو دامن ان کا
وہ نہیں ہاتھ جھٹکنے والے

ارے یہ جلوہ گہ جاناں ہے
کچھ ادب بھی ہے پھڑکنے والے

سنبو! ان سے مدد مانگنے جاؤ
پڑے بکتے رہیں بکنے والے

جب گرے منہ سوئے میخانہ تھا
ہوش میں ہیں یہ بہکنے والے

اور فرماتے ہیں:

سر سوئے روضہ جھکا پھر تجھکو کیا
دل تھا ساجد نجدیا پھر تجھکو کیا

بے خودی میں سجدۂ در، یا طواف
نجدی مرتا ہے کہ کیوں تعظیم کی

جو کیا اچھا کیا پھر تجھکو کیا
یہ ہمارا دین تھا پھر تجھ کو کیا

اور ایک جگہ فرماتے ہیں:

اس میں روضہ کا سجدہ ہو کہ طواف
ہوش میں جو نہ ہو وہ کیا نہ کرے

۳۸) بقیع و اُحد و قبا کی زیارت سنت ہے

مسجد قباء کی دو رکعت کا ثواب ایک عمرہ کے برابر ہے اور چاہو تو یہیں حاضر رہو۔ سیدی ابن ابی جمرہ قدس سرہ جب حاضر حضور ہوتے تو آٹھوں پہر برابر حضوری میں کھڑے رہتے۔ ایک دن بقیع وغیرہ کی زیارت کا خیال آیا۔ پھر فرمایا یہ ہے اللہ کا دروازہ بھیک مانگنے والوں کے لئے کھلا ہوا۔ اسے چھوڑ کر کہاں جاؤں۔

سر اینجا سجدہ اینجا، بندگی اینجا، قرار اینجا

۳۹) وقت رخصت مواجہہ انور میں حاضر ہو اور حضور سے بار بار اس نعمت کی عطا کا سوال کرو۔ اور تمام

آداب کہ مکہ معظمہ سے رخصت میں گزرے ملحوظ رکھو اور سچے دل سے دعا کرو کہ الٰہی ایمان وسنت پر مدینہ طیبہ میں مرنا اور بقیع پاک میں دفن ہونا نصیب ہو۔

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا اٰمِيْنَ اٰمِيْنَ يَا اَرْحَمَ الرّٰاحِمِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَابْنِهٖ وَحِزْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ اٰمِيْنَ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ملخصا (انوار البشارۃ،ص۲۷)

ضروری گزارش: سرکار اعلیٰ حضرت نے یہ رسالہ اس وقت تحریر فرمایا ہے جب حرمین طیبین میں خوش عقیدہ سنی امام تھے۔ ان کے پیچھے نماز درست تھی لیکن اب حرمین شریفین میں نجدی امام ہیں اور حضور اعلیٰ حضرت نے جو نماز باجماعت کی تاکید فرمائی ہے اس کے لئے شرط ہے خوش عقیدہ سنی مسلمان کا امام ہونا۔ اب شرط مفقود ہے اس لئے نجدی امام کے پیچھے نماز پڑھنے سے بچنا فرض ہے۔ ورنہ نماز تو ایک طرف رہ جائے گی اور ایمان کے تباہ وبرباد ہونے کا خطرہ ہے۔ اس لئے اگر کوئی سنی خوش عقیدہ امام مل جائے تو اس کی اقتداء میں نماز باجماعت پڑھی جائے ورنہ تنہا بغیر جماعت کے نماز ادا کی جائے۔

دُعاؤں کا طالب

انوار احمد قادری

جنت کی کیاری: مزار اقدس سے متصل جنت کی کیاری ہے۔ مکہ شریف میں حج وعمرہ اور طواف کعبہ معظمہ کرنے والے سے جنت کے ملنے کا وعدہ کیا گیا ہے یعنی مکہ شریف میں جنت ملے گی جو اُدھار ہے۔

مگر مدینہ طیبہ کی عظمت وشان کا کیا کہنا کہ مدینہ طیبہ کی مسجد شریف میں جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور قریب میں مالک جنت لیٹے ہوئے آرام فرما ہیں گویا مدینہ طیبہ میں جنت بھی ہے اور مالک جنت بھی۔ اور مدینہ طیبہ میں معاملہ اُدھار نہیں رہتا کہ جنت ملے گی بلکہ سودا نقد ہے۔ ریاض الجنۃ میں حاضری دو، گویا جنت میں بیٹھے ہو۔

سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

تیری گلی کو چھوڑ کر باغ جناں میں جائے کون

نقد ملے جو مدعا وعدے پہ دل لگائے کون

اور خوب کثرت سے درود وسلام پیش کرتے رہو اور سامنے اپنے مشفق ومہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جو اللہ تعالیٰ کی عطاوبخشش سے مالک جنت ہیں ان کا دیدار بھی کرتے رہو

عاشق مصطفیٰ امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

جنت میں آکے نار میں جاتا نہیں کوئی
شکر خدا نوید نجات و ظفر کی ہے

مومن ہوں مومنوں پہ رؤف و رحیم ہو
سائل ہوں سائلوں کو خوشی لا نہر کی ہے

حدیث شریف: حضرات! آج بھی روضہ نور کے قریب جلی حرفوں میں لکھا ہوا ہے

مَابَيْنَ بَيْتِيْ وَمِنْبَرِيْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ ۝ (کنز العمال، ج ۱۲، ص ۱۰۷)

یعنی میرے گھر (حجرہ) اور میرے منبر کے بیچ کی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ (شفا شریف، ج ۲، ص ۷۷)

اور ایک روایت میں ہے

مَابَيْنَ قَبْرِيْ وَمِنْبَرِيْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ ۝ یعنی میرے قبر اور میرے منبر کے درمیان جو جگہ ہے وہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ (کنز العمال، ج ۱۲، ص ۱۱۶)

اسی حدیث شریف کی ترجمانی اعلیٰ حضرت پیارے رضا، اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

اس طرف روضہ کا نور اس سمت منبر کی بہار
بیچ میں جنت کی پیاری پیاری کیاری واہ واہ

صدقہ اس انعام کے قربان اس اکرام کے
ہو رہی ہے دونوں عالم میں تمہاری واہ واہ

درود شریف:

اے ایمان والو! ہمارے کریم و رحیم آقا محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا حجرہ شریف مسجد شریف سے متصل تھا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنے حجرہ شریف سے مسجد شریف میں جلوہ افروز ہوتے، نماز پڑھتے اور صحابہ کرام کو نماز پڑھاتے اور صحابہ کرام زیارت کی لذت سے مشرف ہوتے تھے۔ حجرہ شریف اور منبر شریف کے درمیان والی مقدس جگہ جہاں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مقدس قدم بار بار تشریف لاتے اور اس نورانی زمین سے قدم شریف بار بار لگتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس پیاری جگہ و زمین کو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ بنا دیا۔ مسجد

شریف کی اسی جگہ کو ریاض الجنۃ اور جنت کی کیاری کہا جاتا ہے۔

اب غور کرو اور سوچو! کہ جب قدم شریف کی عظمت و برکت کا یہ عالم ہے تو قدم والے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکت و عظمت کا کیا عالم ہوگا۔

میرے مرشد اعظم، قطب عالم، حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

بلند اتنا تمہیں حق نے کیا ہے
کہ عرش حق بھی زیر پا ہے

اگرچہ ہے مکہ کی عظمت مسلم
مگر میرا دل طیبہ ہی پر فدا ہے

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۱۲ ﴾

ذی الحجہ شریف

پہلا جمعہ..................................دوسرا بیان

حاجیو، آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ ٥ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ٥

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ٥

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ٥ (پ۵، رکوع ۶)

ترجمہ: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ تعالیٰ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

اے مدعیو! خاک کو تم خاک نہ سمجھو
اس خاک میں مدفوں شہ بطحا ہے ہمارا

ہم خاک اُڑائیں گے جو وہ خاک نہ پائی
آباد رضا جس پہ مدینہ ہے ہمارا

در رسول پر درود و سلام کے برکات و حسنات

حضرت امام بیہقی بیان فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے زمانے کے مشائخ سے سنا ہے کہ جو شخص حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی قبر نور کے پاس یہ آیت پڑھے گا۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (پ۲۲، رکوع ۴)

اور اس آیت کے پڑھنے کے بعد ستر مرتبہ یہ درود شریف پڑھے۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَآلِكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ٥

تو در نور پر خدمت کے لئے مقرر فرشتہ اس شخص کو کہتا ہے۔ اے فلاں تیری ہر حاجت وضرور ت پوری ہوگی۔

(شعب الایمان، ج ۸، ص ۱۰۲)

درِ نور پر فرشتوں کی حاضری

حدیث شریف: حضرت کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

مَا مِنْ يَوْمٍ يَطْلَعُ اِلَّا نَزَلَ سَبْعُوْنَ اَلْفًا مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ حَتّٰى يَحُفُّوْا بِالْقَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْرِبُوْنَ بِاَجْنِحَتِهِمْ وَيُصَلُّوْنَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اِذَا اَمْسَوْا عَرَجُوْا وَهَبَطَ مِثْلُهُمْ فَصَنَعُوْا مِثْلَ ذٰلِكَ حَتّٰى اِذَا انْشَقَّتِ الْاَرْضُ خَرَجَ فِيْ سَبْعِيْنَ اَلْفًا مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ يَزِفُّوْنَهٗ ٥

یعنی ہر طلوع فجر کے وقت ستر ہزار فرشتے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر قبر انور کو گھیر لیتے ہیں اور درود وسلام عرض کرتے ہیں۔ جب شام ہوتی ہے تو وہ واپس چلے جاتے ہیں اور دوسرے ستر ہزار فرشتوں کی جماعت حاضر ہو جاتی ہے اس طرح ملائکہ کی حاضری ہر دن ورات ہوتی ہے حتیٰ کہ جب قیامت قائم ہوگی تو اس وقت بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ستر ہزار فرشتوں کی جماعت کے ساتھ تشریف لائیں گے۔

(سنن دارمی، ج ۱، ص ۵۷، شعب الایمان، ج ۸، ص ۱۰۲، جذب القلوب، ص ۲۵۲)

حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب صبح ہوتی ہے تو ستر ہزار فرشتے مزار انور، قبر انور کے گرداگرد یعنی قبر شریف کے چاروں طرف حاضر ہو جاتے ہیں اور شام تک درود وسلام بھیجتے رہتے ہیں اور جب شام ہوتی ہے تو وہ فرشتے چلے جاتے ہیں اور دوسرا گروہ ستر ہزار فرشتوں کا حاضر دربار ہو جاتا ہے اور صبح ہونے تک تمام فرشتے مزار انور کو گھیرے رہتے ہیں اور درود وسلام بھیجتے رہتے ہیں اور فرشتوں کی حاضری کا یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا حتیٰ کہ ہمارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم قبر نور سے نکلیں گے اور ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ قیامت کے دن تشریف لائیں گے۔ (جذب القلوب، ص ۲۶۹)

اے ایمان والو! ستر ہزار فرشتوں کا گروہ ہر دن صبح کو اور ستر ہزار فرشتوں کی جماعت ہر دن شام کو

ہمارے حضور جان نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مزار انور واقدس پر حاضر ہوتی ہے اور فرشتے مزار نور کے چاروں جانب گھیرا ڈالے رہتے ہیں اور درود وسلام کا نذرانہ بارگاہ نور میں پیش کرتے رہتے ہیں۔

سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

ستر ہزار صبح ہیں ستر ہزار شام
یوں بندگی زلف ورُخ اٹھوں پہر کی ہے

حدیث شریف سے واضح طور پر ظاہر وثابت ہوگیا کہ کریم ومہربان آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مزار نور پر حاضر ہونا، صرف جائز ودرست ہی نہیں بلکہ نور والے نوری مخلوق فرشتوں کی سنت ہے اور نوری مخلوق فرشتوں کا آنا جانا اللہ تعالیٰ کے حکم پر ہے تو ثابت وظاہر ہوا کہ رحمٰن ورحیم رب تعالیٰ کی رضا وخوشنودی بھی محبوب ومقبول نبی مصطفےٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مزار انور قبر نور کی حاضری میں ہے۔

اور حدیث شریف میں ہے کہ جو فرشتہ ایک بار مزار انور واقدس پر حاضری کا شرف حاصل کرے گا پھر اسے قیامت تک دوسری مرتبہ حاضری نصیب نہیں ہوگی۔

حضرات! امتی دن ورات زندگی بھر اپنے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مزار اقدس قبر انور پر حاضری دیتا ہے تو اس کے لئے کوئی پابندی نہیں ہے۔

امام عشق ومحبت اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

جو ایک بار آئے دوبارہ نہ آئیں گے
رخصت ہی بارگاہ سے بس اس قدر کی ہے

معصوموں کو ہے عمر میں صرف ایک بار بار
عاصی پڑے رہیں تو صلہ عمر بھر کی ہے

امتی کیسا بھی ہو: نیک ہو یا بد، برا ہو یا بھلا، ہر وقت حاضری کی سعادت حاصل کرسکتا ہے کوئی روک ٹوک نہیں

عاصی بھی ہیں چہیتے یہ طیبہ ہے زاہد و
مکہ نہیں کہ جانچ جہاں خیر وشر کی ہے

اے ایمان والو! در شاہ پر فرشتے حاضر ہو کر درود وسلام پیش کرتے ہیں تو جن پر دوسری حاضری کی پابندی ہے جب درود شریف ان فرشتوں کی عادت ہے تو للہ فیصلہ کرو کہ ہم امتیوں کا حق فرشتوں سے زیادہ ہے کہ نہیں؟ اس لئے ہم

غلاموں پر لازم و ضروری ہے ہم درود و سلام کا ہدیہ و نذرانہ اپنے مشفق و مہربان آقا محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دربار نور و رحمت میں پیش کرتے رہیں۔ جس کے صدقہ و طفیل ہم امت پر حاضری کی کوئی پابندی نہیں ہے۔

ایک خاص بات! یہ عرض کرنا ہے کہ کچھ لوگ اس طرح کی بات کرتے ہیں کہ جب درود شریف پڑھا اور بھیجا جاتا ہے تو فرشتے، امتی کا درود آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دربار میں پیش کرتے ہیں اس وقت آپ کی روح قبر میں لوٹا دی جاتی ہے۔

اب مجھے کہنا اور بتانا یہ ہے کہ جب فرشتے ہزاروں کی تعداد میں اور بے شمار امتی صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک ہر وقت در شاہ پر حاضر رہتے ہیں اور درود و سلام پیش کرتے رہتے ہیں تو کوئی سانس اور لمحہ اور سکنڈ منٹ اور کوئی وقت ایسا گزرتا ہی نہیں ہے کہ جس میں حاضری دینے والے حاضر بارگاہ نہ رہتے ہوں اور درود و سلام پڑھنے والے۔ درود و سلام پڑھتے نہ نظر آتے ہوں۔ تو ثابت ہو گیا کہ آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی روح انور جسم انور کے ساتھ ہر آن و لمحہ اور ہر دن و رات بلکہ ہر وقت حاضر و موجود رہتی ہے روح نور کے غائب و غیر حاضر ہونے کا عقیدہ بے اصل ہے اور مومن خوش عقیدہ جنتی مسلمان کا ایمان و عقیدہ تو یہ ہے کہ ہمارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم باذن اللہ ہر وقت زندہ ہیں اپنے در نور پر حاضر ہونے والوں کو دیکھتے ہیں اور پہچانتے بھی ہیں اور غلاموں کو زیارت کی لذت سے نوازتے ہیں اور امتی حاضر دربار ہے یا دنیا کے کسی حصہ میں موجود ہے ہر حال میں اس کی فریاد سنتے ہیں اور اس شخص کی مدد فرماتے ہیں۔

سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

فریاد امتی جو کرے حال زار میں
ممکن نہیں کہ خیر بشر کو خبر نہ ہو

ان پر درود جنکو کس بے کساں کہیں
ان پر سلام جن کو خبر بے خبر کی ہے

دوسری خاص بات! یہ عرض کرنا ہے کہ امتی کا درود و سلام فرشتے لے جاتے ہیں اور پیش کرتے ہیں اور وہ فرشتے جو زمین و آسمانوں کے مختلف جگہوں پر اور جنت میں بیت المقدس اور کعبہ معظمہ میں خدمت پر مامور ہیں جو اپنی جگہیں چھوڑ کر جا نہیں سکتے اور محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر درود و سلام پڑھتے ہیں تو سوال یہ ہے کہ ان فرشتوں کا درود و سلام کون لے جا کر بارگاہ نور میں پیش کرتا ہے؟ کیا ندوہ اور دیوبند والے یہ کام کرتے ہیں۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔

اللہ تعالیٰ جب دین وایمان سلب کر لیتا ہے تو دماغ وعقل ٹیڑھی ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے امن وپناہ میں رکھے۔ آمین۔

حضرات! اللہ تعالیٰ کی بخشی ہوئی طاقت وقوت سے۔ فرش سے عرش تک، مغرب سے مشرق تک، شمال سے جنوب تک۔ کہیں سے بھی آپ کا عاشق جب درود وسلام پڑھتا ہے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس عاشق کو دیکھتے بھی ہیں اور اس کے درود وسلام کو خود سنتے ہیں اور فریاد سن کر اس کی مدد بھی فرماتے ہیں۔

(مستدرک، امام حاکم، ج ۳، ص ۱۰، دلائل النبوۃ، امام بیہقی، ج ۱، ص ۳۱۰)

جیسا کہ حدیث صحیح میں ہے کہ محبوب خدا غیب داں رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب جبرائیل علیہ السلام آسمانوں سے زمین پر نزول فرمانے کے لئے آسمانوں کا دروازہ کھولتے ہیں تو دروازہ کے کھلنے کی آواز کو میں اپنے حجرہ میں سنتا ہوں۔

جب ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آسمانوں کے دروازں کے کھلنے کی آواز کو سنتے ہیں تو امتی جہاں سے پکارے اس کی آواز بھی سنتے ہیں۔

عاشق مصطفیٰ پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان
کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

درشاہ پر درود وسلام کا تحفہ: درنور، بارگاہ حضور، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی حاضری کے وقت ملائکہ اور عاشقوں کا درود وسلام پیش کرنا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دوسرے اعمال کے مقابل زیادہ محمود ومقبول ہوتا ہے۔

مختصر مگر جامع فضائل درود: حضرت شیخ محقق نے تحریر فرمایا ہے کہ بعض بزرگوں سے منقول ہے کہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔ شریف کے پڑھنے سے ہم نے اپنے رب تعالیٰ رحمٰن ورحیم اللہ تعالیٰ کو پہچانا۔

۱) اور درود شریف پڑھنے سے ہم کو محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پاک صحبت نصیب ہوئی۔

۲) اور فرماتے ہیں کہ جو خوش نصیب شخص درود شریف پڑھتا ہے وہ شخص محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو خواب یا بیداری میں ضرور دیکھے گا۔

۳) حلیہ ابونعیم میں ہے۔ حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ درود شریف گناہوں کو ایسا مٹا دیتا ہے جیسے آگ پانی کو ٹھنڈا کر دیتی ہے۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر سلام بھیجنا غلام آزاد کرنے سے افضل ہے۔

۴) اصبہانی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہمارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جب دو مسلمان ایک دوسرے سے مصافحہ کرتے ہیں اور مجھ پر درود بھیجتے ہیں تو دونوں کا ہاتھ جدا ہونے سے پہلے ان دونوں کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ (ابوداؤد، ج ۲، ص ۷۰۸، کنزالعمال، ج ۹، ص ۴۸)

۵) حضرت خضر و الیاس علیہما السلام راستہ بتاتے ہیں۔ حدیث صحیح سے نقل ہے کہ محمد بن عبداللہ سمرقندی فرماتے ہیں کہ میں راستہ بھول گیا دو بزرگ شخص تشریف لائے اور مجھے راستہ دکھایا۔ معلوم کیا تو پتہ چلا کہ حضرت خضر اور حضرت الیاس علیہما السلام ہیں۔ میں نے ان دونوں بزرگوں سے دریافت کیا کہ آپ حضرات نے ہمارے پیارے نبی محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو دیکھا ہے۔ انہوں نے کہا ہاں۔ میں نے عرض کیا مجھے وہ باتیں بتایئے جو آپ حضرات نے ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے سنی ہیں۔ اللہ کے نبی حضرت خضر علیہ السلام اور اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت الیاس علیہ السلام نے بیان کیا کہ ہم نے محبوب خدا امام الانبیاء رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے جو شخص مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے تو اس کا دل نفاق کی گندگی سے اس طرح پاک وصاف ہو جاتا ہے جس طرح پانی سے کپڑا پاک وصاف ہو جاتا ہے۔

درود شریف محتاجی کو ختم کر دیتا ہے: حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ درود شریف پڑھنے والا محتاج نہیں رہتا۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر درود وسلام پڑھنے والے کو اپنی حکمت کاملہ سے ڈھیروں روزیاں عطا فرماتا ہے۔ ملخصاً (جذب القلوب، ص ۲۶۰ تا ۲۷۰)

اے ایمان والو! حدیث شریف سے ظاہر و ثابت ہو گیا کہ درود وسلام کے برکات وحسنات کثیر ہیں جو دوسرے اعمال سے نصیب نہیں۔ مزار انور کے پاس درود وسلام پڑھنے والے کو آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پہچانتے ہیں اور اس کا درود وسلام خود سنتے ہیں اور عاشق جب دور دراز میں رہتے ہوئے عشق ومحبت کے ساتھ درود شریف پڑھتا ہے تو آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنے عاشق کو دیکھتے ہیں اور اس کا درود وسلام خود سماعت فرماتے ہیں۔ درود شریف کی برکت سے محتاجی دور رہتی ہے اور روزی کثرت سے ملتی ہے۔ درود شریف کی برکت سے مخلوق کے

درمیان محبوب ومقبول ہو جاتا ہے اور دنیا وآخرت کے ہر غم وتکلیف سے آزادی نصیب ہوتی ہے اور درود شریف وہ محبوب وپسندیدہ عمل ہے جس کے سبب اللہ تعالیٰ راضی ہو جاتا ہے اور محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم درود شریف پڑھنے والے امتی کو دیکھ کو مسکراتے ہیں اور قیامت کے دن محبوب خدا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا قرب عطا ہوگا۔

عاشق مصطفیٰ پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

حاضری کے وقت چہرہ قبر نور کی طرف رہے: خبردار! خبردار!! مزار انور قبر نور کی حاضری کے وقت منہ قبر شریف کی طرف رہے۔ درود وسلام کے وقت اور دعا کے وقت بھی۔ آج کل کچھ لوگ مزار انور کے چاروں جانب موجود ہوتے ہیں جس میں حکومت کے مقرر کردہ مولوی اور پولس والے جو یہ کہتے نظر آتے ہیں کہ سلام کرلو! بس۔ دعا قبلہ کی طرف منہ کر کے مانگو۔

حضرات! اس طرح کی بے ادبی وگستاخی کرنے والوں کا مذہب ومسلک ہے کہ مزار انور، قبر نور کی کوئی حیثیت وفضیلت نہیں ہے یہ عقیدہ وایمان یہود ونصاریٰ کا دیا ہوا ہے جس سے مذہب اسلام کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔

بزرگان دین اللہ والوں کا اس بارے میں مذہب ومسلک ملاحظہ فرمائیے۔

حضرت امام مالک کا ارشاد: (۱) خلیفہ منصور ابو جعفر نے حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا اے امام مالک مزار انور کے قریب دعا کے وقت میں اپنا چہرہ کس طرف کروں؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی جانب یا قبلہ کی طرف؟

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:

وَلِمَ تُصْرِفُ وَجْهَكَ عَنْهُ وَهُوَ وَسِيْلَتُكَ وَوَسِيْلَةُ اَبِيْكَ اٰدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ بَلِ اسْتَقْبِلْهُ وَاسْتَشْفِعْ بِهٖ فَيُشَفِّعُهُ اللّٰهُ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ ○ الآية

یعنی اپنا منہ اس شخصیت سے کیوں پھیرتا ہے جو تیرا اور تیرے باپ آدم علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قیامت کے دن وسیلہ ہیں آپ کی طرف رُخ کرکے آپ سے شفاعت کا سوال کر۔ اللہ تعالیٰ آپ کی شفاعت قبول فرماتا ہے پھر یہ آیت پڑھی وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ الآیۃ (شفا شریف، ج ۲، ص ۸۶، مدارج النبوۃ)

(۲) مسند ابوحنیفہ میں حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

قَدِمَ اَيُّوْبُ السَّخْتِيَانِيُّ وَاَنَا بِالْمَدِيْنَةِ فَقُلْتُ لَاَنْظُرَنَّ مَا يَصْنَعُ فَجَعَلَ ظَهْرَهُ مِمَّا يَلِي الْقِبْلَةَ وَوَجْهَهُ مِمَّا يَلِيْ وَجْهَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَكٰى غَيْرَ مُتَبَاكٍ O

حضرت ایوب السختیانی (جو ایک بڑے بزرگ ہیں) حاضری کے لئے آئے تو میں مدینہ طیبہ میں تھا میں نے چاہا کہ دیکھوں کہ یہ (بزرگ) حاضری کے وقت کیا کرتے ہیں تو ان (بزرگ) نے پشت قبلہ کی طرف کیا اور چہرہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی جانب کیا اور خوب آنسوؤں سے روتے رہے۔

(۳) حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مسلک و مذہب یہی ہے کہ حاضری کے وقت سلام و دعا کے لئے پشت قبلہ کی طرف اور چہرہ قبر نور کی طرف ہونا چاہئے۔

ہمارے پیر اعظم حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی حنبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کتاب غنیۃ الطالبین میں اور امام نووی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب المناسک میں تحریر فرمایا ہے کہ مزار انور و اقدس کی حاضری کے وقت سلام و دعا کے لئے پشت قبلہ کی طرف اور چہرہ قبر نور کی طرف ہونا چاہئے۔ اور اس طرح کی عبارت جذب القلوب، ص ۲۵۱ پر ہے

(۱) صحابہ کرام اور بزرگوں کا مزار انور پر حاضری: امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیت المقدس تشریف لے گئے۔ بیت المقدس کی چابی آپ کو سپرد کی گئی بغیر جنگ و جدال کے بیت المقدس فتح ہوا۔

اس وقت کعب احبار مسلمان ہوئے۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت کعب سے فرمایا کیا تم میرے ساتھ مدینہ طیبہ چلو گے تاکہ ہمارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت نصیب ہو۔ حضرت کعب احبار راضی ہوگئے۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیت المقدس سے واپس تشریف لائے۔

اَوَّلُ مَا بَدَأَ بِالْمَسْجِدِ وَسَلَّمَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سب سے پہلے مسجد نبوی شریف میں حاضر ہوئے اور مزار انور قبر نور پر حاضر ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو سلام کیا۔ (واقدی، فتوح الشام، ج ۱، ص ۲۴۴، شفاء السقام، ص ۵۶، الجواہر المنظم، ص ۲۷)

(۲) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حاضری: اَتَی قَبْرَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَوَقَفَ فَرَفَعَ یَدَیْہِ حَتّٰی ظَنَنْتُ اَنَّہُ اِفْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ فَسَلَّمَ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ انْصَرَفَ ۝

یعنی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی قبر انور پر حاضر ہوئے کھڑے ہو کر اپنے ہاتھوں کو اس قدر اٹھایا کہ گمان ہونے لگا کہ نماز پڑھنے جا رہے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو سلام عرض کیا پھر چلے گئے۔ (بیہقی، شعب الایمان، ج ۲، ص ۴۹۱، شفاء شریف، ج ۲، ص ۷۱، ۶، شفاء السقام، ص ۷۰)

(۳) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب بھی سفر سے واپس تشریف لاتے تو آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی قبر انور پر حاضر ہوتے۔ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَبَابَکْرٍ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَبَتَاہُ (شفاء السقام، ص ۶۷، عبد الرزاق، المصنف ج ۳، ص ۵۷۶، بیہقی السنن الکبیر ج ۵، ص ۲۴۵)

(۴) حضرت ابو عبید بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت میسرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قاصد بنا کر مدینہ طیبہ حضرت عمر فاروق اعظم کی خدمت میں بھیجا۔ جب حضرت میسرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ طیبہ میں رات کے وقت داخل ہوئے۔ وَدَخَلَ الْمَسْجِدَ وَسَلَّمَ عَلٰی قَبْرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَلٰی قَبْرِ اَبِیْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ۝

یعنی مسجد شریف میں پہونچ کر نبی معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی قبر انور پر حاضر ہو کر سلام کیا اور پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سلام کیا۔ (شفاء السقام، ص ۶۳)

حضرت بلال حبشی کا مزار انور پر حاضری: عاشق مدینہ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اکابر محدثین کرام حضرت بلال مؤذن رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلافت کے زمانہ میں ملک شام فتح ہوا اور حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ملک شام میں سکونت اختیار کر لی۔

ابن عساکر ابی درداء سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مشفق و مہربان آقا محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنے عاشق صادق حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے ہیں۔

مَا ھٰذِہِ الْجَفْوَۃُ یَا بِلَالُ اَمَا اٰنَ لَکَ اَنْ تَزُوْرَنِیْ ۝ یعنی اے بلال یہ کیسا ظلم و جفا ہے کہ تم میری زیارت کو نہیں آتے۔ (سبکی شفاء السقام، ص ۵۳، ابن حجر مکی الجواہر المنظم، ص ۲۷)

اس ہوش رُبا اور دلربا خواب نے حضرت بلال کو بے چین وبے قرار کردیا۔ دیدار محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے لئے آنکھیں اشکبار ہوگئیں۔

مزار انور واقدس کی حاضری اور قبر انور کی زیارت کے لئے فوراً سفر کیا اور مدینہ طیبہ کے لئے روانہ ہوگئے۔ جب اپنے محبوب مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مزار انور۔ قبر انور پر حاضر ہوئے تو اس قدر روئے کہ آنسوؤں کی جھڑیاں بہہ رہی تھیں اور شیخ محقق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ روتے اور بلکتے ہوئے اپنے چہرہ کو قبر شریف کی خاک پر رکھ دیا۔ عاشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آمد سے مدینہ طیبہ والوں کے لئے غم جاناں تازہ ہوگیا اور محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے حیات ظاہری کے شب وروز مدینہ والوں کی نگاہوں میں گھومنے لگے اور مدینہ والے مزار نور اور قبر نور کے گرداگرد جمع ہوگئے اور سب کی خواہش وتمنا تھی کہ حضرت بلال مؤذن رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنی میٹھی اور پیاری آواز میں آج اذان دے دیں تاکہ پرانی یاد تازہ ہوجائے اور حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی تشریف لائے۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں شہزادوں سے لپٹ گئے اور خوب روئے اور ان کے سر اور آنکھوں کو چوما اور گود میں اٹھالیا۔ سب نے مشورہ کیا کہ ہمارے کہنے سے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبول نہیں کررہے ہیں اگر امام حسن وامام حسین فرمادیں گے تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کا پاس ولحاظ کرنا ہی پڑے گا ورنہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بعد اذان نہیں دی ہے۔ حتیٰ کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وصال شریف کے بعد حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے چاہا تھا کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذان دیں تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا کہ اے حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ نے اپنے مال سے مجھے خریدا اور راہ خدا میں آزاد کردیا۔ یہ سب آپ نے اللہ تعالیٰ کے لئے کیا تھا یا اپنی ذات کے لئے کیا تھا تو حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے اللہ تعالیٰ کے لئے کیا تھا۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مجھ کو اب بھی اللہ تعالیٰ کے لئے چھوڑ دو اور مجھ میں اتنی طاقت وقوت نہیں ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بعد کسی اور کے لئے اذان کہوں۔

کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ جب حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا کہ اے بلال جو اذان ہمارے نانا جان صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو سناتے تھے ہم کو بھی سنادیجئے۔ اب حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے انکار کا کوئی چارہ نہیں تھا۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد شریف کی چھت

پڑھے۔ جس جگہ پر محبوب خدا، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے زمانے میں کھڑے ہوکر اذان دیتے تھے۔

جب اللہ اکبر، اللہ اکبر کہا تو لوگوں میں شور مچ گیا۔ آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب بہہ نکلا۔ محبوب خدا، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے زمانے کی اذان کی یاد تازہ ہوگئی اور پورا مدینہ ہل گیا۔ اذان ہوتی رہی اور بے قراری کا طوفان بڑھتا گیا اور پورے مدینہ پر عجیب وغریب کیف وسرور چھایا ہوا تھا مگر جب حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہ ٥ فرمایا تو کوئی عورت ومرد۔ چھوٹا بڑا مدینہ طیبہ میں ایسا نہ تھا جو گھر سے باہر نہ نکل آیا ہو اور نہ رویا ہو۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وصال کے دن کا غم تازہ ہوگیا ہو۔ اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حال زار بھی عجیب وغریب ہورہا تھا اس لئے کہ اذان تو دے رہے ہیں لیکن اذان والا محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نور ورحمت والا چہرہ سامنے نہ تھا۔ دل پر ایسی چوٹ لگی کہ اذان کے اگلے کلمات نہ پڑھ سکے اور مسجد شریف کی چھت سے نیچے اتر آئے۔ (جذب القلوب، ص ۲۳۰)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مزار انور پر: امیر المومنین حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد شریف میں داخل ہوئے ثُمَّ انْصَرَفَ اِلٰی قَبْرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَبَکٰی ٥ پھر قبر انور پر حاضر ہوئے اور خوب روئے۔ (دار قطنی)

حضرت عمر بن عبدالعزیز قاصد بھیجتے ہیں۔ یہ بات شہرت پا چکی ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملک شام سے مدینہ طیبہ قاصد بھیجا کرتے تھے اس قاصد سے کہتے تھے۔

سَلِّمْ لِیْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ ٥ جا کر میری طرف سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت عالیہ میں سلام عرض کرو۔ (شعب الایمان، ج ۸، ص ۱۰۰، المدخل، ج ۱، ص ۲۶۱)

اے ایمان والو! مدینہ طیبہ میں آقائے نعمت ودولت، محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مزار انور واقدس پر حاضر ہونا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور چاروں مسلک کے ائمہ کرام اور اولیائے امت اور صلحائے امت کی سنت ہے جو ان کے اقوال وافعال سے ظاہر وثابت ہے۔

اے ایمان والو! آقائے نعمت ودولت، محبوب خدا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مزار انور واقدس پر رات ودن آٹھوں پہر دونوں جہان کی نعمت ودولت بٹتی رہتی ہے اے عاشقو! کبھی بھی اپنے پیارے نبی سے مانگ کر اور ان کی بارگاہ بے کس پناہ میں جھولی پھیلا کر دیکھ لو۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے سب کچھ نصیب ہوجائے گا۔

مرید رضا مولانا جمیل الرحمٰن رضوی فرماتے ہیں۔

چاہے جو مانگو عطا فرمائیں گے
نامرادو ہاتھ اٹھا کر دیکھ لو

یہ کبھی انکار کرتے ہی نہیں
بے نواؤ ! آزما کر دیکھ لو

سیر جنت دیکھنا چاہو اگر
روضہ انور پہ آکر دیکھ لو

دو جہاں کی سرفرازی ہو نصیب
ان کے آگے سر جھکا کر دیکھ لو

اور پیارے رضا، اچھے رضا، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہئے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی

مزار انور پر سائل کا ہر مقصد پورا ہوتا ہے

محمد ابن منکدر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے میرے والد کے پاس اسی دینار بطور امانت رکھے۔ اور اس شخص نے میرے والد کو اجازت بھی دیدی کہ ضرورت کے وقت تم اس میں سے خرچ بھی کر لینا۔ یہ کہہ کر وہ شخص چلا گیا۔ میرے والد وقت ضرورت اس میں سے خرچ کرتے رہے۔ ایک دن وہ شخص واپس آیا اور اپنی رقم کا مطالبہ کیا، مگر میرے والد اس کی رقم کو ادا کرنے سے قاصر تھے۔ اس شخص سے کہا کل آنا، ابھی میرے پاس انتظام نہیں ہے۔ اب میرے والد نے مسجد نبوی شریف میں رات گزاری اور مزار انور پر فریاد کی اور عا مانگی کہ اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ اندھیری رات ہے اور ایک شخص ظاہر ہوا اور اس نے اسی دینار کی ایک تھیلی میرے والد کے ہاتھ میں تھما دی اور وہ شخص چلا گیا۔ صبح ہوئی میرے والد نے اس شخص کو بلایا جس کی امانت تھی اسی دینار اس شخص کے سپرد کی اور مطالبہ کی زحمت سے نجات پائی۔ (جذب القلوب، ص ۲۳۹)

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہئے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی

چاہے جو مانگو عطا فرمائیں گے
نامرادو ہاتھ اٹھا کر دیکھ لو

ہمارے حضور کھلاتے ہیں: حضرت امام ابوبکر مقری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسجد نبوی شریف میں حاضر ہوئے آپ کے ساتھ دو ساتھی طبرانی اور ابو شیخ بھی تھے دو دن بھوکے رہے پھر عشاء کے وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مزار انور واقدس پر حاضر ہوئے اور اپنے مشفق و مہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے عرض کیا: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَلْجُوْعُ ○ یعنی یارسول اللہ صلی اللہ علیک والک وسلم میں بھوکا ہوں۔

حضرت امام ابوبکر بیان کرتے ہیں کہ روضہ اطہر، قبر نور پر دل کا حال عرض کر کے واپس آ گیا میں اور میرا ساتھی ابو شیخ دونوں تو سو گئے مگر میرا ایک ساتھی طبرانی جاگتا رہا کہ مزار انور پر ہر التجا اور دعا قبول کی جاتی ہے اور مانگنے والے کو محروم نہیں رکھا جاتا ہے ابھی کچھ ہی وقت گزرا تھا کہ دروازہ پر دستک ہوئی۔ دروازہ کھولا گیا ایک علوی صاحب دو غلاموں کے ساتھ موجود تھے ہر ایک کے ہاتھ میں کھجوریں اور کھانوں سے بھری تھیلیاں تھیں۔ علوی صاحب نے کھانا تناول فرمایا اور ہمیں بھی کھلایا، اور باقی بچا کھانا بھی ہمیں دیدیا۔

علوی صاحب نے فرمایا کہ تم نے اپنی بھوک کی شکایت مزار انور واقدس پر کی تھی۔ تو ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ فوراً جاؤ اور میری بارگاہ میں آنے والے جو بھوکے ہیں ان کو کھانا کھلاؤ۔ آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے حکم سے میں حاضر ہوا ہوں۔ (جذاب القلوب، ص ۲۳۰)

سرکار اعلیٰ حضرت امام عشق و محبت مجدد اعظم دین وملت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

واہ کیا جود و کرم ہے شہ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

اور مزید رضا فرماتے ہیں۔

یہ کبھی انکار کرتے ہی نہیں
بے نواؤ آزما کر دیکھ لو

درود شریف:

مزارِ انور سے روٹی ملی: حضرت ابن الجلا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں مدینہ طیبہ میں آیا کچھ اسباب ایسے بنے کہ ایک دو وقت کھانا نصیب نہیں ہوا۔ ایک دو فاقے برداشت کرنے پڑے تھے کہ میں اپنے پیارے آقا رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مزار اقدس، قبر انور پر حاضر ہوا اور قبر انور کے قریب کھڑے ہو کر عرض کیا۔

اَنَا ضَیْفُکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْکَ وَاٰلِکَ وَسَلَّمَ)

یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میں آپ کا مہمان ہوں۔

اور میں قبر شریف کے پاس سو گیا۔ محبوب خدا، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مجھ کو ایک روٹی عطا فرمائی۔ آدھی روٹی میں نے خواب ہی میں کھالی۔ جب میں خواب سے بیدار ہوا تو بقیہ آدھی روٹی میرے ہاتھ میں موجود تھی۔ (جذب القلوب ص ۲۴۰)

سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

مانگیں گے مانگے جائیں گے منہ مانگی پائیں گے
سرکار میں نہ لا ہے نہ حاجت اگر کی ہے

رب ہے معطی یہ ہیں قاسم
رزق اس کا ہے کھلاتے یہ ہیں

درود شریف

مزارِ انور پر ہر سوال پورا ہوتا ہے: حضرت ابوبکر اقطع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں شہر محبوب، مدینہ طیبہ حاضر ہوا اور مجھے پانچ دن گزر گئے کہ مجھے کھانا نصیب نہیں ہوا۔ چھٹے دن مزار انور، قبر نور پر حاضر ہوا اور اپنے پیارے نبی رحمت و برکت والے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔

اَنَا ضَیْفُکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ (صلی اللہ علیہ وسلم)

یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میں آپ کا مہمان ہوں۔

اس کے بعد میں نے خواب میں دیکھا کہ محبوب خدا رسول اللہ مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تشریف لائے۔ حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ داہنی جانب حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بائیں جانب۔ حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے تھے اور مجھ سے فرما رہے تھے کہ اے ابوبکر اقطع اٹھو! محبوب خدا رسول

اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تشریف لے آئے۔ میں جلدی سے اٹھا اور آگے بڑھ کر اپنے پیارے سرکار امت کے غمخوار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دونوں آنکھوں کے درمیان میں نے بوسہ دیا۔ محبوب خدا رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مجھ کو ایک روٹی عطا کی۔ میں نے اس روٹی میں سے کھایا اور جب خواب سے بیدار ہوا تو روٹی کا ایک ٹکڑا میرے ہاتھ میں بچا ہوا تھا۔ (جواہر البحار، ج ۳، ص ۳۳، جذب القلوب، ص ۲۴۰)

کیا ہی خوب فرمایا مجدد اعظم امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

خلق کے حاکم ہو تم رزق کے قاسم ہو تم
تم سے ملا جو ملا تم پہ کروروں درود

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہئے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی

درود شریف:

محروم واپس ہوتا نہیں مانگنے والا تیرا: حضرت احمد بن محمد صوفی بیان فرماتے ہیں کہ میں تین مہینے تک جنگل میں پھرتا رہا۔ یہاں تک کہ میرے بدن کی کھال پھٹنے لگی۔ میں مدینہ طیبہ حاضر ہوا اور اپنے مشفق و مہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اور آپ کے دونوں یار حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سلام کیا اور پھر سو گیا۔ ہمارے حضور جان نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم خواب میں تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا۔ اے احمد؟ تو آگیا۔ تیرا حال کیا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں بھوکا ہوں اور آپ کا مہمان ہوں، تو آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ ہاتھ کھول؟ میں نے ہاتھ پھیلا دیئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے چند درہم میرے ہاتھ میں دیئے۔ جب میں خواب سے بیدار ہوا تو وہ درہم میرے ہاتھ میں تھے۔ میں بازار گیا۔ گرم روٹی اور فالودہ خریدا۔ پھر جنگل کو چلا گیا۔ (جذب القلوب، ص ۲۴۱)

پیارے رضا، اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

منگتا کا ہاتھ اٹھتے ہی داتا کی دین تھی
دوری قبول و عرض میں بس ہاتھ بھر کی ہے

مانگیں گے مانگیں جائیں گے منہ مانگی پائیں گے
سرکار میں نہ لا ہے نہ حاجت اگر کی ہے

مزار نور پر فریاد کی اور بارش ہونے لگی: ابن ابی شیبہ صحیح سند سے بیان کرتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلافت کے زمانہ میں ایک مرتبہ قحط پڑا۔ ایک شخص مزار انور، قبر اقدس پر حاضر ہوا اور بارش کے لئے عرض کیا۔

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ (صلی اللہ تعالیٰ علیک وآلک وسلم) **اِسْتَسْقِ لِاُمَّتِکَ فَاِنَّھُمْ قَدْ ھَلَکُوْا** ۝

یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وآلک وسلم بے شک آپ کی امت ہلاک ہو رہی ہے آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بارش کے لئے دعا کیجئے۔

(معروضہ پیش کرنے کے بعد وہ شخص جواب کا انتظار کرتا رہا) تو محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس شخص کے خواب میں تشریف لائے اور فرمایا اے فلاں! تم عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے پاس جاؤ اور خوش خبری سنادو کہ بارش ہوگی (خوب بارش ہوئی پورا مدینہ طیبہ سیراب ہوگیا۔) (جذب القلوب، ص ۲۳۸، جواہر البحار، ص ۳۳)

قبر انور پر چلو مراد پوری ہو جائے گی: عظیم الشان محدث ابن جوزی سے روایت ہے کہ ایک زمانہ ایسا آیا کہ مدینہ طیبہ کے باشندے سخت قحط میں مبتلا ہو گئے۔ مدینہ طیبہ کے لوگوں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے قحط کے بارے میں شکایت کی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی قبر شریف کے پاس چلو اور قبر شریف کے اوپر والی چھت میں سوراخ کر کے ایک کھڑکی بناؤ اور اس کھڑکی کو آسمان کی طرف کھول دو تا کہ قبر انور اور آسمان میں کوئی پردہ نہ رہے۔

مدینہ طیبہ کے لوگوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حکم سے ایسا ہی کیا۔ بہت بارش ہوئی پورا مدینہ طیبہ جل تھل ہو گیا۔ (دارمی سنن، ج ۱، ص ۵۶، وفاء الوفاء باحوال المصطفیٰ، ص ۸۱۷، شفاء السقام، ۱۲۸) (جذب القلوب، ص ۲۳۸)

اے ایمان والو! کچھ بدعقیدہ لوگ گمراہ کرتے نظر آتے ہیں کہ جو مانگنا ہو اللہ تعالیٰ سے مانگو۔ اور یہ بھی کہتے نظر آتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مزار اقدس قبر انور کے پاس صرف سلام کر سکتے ہیں کوئی سوال نہیں کر سکتے ہیں اور یہ بھی بکتے ہیں کہ مزار انور، قبر اقدس کے پاس کسی مصیبت و پریشانی کا ذکر کرنا شرک ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔

تو اس بدعقیدہ شخص کے لئے جواب یہ ہے کہ مدینہ طیبہ کے لوگوں کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا قحط کی مصیبت سے رہائی کے لئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مزار انور، قبر اقدس پر چلو۔ حضرت عائشہ

صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حکم پر صحابہ کرام مدینہ طیبہ کے باشندے اپنے مشفق ومہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مزار انور، قبر اقدس پر حاضر ہوئے اور قحط کی مصیبت و پریشانی سے نجات حاصل کی، پانی خوب برسا۔ بارش اس شان کی ہوئی کہ مدینہ طیبہ کے باشندے سیراب ہو گئے۔

پتہ چلا اور معلوم ہوا کہ مصیبت اور پریشانی میں مزار انور، قبر اقدس پر حاضر ہو کر محبوب خدا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے مدد مانگنا حضرت عائشہ صدیقہ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی سنت مبارکہ ہے۔

عاشق رسول سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

برستا نہیں دیکھ کر ابر رحمت
بدوں پر بھی برسادے برسانے والے

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

درود شریف:

حضرات! محبوب خدا، رحیم وکریم نبی، مشفق ومہربان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مزار اقدس، قبر انور کی حاضری اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بہت محبوب ومقبول عمل ہے۔ یہ سعادت وبرکت خوش نصیب مومن کو حاصل ہوتی ہے

اب رہی بات منافق کی: بدعقیدہ و بے ایمان شخص کی کہ یہ لوگ تو محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ذات نور پر طرح طرح کا سوال اور اعتراض کرتے نظر آتے ہیں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا مزار انور، قبر نور تو ان گمراہوں کی نگاہ میں کوئی حیثیت وحقیقت نہیں رکھتا ہے۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ)۔ حوالہ ملاحظہ فرمائیے۔

وہابیوں کا عقیدہ: حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی قبر مقدس ہر لحاظ سے بت ہے۔

(حاشیہ شرح الصدور، ص ۲۵، مطبوعہ سعودیہ)

اور دیوبندی وہابی مولانا اسمٰعیل دہلوی کا عقیدہ گنبد خضریٰ والے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بارے میں ملاحظہ فرمائیے۔

سب انبیاء اور اولیاء اس کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔ (تقویۃ الایمان، ص ۱۱۹)

العیاذ باللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ ایمان کے ساتھ ہم سب کو اپنی پناہ اور امان میں رکھے۔ آمین ثم آمین

اس لئے اے سنیو! اپنے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے گستاخوں، غداروں سے ہر حال میں بچو اور ان سے دور رہو۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، تمام فرائض سے فرض اکبر ایمان کی حفاظت ہے اگر ایمان چلا گیا (اللہ نہ کرے) تو سب بیکار و مردود ہے۔

محافظ ایمان، عاشق جان ایمان سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتنے واضح لفظوں میں فرماتے ہیں۔

سونا جنگل رات اندھیری، چھائی بدلی کالی ہے
سونے والو جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے
آنکھ سے کاجل صاف چرالیں یاں وہ چور بلا کے ہیں
تیری گٹھری تاکی ہے اور تو نے نیند نکالی ہے

آؤ مدینہ طیبہ چلیں: طاقت و ہمت ہے، نعمت و دولت ہے، تو دیری نہیں کرنی چاہئے۔ مدینہ طیبہ کا مسافر بن جانا چاہئے کسی بہکانے والے منافق کی ایک نہ سنو۔ اپنے پیارے رب تعالیٰ کی سنو!

محبوب خدا رسول اللہ مشفق و مہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے عاشقوں، غلاموں کو اپنے مزار انور پر بلایا ہے اس لئے اس نعمت و دولت کے حصول کے لئے دوڑو۔ اور حاضر ہو جاؤ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور تمام نیکوں۔ اللہ والوں، بزرگان دین کی سنت پر نظر رکھو۔ سرکار اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

تیرے غلاموں کا نقش قدم ہے راہ خدا
وہ کیا بہک سکے جو یہ سراغ لے کے چلے

مانگو خوب مانگو: در شاہ، مزار اقدس، قبر انور پر ہر فریادی کی فریاد رسی جاتی ہے۔ دنیا کی نعمت و دولت اور رحمت و برکت بھی عطا کی جاتی ہے اور آخرت کے لئے نیکی و ثواب اور بخشش و نجات کا پروانہ دے کر جنت کا حقدار بنا دیا جاتا ہے۔

مرید اعلیٰ حضرت مولانا جمیل الرحمٰن رضوی فرماتے ہیں:

چاہے جو مانگو عطا فرمائیں
یہ کبھی انکار کرتے ہی نہیں

سیر جنت دیکھنا چاہو اگر
نامرادو ہاتھ اٹھا کر دیکھ لو

بے نواؤ !آزما کر دیکھ لو
روضہ انور پہ آکر دیکھ لو

گزارش

مزار انور واقدس پر یہ آخری حاضری نہ ہو: درِ نور کی حاضری کی سعادت اور قبر نور کی زیارت کی نعمت و دولت سے مالا مال ہونے کے بعد جب واپسی کا دن ہو مصلیٰ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم یا اس کے آس پاس دو رکعت نماز ادا کرو یہ مسجد شریف سے الوداع کی نماز ہے اس کے بعد درود و سلام کی کثرت کرو اور خوب گڑ گڑا کر روؤ اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرو کہ اے اللہ تعالیٰ! میرے رحمٰن و رحیم رب تعالیٰ میں تجھ سے اس سفر میں نیکی اور تقویٰ کا سوال کرتا ہوں اور ایسے عمل کا جو تجھے محبوب و پسندیدہ ہیں اور خوب مانگو، دل کھول کر مانگو اور یہ بھی دعا کرو۔

اَللّٰھُمَّ لَاتَجْعَلْهُ اٰخِرَ الْعَھْدِ لِھٰذَا الْمَحَلِّ الشَّرِیْفِ ۝

یعنی اے اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مزار انور واقدس پر میری یہ حاضری آخری نہ ہو اس کے بعد اپنے رحیم و کریم نبی، مشفق و مہربان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مزار اقدس، قبر انور پر حاضر ہو کر زیادہ سے زیادہ درود و سلام پیش کرو اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ رحمت و شفاعت میں عرض کرو۔

نَسْئَلُکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَنْ تَسْئَلَ اللّٰہَ اَنْ لَّا یَقْطَعَ اٰثَارَنَا مِنْ زِیَارَتِکَ وَاَنْ یُّعِیْدَنَا سَالِمِیْنَ وَاَنْ یُّبَارِکَ لَنَا فِیْمَا وَھَبْلَنَا وَیَرْزُقَنَا الشُّکْرَ عَلٰی ذٰلِکَ ۝

یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم آپ کی خدمت میں ہماری گزارش ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ سے عرض کریں کہ ہماری زیارت منقطع نہ فرمائے اور ہمیں واپسی پر سلامتی نصیب ہو۔ اپنے عطیات میں مزید برکت عطا فرمائے۔

اسی طرح خوب رو رو کر دعا مانگو کہ یہ حاضری اس سفر کی آخری حاضری ہے۔ اپنے ماں، باپ اور پیر و مرشد
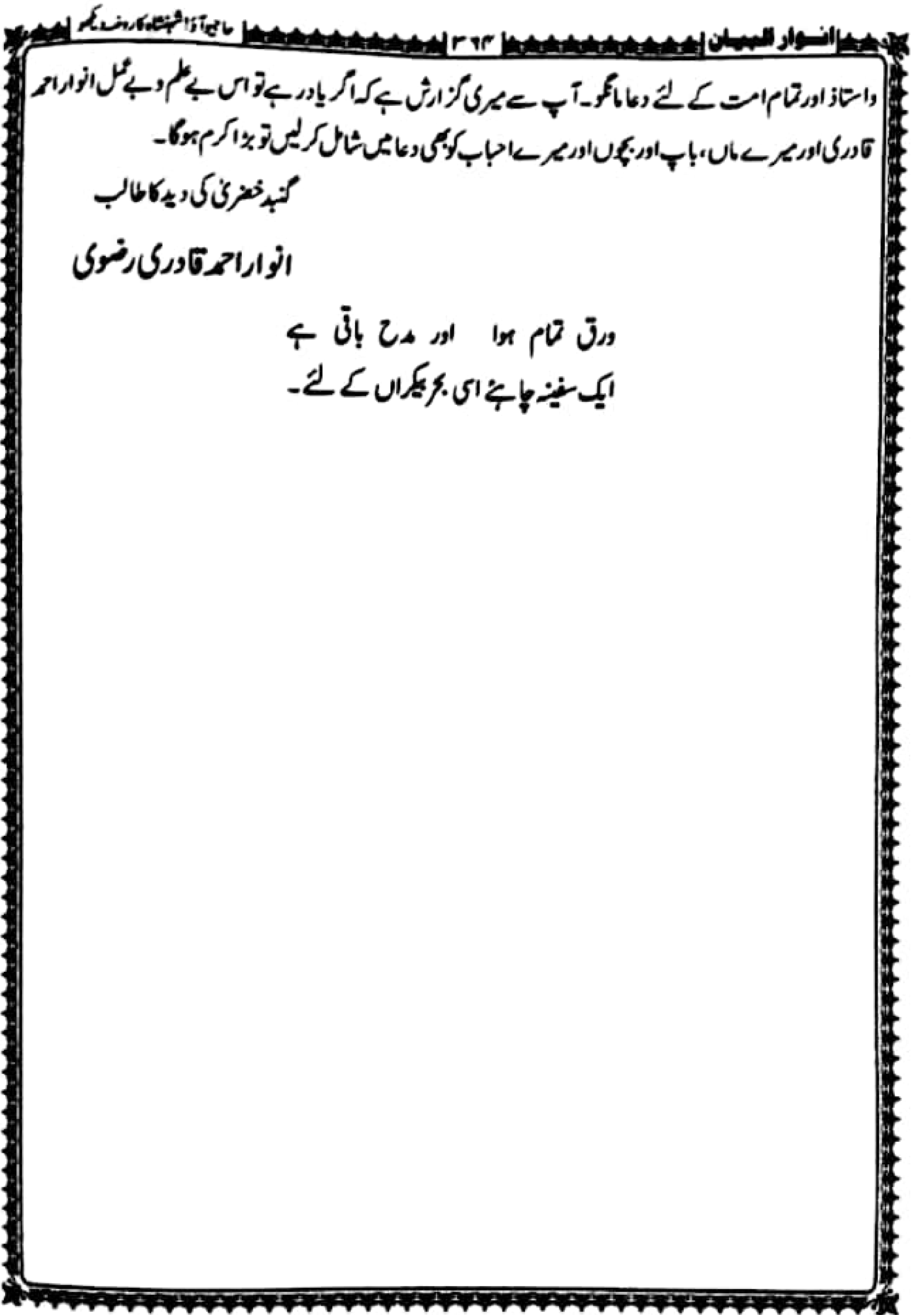
واستاذ اور تمام امت کے لئے دعا مانگو۔ آپ سے میری گزارش ہے کہ اگر یاد رہے تو اس بے علم و بے عمل انوار احمد قادری اور میرے ماں، باپ اور بچوں اور میرے احباب کو بھی دعا میں شامل کرلیں تو بڑا کرم ہوگا۔

گنبد خضریٰ کی دید کا طالب

انوار احمد قادری رضوی

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے۔

﴿ ۱۲ ﴾

ذی الحجہ شریف

دوسرا جمعہ...پہلا بیان

قربانی کی تاریخ اور اس کی فضیلت و اہمیت
سرچ کریں صفحہ نمبر 42 لِکھ کر ....

قربانی کی تاریخ

اور اس کی فضیلت و اہمیت

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ۝ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْیَ قَالَ یٰبُنَیَّ اِنِّیْ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْ اَذْبَحُکَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی قَالَ یٰاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ (پ۲۳، رکوع۷)

ترجمہ: پھر جب وہ اس کے ساتھ کام کے قابل ہوگیا۔ کہا اے میرے بیٹے، میں نے خواب دیکھا، میں تجھے ذبح کرتا ہوں اب تو دیکھ تیری کیا رائے ہے۔ کہا! اے میرے باپ کیجئے! جس بات کا آپ کو حکم ہوتا ہے۔ خدا نے چاہا تو قریب ہے کہ آپ مجھے صابر پائیں گے۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

اے مسلماں سن یہ نکتہ درس قرآنی میں ہے
عظمت اسلام و مسلم صرف قربانی میں ہے

سعادت مند بیٹا جھک گیا فرمان باری پر
زمین و آسماں حیراں تھے اس طاعت گزاری پر

یہ فیضان نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسمٰعیل کو آداب فرزندی

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بڑھاپے میں بڑی دعاؤں اور التجاؤں کے بعد حضرت اسمٰعیل علیہ السلام حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن پاک سے پیدا ہوئے جیسا کہ واقعہ گزرا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے پیارے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے بہت پیار ومحبت فرماتے تھے۔

روایت ہے کہ فرشتوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عظمت میں سوال کیا کہ اے پروردگار عالم! تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل فرمایا ہے اور ارشاد فرمایا ہے کہ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِیْمَ خَلِیْلًا ۝ (پ۵،رکوع۱۲)

لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تو یہ حال ہے کہ اب ان کے دل میں ان کے فرزند کی محبت بھی پیدا ہو چکی ہے۔ اے اللہ تعالیٰ! تیرا خلیل اور دوست کہلانے کا تو وہی حق رکھتا ہے جس کے دل میں تیری محبت کے سوا کسی دوسرے کی گنجائش ہی نہ ہو۔

اے ایمان والو! یہی وجہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اس طرح امتحان لیا کہ ان کے پیارے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی قربانی کا حکم دیدیا تاکہ فرشتوں کے سوال کا جواب ہو جائے اور فرشتے بھی دیکھ لیں کہ بلا شک وشبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے خلیل اور دوست ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خواب: آٹھویں ذی الحجہ کی رات میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ ایک فرشتہ اللہ تعالیٰ کا حکم سنا رہا ہے کہ اے ابراہیم علیہ السلام! قربانی کرو۔ آپ نے صبح ہوتے ہی ایک سو اونٹوں کی قربانی اللہ تعالیٰ کے نام پر کردی مگر جب دوسری رات ہوئی یعنی نویں ذی الحجہ کی رات بھی یہی خواب دیکھا تو آپ نے پھر دو سو اونٹوں کی قربانی پیش کی، مگر جب تیسری رات بھی یہی خواب دیکھا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا۔ یا اللہ تعالیٰ میں کیا چیز تیری راہ میں قربان کروں۔ جس کا تو مطالبہ فرمارہا ہے تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے ابراہیم (علیہ السلام) تم میری راہ میں اس چیز کو قربان کرو؟ جس کو تم دنیا میں سب سے زیادہ محبوب رکھتے ہو اور پسند کرتے ہو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام سمجھ گئے کہ میرے پیارے بیٹے اسمٰعیل علیہ السلام کی قربانی کا حکم ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام یہ خواب دیکھ کر اللہ تعالیٰ کا حکم سن کر نہ گھبرائے اور نہ ہی پریشان ہوئے بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لئے اپنے پیارے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی قربانی کے لئے تیار ہو گئے۔

اس وقت حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی عمر شریف سات برس یا تیرہ برس کی تھی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی نیک بیوی حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا اے نیک بخت بیوی! آج تمہارے پیارے بیٹے اسمٰعیل کی ایک بہت بڑے بادشاہ کے دربار میں دعوت ہے یہ سن کر حضرت ہاجرہ بہت خوش ہوئیں اور اپنے پیارے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو نہلایا اور اچھے کپڑے پہنائے۔ آنکھوں میں سرمہ ڈالا اور بالوں میں کنگھی کیا اور دولہا

بنا کر باپ کے ساتھ کر دیا۔ ادھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی آستین میں رسی اور چھری چھپا کر ذی الحجہ کی دس تاریخ کو مکہ مکرمہ سے منیٰ کے میدان کی طرف روانہ ہو گئے۔ ادھر شیطان مردود، ابلیس لعین بڑا پریشان تھا کہ کسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کو قربانی کرنے سے اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو قربان ہونے سے روکا جائے اس لئے کہ قربانی کا بہت بڑا انعام ہے اور اس انعام واکرام کو نہ ملنے دیا جائے۔ سب سے پہلے شیطان ایک بوڑھے کی شکل بنا کر حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گیا اور کہنے لگا اے ہاجرہ! آج حضرت ابراہیم تیرے پیارے بیٹے کو کہاں لے گئے ہیں۔ حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا اپنے دوست سے ملاقات اور مہمانی کے لئے لے گئے ہیں۔ شیطان بولا مہمانی وغیرہ کچھ نہیں ہے وہ اسمٰعیل علیہ السلام کو ذبح کرنے لے گئے ہیں۔

حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کیا کوئی مہربان باپ اپنے پیارے بیٹے کو ذبح کرتا ہے؟ تو شیطان نے کہا اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ اسمٰعیل علیہ السلام کو میری راہ میں ذبح کرو۔ حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا۔ تو شیطان، ابلیس معلوم ہوتا ہے جو مجھے دھوکہ دینا چاہتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کا حکم ہے تو یہ تو ایک اسمٰعیل ہیں اگر ہزاروں ہوں تو میں ہر ایک کو اپنے پیارے اللہ تعالیٰ کے نام پر قربان کر دوں اور اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی حاصل ہو جائے یہ تو ہمارے لئے اور ہمارے بیٹے کے لئے بڑی سعادت کی بات ہے۔ شیطان کا مکر حضرت ہاجرہ پر نہ چل سکا اور ابلیس ذلیل ہو کر وہاں سے بھاگا اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے پاس حاضر ہوا اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے کہنے لگا کہ آپ کے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام آپ کو کہاں لے جا رہے ہیں۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے فرمایا، اپنے دوست کے یہاں مہمانی میں لے جا رہے ہیں۔ شیطان دشمن انسان بولا۔ نہیں بلکہ وہ آپ کو ذبح کرنے کے لئے لے جا رہے ہیں۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے فرمایا کیا کوئی مشفق ومہربان باپ اپنے حسین وجمیل بیٹے کو ذبح کرتا ہے؟ تو شیطان مردود نے کہا کہ اے اسمٰعیل تم کو ذبح کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے کہ ابراہیم تم کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں ذبح کریں۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ میں ذبح کیا جاؤں تو یہ میرے لئے بڑی سعادت کی بات ہے کہ

جان دیدی ہوئی اس کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

پھر ابلیس لعین ان سے ناامید ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آیا اور کہنے لگا اے ابراہیم علیہ السلام تم تو ایک خواب کی بنیاد پر اپنے پیارے اور خوبصورت بیٹے کو ذبح کرنا چاہتے ہو۔

حضرات! نبی کا خواب حقیقت میں وحی الٰہی اور حکم الٰہی ہوتا ہے اس لئے عام بندوں کا خواب دیکھنا غلط ہوسکتا لیکن نبی کا خواب غلط نہیں ہوسکتا اور نہ اس میں شیطان کا وسوسہ شامل ہوسکتا ہے۔

ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: حضرت ابراہیم علیہ السلام وادی منیٰ میں تشریف لائے تو شیطان مردود، جمرۂ عقبہ کے پاس آپ کے سامنے آگیا اور آپ کو قربانی سے روکنا چاہا تو آپ نے شیطان لعین کو سات کنکریاں ماریں یہاں تک کہ وہ زمین میں دھنس گیا پھر شیطان مردود جمرہ ثانیہ کے پاس آیا تو پھر اسے سات کنکریاں ماریں یہاں تک کہ وہ زمین میں دھنس گیا پھر تیسری مرتبہ شیطان لعین جمرۂ کبریٰ کے پاس آیا تو پھر اسے سات کنکریاں ماریں یہاں تک کہ وہ زمین میں دھنس گیا۔ (طبرانی بحوالہ بہار شریعت، ج ۶ ص ۱۰۱)

اے ایمان والو! حضرت ابراہیم علیہ السلام کا شیطان مردود کو کنکر مارنا اتنا پسند آیا کہ قیامت تک کے حاجیوں کو حکم دیدیا کہ اگر چہ آج شیطان اس جگہ پر نظر نہیں آتا ہے لیکن تینوں جمرات پر کنکر مارنا ہے اور سنت ابراہیمی کو زندہ رکھنا ہے۔

خلیل وذبیح کی گفتگو: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے پیارے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے جو گفتگو کی اس کو قرآن کریم بیان فرماتا ہے۔

قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ (پ ۲۳، رکوع ۷)

یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اے بیٹا! میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں تجھے ذبح کررہا ہوں تو اے بیٹا، اب تو بتا کہ تیری کیا رائے ہے؟ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے عرض کیا! اے ابا جان! اللہ تعالیٰ نے آپ کو جس بات کا حکم دیا ہے اس کو آپ کر ڈالئے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ آپ مجھ کو صابر پائیں گے۔

حضرات! اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام نیک وصالح باپ ہونے میں لاجواب ہیں تو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام بھی سعادت مند بیٹا ہونے میں بے مثل وبے مثال ہیں۔ اگر عظیم الشان باپ قربان کرنے کے لئے تیار ہے تو عظیم المرتبت بیٹا بھی قربان ہونے کے لئے تیار ہے۔

نہ اس باپ کا کوئی جواب ہے نہ ہی اس بیٹے کا کوئی ثانی ہے۔

سعادت مند بیٹا جھک گیا فرمان باری پر
زمین وآسمان حیراں تھے اس طاعت گزاری پر

یہ فیضان نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیل کو آداب فرزندی

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی تین وصیت: حضرت ابراہیم علیہ السلام سے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے عرض کیا ابا جان! میری تین وصیت ہے۔

پہلی وصیت: مجھے قربان کرنے سے پہلے آپ میرے ہاتھ، پاؤں کوری سے باندھ دیں تاکہ ذبح کے وقت میرا تڑپنا دیکھ کر آپ کو رحم نہ آجائے۔

دوسری وصیت: یہ ہے کہ آپ مجھ کو منہ کے بل لٹانا کیونکہ آپ کے سینہ میں باپ کا دل ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ میرے خوبصورت چہرہ کو دیکھ کر آپ کے سینے میں دل دھڑک جائے اور آپ کا ہاتھ ذبح کرنے سے رُک جائے۔

تیسری وصیت: یہ ہے کہ میرے ذبح ہونے کی خبر میری پیاری ماں کو نہ دیجئے گا ورنہ میری ماں میرے غم کو برداشت نہ کر پائے گی اور اس کا دل پاش پاش ہو جائے گا۔ اس گفتگو کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسمٰعیل کے ہاتھ، پاؤں کوری سے باندھا اور آپ کو منہ کے بل ایک پتھر کی چٹان پر لٹا دیا اور اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ کر اپنے پیارے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے نرم و نازک گلے پر چھری چلا دی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی شان کا جلوہ دیکھئے کہ تیز چھری حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی گردن تو کیا کاٹتی، گردن کا ایک بال بھی نہ کاٹ سکی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام دونوں باپ اور بیٹے روتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں اے مولائے کریم! تو ہماری قربانی کو قبول کیوں نہیں فرما رہا ہے۔

پھر دوسری مرتبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پوری طاقت سے چھری چلاتے ہیں اور ذبح کرنا چاہتے ہیں مگر پھر بھی چھری ایک بال بھی نہیں کاٹ پاتی ہے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام جلال میں آکر چھری کو ایک بھاری پتھر پر پٹک دیتے ہیں جس سے پتھر دو ٹکڑے ہو جاتا ہے تو آپ چھری سے فرماتے ہیں کہ اے چھری تو ایک بھاری اور مضبوط پتھر کو کاٹ کر دو ٹکڑے کر سکتی ہے اور میرے بیٹے اسمٰعیل (علیہ السلام) کے نرم و نازک گلے کو کیوں نہیں کاٹتی؟ تو چھری زبان حال سے عرض کرتی ہے۔ اے اللہ کے خلیل! جب آپ نار نمرود، بھڑکتی ہوئی آگ میں تشریف لے گئے تو آگ کے شعلوں نے آپ کو کیوں نہیں جلایا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ آگ کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا کہ میرے خلیل ابراہیم (علیہ السلام) کو نہ جلانا تو چھری نے کہا اے ابراہیم! آگ کو ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ

نے حکم دیا تھا کہ ابراہیم کو نہ جلانا۔ اور مجھے ستر مرتبہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا ہے کہ اسمٰعیل (علیہ السلام) کے نرم و نازک گلا کو نہ کاٹنا۔ اب میں اللہ تعالیٰ کا حکم مانوں یا خلیل اللہ کے حکم پر عمل کروں۔

حضرات! یہ وہ منظر تھا کہ فرشتے بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ سے تعلق ومحبت اور اس کی رضا وخوشنودی کے لئے قربانی کا جذبہ دیکھ کر پکار اٹھے کہ بے شک حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے خلیل اور دوست ہیں

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس جذبہ وفاداری اور شان اخلاص وایثار پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کو پیار آ گیا اور اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ اے سدرہ کے مکین جبرئیل امین جنت سے ایک مینڈھا لا کر حضرت اسمٰعیل (علیہ السلام) کی جگہ لٹادو اور میرے خلیل کے پیارے بیٹے اسمٰعیل (علیہ السلام) کو اٹھا کر ان کے ہاتھ، پاؤں کی رسی کو کھول دو۔

چنانچہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ذبیح اللہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو اٹھالیا اور ان کی جگہ پر جنتی دنبہ لٹادیا۔ اب تیسری مرتبہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چھری چلائی تو چھری چل گئی اور دنبہ ذبح ہو گیا اور قربانی ہو گئی۔

مگر جب آنکھ کی پٹی کھول کر دیکھا تو عجیب وغریب منظر نظر آیا کہ میرے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی جگہ ایک دنبہ ذبح کیا ہوا پڑا ہے اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ایک طرف کھڑے ہو کر مسکرا رہے ہیں۔ اس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اللہ اکبر۔ اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے لَاۤ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ پڑھا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ کہا۔ (صاوی، معارج النبوۃ)

صدا آئی! اے میرے خلیل تیرا امتحان ہو گیا اور تو امتحان میں کامیاب ہو گیا اور تیرا بیٹا بھی بچالیا گیا اور اس کی جگہ جنتی دنبہ ذبح ہو گیا اور یہ قربانی قیامت تک کے لئے تیری سنت اور یادگار بنادی گئی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس قربانی کو اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں بیان فرماتا ہے۔

فَلَمَّاۤ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِیْنِ ۝ وَنَادَیْنٰهُ اَنْ یّٰۤاِبْرٰهِیْمُ ۝ (پ۲۳، رکوع۶)

تو جب ان دونوں نے ہمارے حکم پر گردن رکھی اور باپ نے بیٹے کو ماتھے کے بل لٹایا۔ اس وقت کا حال نہ پوچھ اور ہم نے اسے ندا فرمائی کہ اے ابراہیم! (کنز الایمان)

قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْیَا ۚ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ۝ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِیْنُ ۝ وَفَدَیْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَیْهِ فِی الْاٰخِرِیْنَ ۝ سَلٰمٌ عَلٰۤی اِبْرٰهِیْمَ ۝ (پ۲۳، رکوع۶)

ترجمہ: بے شک تو نے خواب سچ کر دکھایا ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو، بے شک یہ روشن جانچ تھی اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اس کے فدیہ میں دے کر اسے بچالیا اور ہم نے پچھلوں میں اس کی تعریف باقی رکھی۔ سلام ہو ابراہیم پر۔ (کنز الایمان)

حضرت جبرئیل پوری طاقت سے چار مرتبہ زمین پر آئے: علامہ عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور علامہ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تحریر فرمایا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام چار مرتبہ اپنی پوری طاقت صرف کر کے پرواز کرتے ہوئے زمین پر تشریف لائے۔

پہلی مرتبہ: جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو منجنیق کے ذریعہ آگ میں ڈالا گیا۔ آپ آگ کی طرف جا رہے تھے تو میں نے سدرہ سے پرواز کی اور اس قوت سے چلا کہ اللہ تعالیٰ کے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کا آگ میں پہونچنے سے پہلے آپ کے پاس پہونچ گیا اور اللہ تعالیٰ کا حکم سنا کر آگ کو گلزار بنا دیا۔

دوسری مرتبہ: میں سدرہ پر تھا جب تیسری بار حضرت ابرہیم علیہ السلام نے چھری کو اٹھایا اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو ذبح کرنا چاہا تھوڑا سا فاصلہ باقی تھا کہ چھری حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے گلے تک پہونچ جاتی ۔ میں نے بڑی قوت کے ساتھ سدرہ سے پرواز کیا۔ جنت میں گیا اور مینڈھا لیا چھری کا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے گلے تک پہونچے سے پہلے وادیٔ منیٰ میں آپ کے پاس پہونچ کر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو اٹھالیا اور ان کی جگہ جنتی مینڈھا کو لٹا دیا۔

تیسری مرتبہ: جب حضرت یوسف علیہ السلام کو کنویں میں ڈالا جا رہا تھا۔ رسی کاٹ دی گئی تھی، کنویں کا آدھا راستہ طے ہو چکا تھا کہ میں سدرہ سے پوری قوت کے ساتھ چلا جنت میں گیا اور ایک تخت لیا اسے اٹھا کر اس کنویں میں حاضر ہوا ابھی حضرت یوسف علیہ السلام پانی پر نہیں پہونچے تھے کہ میں نے تخت بچھا کر اس پر آپ کو بٹھا دیا۔

چوتھی مرتبہ: جب جنگ اُحد میں ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا دندان مبارک شہید ہو گیا۔ خون پاک کا قطرہ زمین کی طرف آ رہا تھا تو اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ اے جبرئیل (علیہ السلام) اگر میرے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے خون پاک کا قطرہ زمین پر گر گیا تو تمام زمین جل کر راکھ ہو جائے گی تو جلدی جا اور زمین پر گرنے سے پہلے اُٹھا لے۔ میں پوری تاب وطاقت سے سدرہ کی بلندی سے چلا اور خون پاک کا قطرہ زمین پر پڑے کہ اس سے پہلے میں نے پہونچ کر اُٹھالیا۔ ملخصاً (فتح الباری شرح بخاری عینی شرح بخاری۔ تفسیر روح البیان)

اے ایمان والو! حضرت جبرئیل علیہ السلام ہمارے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے در کے خادم اور آپ کی بارگاہ کے غلام ہیں۔ جب خادم در اور غلام بارگاہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کی طاقت وقوت کا یہ عالم ہے تو مالک جن وبشر محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی طاقت وقوت کا کیا عالم ہوگا۔

عاشق مصطفیٰ پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

فرشتے خدم رسول حشم تمام اُمم غلام کرم
وجود وعدم حدوث وقدم جہاں میں عیاں تمہارے لئے

اصالت کل امامت کل سیادت کل امارت کل
حکومت کل ولایت کل خدا کے یہاں تمہارے لئے

زمین وزماں تمہارے لئے مکین ومکاں تمہارے لئے
چنین وچناں تمہارے لئے بنے دو جہاں تمہارے لئے

درود شریف:

قربانی کی برکت

حضرات! قربانی کرنے سے برکت ورحمت ہوتی ہے۔ ظاہر میں مال ودولت خرچ ہوتا ہے مگر حقیقت میں جو مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کیا جاتا ہے وہ گھٹتا نہیں ہے بلکہ وہ مال بڑھتا ہی چلا جاتا ہے۔

دن ورات ہم لوگ اپنی ماتھے کی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ جو جانور اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح کئے جاتے ہیں وہ زیادہ تعداد میں پائے جاتے ہیں اور وہ جانور جو اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح نہیں ہوتے وہ زیادہ تعداد میں موجود نہیں ملتے ہیں؟

تو یقیناً آپ کا سچ اور حق فیصلہ یہی ہوگا کہ جو جانور اللہ تعالیٰ کے نام پر ہزاروں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں ہر دن ذبح ہوتے ہیں پھر بھی ان جانوروں کی تعداد گھٹتی نہیں بلکہ ایک ہی مقام پر ہزاروں گائے، بھینس، اونٹ اور بھیڑ، بکریاں موجود نظر آتی ہیں اس کثرت میں جو برکت ہے اس کی وجہ صرف اور صرف یہ ہے کہ یہ جانور اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح کئے جاتے ہیں اور ان کی قربانی دی جاتی ہے۔

لہٰذا صاف طور پر ظاہر اور ثابت ہو گیا کہ جان ہو یا مال اگر اللہ تعالیٰ کی راہ میں دیئے جاتے رہیں گے تو اس

میں بے پناہ برکت و رحمت ہوتی رہے گی اور وہ پھولتا اور پھلتا رہے گا اور جس چیز کو اللہ تعالیٰ کے نام پر قربان نہیں کیا جاتا وہ دھیرے دھیرے گھٹتی چلی جاتی ہے اور ایک دن آتا ہے کہ وہ چیز برباد و فنا ہو جاتی ہے۔

اے ایمان والو! آج جتنی قربانیاں ہو رہی ہیں یا قیامت تک ہوتی رہیں گی۔ قربانی کرنے والے کو اجر و ثواب تو ملے گا ہی لیکن جملہ قربانیوں کا اجر و ثواب حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو بھی ملتا رہے گا۔ اس لئے کہ اس نیک کام کی شروعات ان بزرگوں نے کی ہیں۔ اس لئے اگر اللہ تعالیٰ نے مال و دولت سے نوازا ہے تو ہم کو بھی کوئی نیک کام کر گزرنا چاہئے۔ ہو سکے تو اللہ تعالیٰ کا گھر، مسجد تعمیر کر دیں، قیامت تک نماز و عبادت ہوتی رہے گی اور ان سب کا اجر و ثواب اللہ تعالیٰ اس خوش نصیب کو عطا فرماتا رہے گا جس نے مسجد تعمیر کی ہے۔ ہو سکے تو کوئی مدرسہ بنا ڈالیں۔ قرآن و حدیث کی تعلیم ہوتی رہے گی۔ حافظ و عالم بنتے رہیں گے اور نماز و روزہ اور حج و زکوٰۃ کے مسائل بتاتے رہیں گے اور اللہ و رسول جل شانہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی محبت و الفت کا پیغام دیتے رہیں گے اور اسلام و ایمان کا پیغام بتاتے اور سناتے رہیں گے اور ان تمام امور خیر کا اجر و ثواب اللہ تعالیٰ اس خوش نصیب شخص کو قیامت تک عطا فرماتا رہے گا جس شخص نے مدرسہ تعمیر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے نیک کاموں کی ہمیں بھی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

قربانی کا مقصد: حضرات! ہر مسلمان پر لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے لئے بہت خوش ہو کر قربانی کرے کہ اللہ تعالیٰ دلوں کے حالات سے واقف و خبردار ہے۔ قربانی کرنے میں نہ دکھاوا ہو اور نہ ہی ناموری ہو۔ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے لئے اور سنت ابراہیمی پر عمل کرنے کے لئے قربانی کی جائے۔ اللہ تعالیٰ انہیں بندوں کی قربانی کو قبول فرماتا ہے جن کے اعمال میں تقویٰ اور پرہیزگاری پائی جاتی ہو۔

قربانی کی حقیقت: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرحمۃ والرضوان نے ہمارے حضور نور علیٰ نور مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا۔

مَا هٰذِهِ الْاَضَاحِیُّ ۝ یعنی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم اس قربانی کی حقیقت کیا ہے تو ہمارے سرکار احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

سُنَّةُ اَبِیْكُمْ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ ۝ تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔

قَالُوْا فَمَا لَنَا فِیْهَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَیْكَ وَاٰلِكَ وَسَلَّمَ) صحابہ کرام علیہم الرحمۃ والرضوان نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم اس قربانی سے ہمیں کیا ثواب ملے گا۔

قَالَ بِکُلِّ شَعْرَۃٍ حَسَنَۃٌ ○ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، ہر بال کے بدلے ایک نیکی ملے گی۔ (ابن ماجہ، ج ۲، ص ۲۲۶، ترمذی، مشکوٰۃ شریف)

اے ایمان والو! جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ہمارے پیارے آقا مصطفٰے جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے پوچھا کہ قربانی کی حقیقت کیا ہے تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قربانی، اللہ تعالیٰ کے پیارے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے، گویا اللہ ورسول جل شانہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم لوگوں کو بتانا چاہتے ہیں کہ جو نیک امر وفعل خیر اللہ کے نیک بندوں کی عادت وسنت ہیں اسی کو اللہ تعالیٰ اپنی عبادت بنادیتا ہے۔ اسی لئے سرکار دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے قربانی جیسی عظیم عبادت کو اللہ تعالیٰ کے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت قرار دیا ہے۔

پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ اپنے نیک اور اچھے بندوں سے اس قدر پیار ومحبت فرماتا ہے کہ ان کی ادا اور طریقہ کو ثواب ورحمت کا ذریعہ بنادیتا ہے۔ بس جب ہم نے یہ حکمت ونکتہ سمجھ لیا ہے تو ہم پر لازم ہے کہ جو حضرات اللہ والے ہیں، اللہ کے محبوب ہیں، ان کے طریقوں کو ہم اپنائیں اور ان کے دامن سے وابستہ رہیں۔ اسی میں دونوں جہاں کی کامرانی وکامیابی ہے۔

امام اہلسنت سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

تیرے غلاموں کا نقش قدم ہے راہ خدا
وہ کیا بھٹک سکے جو یہ سراغ لے کے چلے

لحد میں عشق رُخ شہ کا داغ لے کے چلے
اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے

درود شریف:

قربانی کے دن سب سے زیادہ محبوب عمل: قربانی کے دنوں میں جو عمل اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند ہے وہ عمل قربانی کرنا ہے۔ ہمارے حضور آفتاب نبوت، ماہتاب رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

حدیث شریف ۱ : حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد یعنی انسان کا کوئی عمل قربانی کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں خون بہانے یعنی قربانی کرنے سے زیادہ محبوب وپسندیدہ نہیں ہے۔ بے شک قربانی کا جانور قیامت کے دن اپنے سینگوں وبالوں اور کھروں کے ساتھ آئے گا۔

اِنَّ الدَّمَ لَيَقَعُ مِنَ اللّٰهِ بِمَكَانٍ قَبْلَ اَنْ يَّقَعَ مِنَ الْاَرْضِ فَطِيْبُوْا بِهَا نَفْسًا ○
یعنی بے شک قربانی کے جانور کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ کی بارگاہ میں قبول ہو جاتا ہے۔ پس خوش ہو کر قربانی کرو۔ (ترمذی، ج ۱، ص ۲۷۵، ابن ماجہ، ص ۲۲۶، مشکوٰۃ)

ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

حدیث شریف ۲ : سَمِّنُوْا ضَحَايَاكُمْ فَاِنَّهَا عَلَى الصِّرَاطِ مَطَايَاكُمْ ○
یعنی تم لوگ موٹا اور تندرست جانوروں کی قربانی کرو اس لئے کہ یہ قربانی کے جانور پل صراط پر تمہاری سواری ہوں گے۔ (غنیۃ الطالبین، مشکوٰۃ شریف۔ کنز العمال، ج ۵، ص ۳۵)

قربانی واجب ہے

حدیث شریف ۳ : صاحب نصاب مسلمان مرد و عورت پر ہر سال قربانی کرنا واجب ہے۔ ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہر سال قربانی فرماتے اور امت کو بھی ہر سال قربانی کرنے کا حکم دیا۔ اور طاقت رکھتے ہوئے قربانی نہ کرنے والے سے سخت ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جو شخص طاقت ہوتے ہوئے قربانی نہیں کرتا ہو سکتا ہے کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا عیسائی ہو کر مرے۔ (ابن ماجہ، ص ۲۲۶، مشکوٰۃ شریف)

امت کی جانب سے قربانی

حدیث شریف ۴ : ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ہمارے سرکار مدینے کے تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے قربانی کا بکرا ذبح کیا اور دعا فرمائی: اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَمِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) یعنی اے اللہ تعالیٰ اس قربانی کو میری اور میری آل اور میری امت کی طرف سے قبول فرما۔ (مسلم شریف، ج ۲، ص ۱۵۶، ابو داؤد، ج ۲، ص ۳۸۶، مشکوٰۃ شریف)

غریب و نادار امتی کی طرف سے قربانی

حدیث شریف: جو مومن مسلمان امتی غریب و نادار ہیں اور غربت و مفلسی کے سبب وہ قربانی نہیں کر سکتے تو خود ہم غریبوں کے آقا ہم فقیروں کی ثروت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان کی جانب سے قربانی کا ایک مینڈھا ذبح کیا اور دعا فرمائی۔ اَللّٰهُمَّ هٰذَا عَنِّيْ وَعَمَّنْ لَّمْ يُضَحِّ مِنْ اُمَّتِيْ (ترمذی، ج ۱، ص ۲۷۷، مشکوٰۃ شریف)

یعنی اے اللہ تعالیٰ اس قربانی کو میری جانب سے اور میرے اس امتی کی طرف سے جو قربانی کی طاقت نہیں رکھتا ہے تو قبول فرمالے۔

امتی کی جانب سے قربانی کا تحفہ

حدیث شریف (۶) حضرت حنش رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دو مینڈھوں کی قربانی کرتے ہوئے دیکھا تو میں نے ان سے دریافت کیا کہ یہ دو قربانی آپ نے کیوں کیا۔ تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ اَوْصَانِیْ اَنْ اُضَحِّیَ عَنْهُ فَاَنَا اُضَحِّیْ عَنْهُ ٥ یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مجھے وصیت فرمائی کہ میں آپ کی طرف سے قربانی کیا کروں۔ اس لئے میں آپ کی طرف سے قربانی کرتا ہوں۔

(ابوداؤد شریف، ج ۲، ص ۳۸۵، مشکوۃ شریف ۱۲۸)

اے ایمان والو! حدیث شریف سے ثابت ہوگیا کہ بزرگان دین اولیائے کرام حضور غوث اعظم، حضور خواجہ غریب نواز، سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنے شیخ، اپنے ماں، باپ حتیٰ کہ کسی بھی مومن مسلمان کی جانب سے قربانی کرنا جائز و درست ہے۔

چاہے وہ زندہ ہوں یا وصال فرما چکے ہوں۔

وہ مسلمان بڑا خوش نصیب ہے جو اپنے پیارے نبی، مہربان رسول، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی جانب سے قربانی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

آج بھی ہو جو براہیم سا ایمان پیدا
آگ کرسکتی ہے انداز گلستاں پیدا

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۱۲ ﴾

ذی الحجہ شریف

دوسرا جمعہ.................................دوسرا بیان

عجب رنگ پر ہے بہارِ مدینہ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ ○ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ○ (پ۵، رکوع۶)

ترجمہ: اور اگر وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے۔ تو ضرور اللہ تعالیٰ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

عاشق مصطفیٰ پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

حاجیو! آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو

آب زم زم تو پیا خوب بجھائیں پیاسیں
آؤ جود شہ کوثر کا بھی دریا دیکھو

خوب آنکھوں سے لگایا ہے غلاف کعبہ
قصر محبوب کے پردے کا بھی جلوہ دیکھو

واں مطیعوں کا جگر خوف سے پانی پایا
یاں سیہ کاروں کا دامن پہ مچلتا دیکھو

کرچکی رفعت کعبہ پہ نظر پروازیں
ٹوپی اب تھام کے خاک درِ والا دیکھو

غور سے سن تو رضا کعبہ سے آتی ہے صدا
میری آنکھوں سے مرے پیارے کا روضہ دیکھو

درود شریف:

تمہید: عشق و محبت ہی مرد مومن کا سرمایۂ حیات اور دولت دارین ہے۔ عشق ہی نے حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تمام صحابہ ہی نہیں بلکہ حضرت آدم علیہ السلام سے قیامت تک کے لئے افضل البشر بعد الانبیاء کا عظیم و بلند منصب عطا کیا۔ عشق ہی کی وجہ و سبب سے عاشق رسول حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے عظیم المرتبت یا سیدی کہکر پکارتے تھے۔ عشق ہی کے سبب اُحد پہاڑ جنتی پہاڑ بن گیا۔ عشق ہی کی بنیاد پر بھوکے، پیاسے اور ننھے صحابہ کرام میدان جنگ میں کامیاب و سرفراز ہوتے تھے۔ عشق ہی کے طفیل سارے عالم میں اسلام کا ڈنکا بج رہا تھا اور بول بالا تھا عشق ہی تھا جس کے سبب ہمارے پیر اعظم حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ہمارے پیارے خواجہ ہند کے راجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اولیاء کی جماعت میں جو منصب و مرتبہ عطا ہوا وہ دوسرے اولیاء کو کہاں نصیب۔

وہ عشق ہی تھا جس نے احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اعلیٰ حضرت اور امام اہلسنت کا عظیم و بلند منصب عطا کیا۔

کی محمد سے وفا تونے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں کیا چیز ہے لوح و قلم تیرے ہیں

درود شریف:

حضرات! عشق و محبت کا صلہ بڑا ہی خوب تر ہے اور عشق و محبت کی تاریخ بڑی قدیم ہے۔ عشق و محبت ہی کے راز و حکمت کو سمجھانے اور بتانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے سارے عالم کو وجود کا شرف بخشا۔ عشق و محبت سے لبریز صحبت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فیضان تھا جو عرب کے ظالم و جابر انسانوں کو صحابیت کے اعلیٰ و اشرف مقام و مرتبہ تک پہونچا دیا۔ اب قیامت تک کوئی دوسرا اس مقام و مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتا ہے۔

یہ عشق ومحبت کی جلوہ فرمائیاں تھیں کہ اس کی گرمی اور تپش جب حد سے تجاوز کرتی تو صحابہ کرام اپنے مشفق ومہربان نبی محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی زیارت کے لئے بے قرار ہو جاتے تو پیاسی اور اداس آنکھوں کی پیاس بجھانے اور تازگی بخشنے کے لئے اپنے محبوب مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو جاتے۔ رُخ زیبا کی ایک ہی جھلک عاشق کے قلب وجگر کو سکون بخش دیتی اور وہ پُرسکون وتازہ زندگی لے کر دوسری ملاقات تک لئے روانہ ہو جاتا۔ یہ دستور تھا ان عاشقان باصفا کا۔ اور یہی ریت تھی ان کی لازوال محبت کی۔

دوعالم سے کرتی ہے بے گانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

مگر محبوب کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وصال کے بعد آنے والے بادۂ عشق کے متوالوں اور سرمستوں کے لئے یہ قرار بخش اور حیات افروز سہولت بظاہر ممکن نہ تھی کہ محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی زیارت کی نعمت ودولت کا حصول کس طرح ہو سکے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو قیامت تک کے لئے نبی ورسول بنایا ہے اور آپ کی ذات کو رحمۃ للعلمین بنا کر بھیجا ہے۔ رحمت تمام شفیع امت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شان رحیمی وکریمی نے یہ گوارہ نہ کیا کہ میرے وصال کے بعد میرے عشاق میری بارگاہ کی حاضری اور میری زیارت کی نعمت سے محروم رہ جائیں یہ کیسے ہوسکتا ہے؟

چنانچہ عشاق کے قلب وروح کی تسکین اور دیدار کی نعمت کے متلاشیوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے یہ فرحت بخش خوشخبری سنادی گئی۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝ (پ ۵، رکوع ۶)

ترجمہ: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب! تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ تعالیٰ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ (کنز الایمان)

نبی رحمت، شفیع امت محبوب ومشفق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وصال شریف کے بعد ایک اعرابی (دیہاتی) روضہ اقدس پر حاضر ہوا اور قبر پاک کی خاک پاک اپنے سر پر ڈالنے لگا اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم جو آپ نے فرمایا میں نے سنا، جو آپ پر نازل ہوا (یعنی قرآن کریم) اس میں یہ آیت بھی ہے۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا میں نے بیشک اپنی جان پر ظلم کیا اور میں آپ کے حضور اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہ کی

بخشش چاہنے حاضر ہوا ہوں تو میرے رب سے میرے گناہ کی بخشش کرائیے۔ اس پر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی قبر انور سے ندا آئی کہ تیری بخشش کی گئی۔ (تفسیر خزائن العرفان)

درود شریف

قبر انور کی زیارت سے نجات کا پروانہ ملا

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی صحابی کا واقعہ بہت مشہور ہے جو وصال شریف کے بعد اس آیت مبارکہ کو پڑھنے کے بعد اپنے گناہوں کی بخشش کے لئے قبر انور پر حاضر ہوا۔ محمد بن حرب ہلالی کہتے ہیں کہ جب میں مدینہ طیبہ حاضر ہوا تو نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی زیارت کے لئے قبر شریف کے پاس آپ کے سامنے بیٹھا ہی تھا کہ ایک اعرابی آیا اور آپ کی زیارت کی اور کہنے لگا یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم آپ پر اللہ تعالیٰ نے جو سچی کتاب نازل کی ہے اس میں لکھا ہے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا (الایۃ) میں آپ کے پاس اپنے گناہوں سے بخشش کا پروانہ لینے آیا ہوں آپ میرے لئے بخشش کی دعا کر دیں اور یہ شعر پڑھی۔

يَا خَيْرَ مَنْ دُفِنَتْ بِالْقَاعِ اَعْظُمُهٗ
فَطَابَ مِنْ طِيْبِهِنَّ الْقَاعُ وَالْاَكَمُ

نَفْسِي الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاكِنُهٗ
فِيْهِ الْعَفَافُ وَفِيْهِ الْجُوْدُ وَالْكَرَمُ

اس کے بعد مجھے نیند آ گئی میں نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مجھ سے فرماتے ہیں اس اعرابی شخص کو بلا کر خوشخبری سنا دو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے گناہوں کو بخش دیا ہے اور اس کو معاف کر دیا ہے۔

(ابن اثیر، جذب القلوب ص ۲۶)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک قرآن کریم کی آیت مبارکہ آپ حضرات نے سن لیا کہ خالق و مالک مولیٰ تعالیٰ کتنے صاف اور واضح طور پر اپنے گنہگار بندوں کو حکم دیتا ہے اور گناہ کی بخشش کہاں اور کیسے ہوگی اس کا پتہ بھی بتاتا نظر آتا ہے کہ اے میرے بندوں ظلم و گناہ ہو گیا ہے تو معافی و بخشش کے لئے میرے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علی والہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو جاؤ اور اللہ تعالیٰ سے معافی چاہو اور میرا محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

تمہارے گناہوں کی معافی وبخشش کے لئے سفارش فرمادیں گے تو اللہ تعالیٰ رحمٰن ورحیم تمہارے گناہوں کو بخش کر تمہیں معاف فرمادے گا۔

یعنی اس آیت کریمہ سے صاف طور پر ظاہر وثابت ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے معافی ونجات کا پروانہ حاصل کرنے کے لئے مدینے والے محبوب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ رحم وکرم میں حاضری دینا اور آپ کے وسیلہ سے دعا مانگنا اور آپ کو مدد کے لئے پکارنا لازم وضروری ہے اور پھر رحیم وکریم آقا سفارش وشفاعت فرمادیں تو اللہ تعالیٰ کی رحمت وبخشش کا ابر کرم جھما جھم برسنے لگتا ہے۔ ظلم وگناہ دُھل جاتے ہیں اور بندہ مومن پاک وصاف ہوجاتا ہے۔

حضرات! ایمان محکم اور یقین کامل کے ساتھ مدینہ طیبہ میں اپنے پیارے نبی محبوب خدا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پیارے پیارے روضہ پاک پر حاضر ہوکر اور جس طرح قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا مانگنے کا حکم دیا گیا ہے اس پر عمل کر کے دیکھ لو اور آزمالو اور سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ خود اللہ تعالیٰ اپنے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہونے کی دعوت دے رہا ہے۔ کیا مزے کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ دعوت دینے والا۔ محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میزبان اور ہم امتی مہمان ہوئے۔

کیا ہی سچ فرمایا عاشق مصطفیٰ پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے:

مجرم بلائے آئے ہیں جاؤک ہے گواہ
پھر رد ہو کب یہ شان کریموں کے در کی ہے

گدا بھی منتظر ہے خلد میں نیکوں کی دعوت کا
خدا دن خیر سے لائے سخی کے گھر ضیافت کا

حضرات! قرآن کریم کا ارشاد پاک سن لیا۔ اب محبوب خدا رسول اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فرمان ذیشان بھی سن لیجئے

(۱) مَنْ زَارَنِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ فَکَاَنَّمَا زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ ○ یعنی جس شخص نے میری زیارت کی میرے وصال شریف کے بعد تو گویا اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔ (مشکوٰۃ، ج ۱، ص ۲۴۱، الشفاء السقام، ص ۳۷)

اس حدیث شریف میں واضح اشارہ ہے کہ اے میرے غلامو! بے قرار ومضطرب اور سکون وقرار سے محروم لوگوں کو میری بارگاہ کرم میں اگر ویسے ہی سکون وقرار کا سرمایہ نصیب ہوگا اور زیارت کی لذت ودیدار کے انوار حاصل ہوں گے۔ جس طرح میری ظاہری حیات میں حاضر ہونے والوں کو حاصل ہوتا رہا ہے اور میری قبر شریف کی زیارت میری ہی زیارت ہے جو حدیث کے الفاظ سے ظاہر وثابت ہے۔

رحمت نے پکارا : میرے پیارے نبی اچھے اور سچے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی رحمت نے پکارا میرے عاشقو! میرے غلامو! میرے امتیو! سنو اور خوب غور و فکر سے کان لگا کر سنو کہ حج ادا کرنے اور کعبہ شریف کا دیدار کر لینے سے سارے گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں اور معاف کر دیئے جاتے ہیں مگر جب تم میرے دربار رحمت دنور میں حاضر ہو جاؤ گے تو شک وشبہ کا ذرہ برابر بھی خیال نہ آئے کہ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے روضہ شریف اور قبر انور کی زیارت سے کیا حاصل ہوگا۔

(۲) مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ کَانَ کَمَنْ زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ ٥ یعنی جس شخص نے حج کیا پھر میری قبر کی زیارت کی میرے وصال کے بعد تو گویا اس شخص نے میری ظاہری حیات میں میری زیارت کی۔

(مشکوٰۃ، ص ۲۴۱، شفاء السقام، ص ۱۸، طبرانی شریف)

میرا اُمتی سن لے! اور یقین جان

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے آقا نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

(۳) مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ ٥ یعنی جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔ (شفا ج ۲، ص ۸۳، الشفاء السقام، ص ۳، الایضاح، بزار، دار قطنی، ج ۲، ص ۲۷۸)

دوسری روایت میں ہے۔

(۴) مَنْ زَارَ قَبْرِیْ حَلَّتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ ٥ یعنی جس نے میری قبر انور کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت ثابت ہوگئی۔ (شفاء السقام، ص ۳، بزار)

صرف زیارت کی نیت : حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہمارے حضور جان نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

(۵) مَنْ جَآءَ نِیْ زَائِرًا لَا تَعْمَلُهٗ حَاجَةٌ اِلَّا زِیَارَتِیْ. کَانَ حَقًّا عَلَیَّ اَنْ اَکُوْنَ شَفِیْعًا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ٥ یعنی جو شخص میری زیارت کے لئے آیا۔ میری زیارت کے علاوہ اسے اور کوئی حاجت نہ تھی تو مجھ پر اس کا حق ہے کہ میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں۔ (طبرانی معجم کبیر، ج ۱۲، ص ۲۲۵، دار قطنی، جذب القلوب، ص ۲۰۵)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ وہ دن نصیب کرے کہ ہم مدینہ طیبہ اپنے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی

بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر ہوں تو کسی اور کام یا حاجت کی نیت نہ رہے صرف ہمارا ارادہ اپنے پیارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے در پاک کی حاضری ہی مقصود رہے۔

سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

ہوتے کہاں خلیل و بنا کعبہ و منیٰ
لولاک والے صاحبی سب تیرے گھر کی ہے

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

درود شریف:

(۶) مَنْ زَارَنِیْ بِالْمَدِیْنَةِ مُحْتَسِبًا کُنْتُ لَهٗ شَفِیْعًا وَّشَهِیْدًا ٥

یعنی جس شخص نے ثواب کی نیت سے مدینہ طیبہ میں میری زیارت کی میں قیامت کے دن اس شخص کی شفاعت کروں گا اور اس کے لئے شہادت دوں گا۔ (کنز العمال، ج ۱۵، ص ۲۷۲، شفاء السقام، ص ۸، جذب القلوب، ص ۲۰۶)

(۷) مَنْ زَارَنِیْ مُتَعَمِّدًا کَانَ فِیْ جِوَارِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ ٥

یعنی جس شخص نے قصداً نیت کر کے میری زیارت کی وہ شخص قیامت کے دن میرے پڑوس میں ہوگا۔ یعنی میرے بہت قریب ہوگا۔ (مشکوٰۃ، ص ۲۴۰، شفاء السقام، ص ۲۶، جذب القلوب، ص ۲۰۶)

حضرات! حدیث شریف میں محتسبا اور متعمدا کا کلمہ بڑا معنیٰ خیز اور قابل غور ہے۔ جس کے ذریعہ واضح طور پر سمجھایا گیا ہے کہ زیارت کے لئے آنا قلب و روح کی تسکین کا سامان ہی نہیں بلکہ باعث اجر و ثواب بھی ہے۔ کسی صاحب ایمان سچے امتی کو اس سعادت عظمیٰ کے حصول میں کبھی غفلت و بے نیازی سے کام نہیں لینا چاہئے

(۸) مَنْ حَجَّ الْبَیْتَ وَلَمْ یَزُرْنِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ ٥

یعنی جس شخص نے حج کیا اور میری زیارت نہیں کی تو یقیناً اس شخص نے مجھ پر ظلم کیا۔

(وفاء الوفاء، ج ۲، ص ۳۹۸، کنز العمال، ج ۵، ص ۱۳۵، جذب القلوب، ص ۲۰۶)

(۹) مَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ اُمَّتِیْ لَهٗ سَعَةٌ ثُمَّ لَمْ یَزُرْنِیْ فَلَیْسَ لَهٗ عُذْرٌ ٥ یعنی میرے جس امتی کے پاس دولت و وسعت تھی پھر بھی اس امتی نے میری زیارت نہ کی تو اس کا کوئی عذر قابل قبول نہیں (جذب القلوب، ص ۲۰۶)

(۱۰) مَنْ حَجَّ اِلَی مَکَّةَ ثُمَّ قَصَدَنِیْ فِیْ مَسْجِدِیْ کُتِبَتْ لَهٗ حَجَّتَانِ مَبْرُوْرَتَانِ ٥

یعنی جس شخص نے حج کیا پھر میری زیارت اور میری مسجد کی زیارت کا قصد کیا تو اس شخص کے لئے دو مقبول حج لکھ دیا جاتا ہے۔ (کنز العمال، ج ۵، ص ۵۵، جذب القلوب، ص ۲۰۶)

اے ایمان والو! ہمارے پیارے آقا آفتاب نبوت، ماہتاب رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی قبر انور، تربت پاک کی زیارت اور آپ کی بارگاہ میں حاضری کی نیکی وثواب کس قدر زیادہ اور عظیم ہے کہ زیارت کی سعادت پانے والا اور حاضری کے شرف سے مشرف ہونے والا دو حج مقبول کا ثواب پاتا ہے۔

بلکہ شیخ محقق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ محبوب خدا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے در اقدس کی حاضری اور آپ کی زیارت کے سبب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حج کعبہ بھی مقبول ومحبوب ہو جاتا ہے۔ (جذب القلوب، ص ۲۰۶)

عاشق رسول سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

مَنْ زَارَ تُرْبَتِیْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ

ان پر درود جن سے نوید ان بشریٰ ہے

اس کے طفیل حج بھی خدا نے کرادیئے

اصل مراد حاضری اس پاک در کی ہے

حضرات! ہمارے حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے کرم بالائے کرم کیا اور اپنی نورانی بارگاہ میں حاضری دینے والے اور زیارت کرنے والے مومنوں کو قیامت تک کے لئے ان کے حق میں دعا کرتے رہنے کا وعدہ فرمایا۔

اس لئے ہر امتی پر فرض ہے جب آپ کے در پاک پر حاضر ہو تو ایمان کامل اور یقین محکم رکھے کہ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جیسے اپنی ظاہری حیات میں موجود تھے اور ہر آنے والے کی باتوں کو ملاحظہ فرما کر اس کے حق میں دعا فرماتے تھے بالکل اسی طرح آج بھی ہمارے پیارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنے مزار پاک میں نورانی قبر شریف کے اندر زندہ اور موجود ہیں اور ہر آنے والے کو ملاحظہ فرماتے ہیں اور اس کی آہ وزاری اور فریاد کو سنتے ہیں اور اس کے حق میں دعا فرماتے ہیں۔ کیا ہی خوب فرمایا میرے آقا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

اُن پر درود جن کو کس بے کساں کہیں

ان پر سلام جن کو خبر بے خبر کی ہے

سب خشک و تر سلام کو حاضر ہیں السلام

یہ جلوہ گاہ مالک ہر خشک و تر کی ہے

میری امت کے لئے میری حیات ووصال دونوں بہتر ہیں

(۱۱) حَیَاتِیْ خَیْرٌ لَّکُمْ وَمَمَاتِیْ خَیْرٌ لَّکُمْ تُعْرَضُ عَلَیَّ اَعْمَالُکُمْ فَمَا رَاَیْتُ مِنْ خَیْرٍ حَمِدْتُ اللّٰہَ عَلَیْہِ وَمَا رَاَیْتُ مِنْ شَرٍّ اِسْتَغْفَرْتُ لَکُمْ (کنز العمال، ج۱۱، ص۱۸۳)

یعنی میری حیات طیبہ تمہارے لئے بہتر ہے اور میرا وصال شریف بھی تمہارے لئے بہتر ہے۔ تمہارے اعمال میرے سامنے پیش کئے جاتے ہیں تمہاری نیکیاں میں دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں اور تمہارے گناہوں کو میں دیکھ کر تمہارے لئے بخشش کی دعا کرتا ہوں۔ (البدایہ والنہایہ، ج۵، ص۲۷۵، کنز العمال، ج۱۱، ص۱۸۳)

آگاہ: حضرات! اس ارشاد پاک میں امت کو آگاہ کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ اے میرے امتیو! ہمارے دربار میں آنے کے لئے ظاہری حیات کا زمانہ خاص نہیں ہے کہ میری ظاہری زندگی میں تو گنہگار اس رعایت سے فائدہ اٹھاتے رہیں اور میرے وصال شریف کے بعد اس رعایت وسہولت سے محروم کردیئے جائیں بلکہ سمجھایا گیا اور بتادیا گیا ہے کہ میری امت کے لئے استغفار و بخشش کا یہ رحمت وبرکت کا سلسلہ برابر قیامت تک جاری وساری رہے گا اور جو بھی میرا امتی میرے در پاک، قبر شریف پر حاضر ہوکر اللہ تعالیٰ، رحمٰن ورحیم، مولیٰ تعالیٰ سے معافی مانگے گا تو ہم اس خوش نصیب امتی کے حق میں استغفار کریں گے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو بخش کر اس کی دعا کو قبول فرمالے گا اور یقینی طور پر وہ میرا امتی بخشا جائے گا۔

میرے آقائے نعمت امام عشق ومحبت سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

گدا بھی منتظر ہے خلد میں نیکیوں کی دعوت کا
خدا دن خیر سے لائے سخی کے گھر ضیافت کا

اور فرماتے ہیں:

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

برستا نہیں دیکھ کر ابر رحمت
بدوں پر بھی برسادے برسانے والے

درود شریف:

انبیائے کرام زندہ ہیں

حدیث شریف ۱: حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَآءِ فَنَبِیُّ اللّٰہِ حَیٌّ یُّرْزَقُ ۝ بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ انبیائے کرام کے جسموں کو کھائے۔ تو اللہ کے نبی زندہ ہیں روزی پاتے ہیں۔

(ابن ماجہ، ص ۱۱۸، الجواہر ابن حجر مکی، ص ۲۵، حجۃ اللہ علی العالمین، ج ۱، ص ۷۱۳، القول البدیع، ص ۳۲۱، مدارج النبوۃ، ج ۱، ص ۳۲۸)

حدیث شریف ۲: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے غمخوار نبی مہربان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

اَلْاَنْبِیَآءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِهِمْ یُصَلُّوْنَ ۝ انبیائے کرام علیہ السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔

(مسند ابو یعلیٰ، ج ۶، ص ۱۴۷، مجمع الزوائد ج ۸، ص ۲۱۱، فیض القدیر، ج ۳، ص ۱۸۴، سراج منیر، ج ۲، ص ۳۵۶، فتح الباری شرح بخاری، ج ۶، ص ۳۵۲، جذب القلوب، ص ۲۰۷)

حدیث شریف ۳: ایک شخص مزار انور سے متصل اپنی دیوار میں کیل ٹھونک رہا تھا جس کی آواز مزار پاک تک پہونچ رہی تھی۔ تو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فوراً آدمی بھیج کر منع کیا اور فرمایا۔

لَا تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰہِ فِیْ قَبْرِہٖ ۝ یعنی ایذا نہ پہونچاؤ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ موجود ہیں۔

حدیث شریف ۴: مایۂ ناز محدث حضرت ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری تحریر فرماتے ہیں کہ دو شخص مسجد نبوی شریف میں زور زور سے باتیں کر رہے تھے۔

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سائب بن یزید سے فرمایا کہ ان دونوں آدمیوں کو بلاؤ جو زور۔ زور سے باتیں کر رہے ہیں ان دونوں کو بارگاہ فاروقی میں حاضر کیا گیا تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان دونوں سے پوچھا کہ تم کہاں کے رہنے والے ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم طائف کے رہنے والے ہیں۔ تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

تَرْفَعَانِ اَصْوَاتَکُمَا فِیْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ۝ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم)

یعنی تم دونوں بلند آواز سے باتیں کر رہے ہو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی مسجد میں۔ (بخاری شریف، ج ۱، ص ۶۷)

اور آگے حضرت ملا علی قاری رحمۃ الباری آخری جملہ حدیث شریف کا یوں نقل کرتے ہیں کہ۔

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان دونوں سے فرمایا اگر تم مسافر نہ ہوتے تو میں تم دونوں کو سزا دیتا اور تم کو اتنا معلوم نہیں کہ مسجد کی کیا عزت ہوتی ہے اور پھر مسجد نبوی شریف جس میں عظمت و شرافت بہت زیادہ ہے اور فرمایا۔

اِنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِيْ قَبْرِهٖ حَيٌّ وَقَالَ تَعَالٰى لَاتَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ ٥ اور مسجد شریف سے متصل رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنے قبر شریف میں زندہ ہیں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا (قرآن کریم میں) کہ اپنی آوازوں کو میرے محبوب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی آواز پر بلند نہ کرو۔ (مرقاۃ شرح مشکوۃ، ج ۲، ص ۲۲۳)

اے ایمان والو! امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور جملہ صحابہ کرام کا عقیدہ و ایمان تھا کہ محبوب خدا ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنی قبر پاک میں زندہ ہیں۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں

حدیث شریف ۵: مسلم شریف کی حدیث ہے کہ امام الانبیاء محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

مَرَرْتُ عَلٰى مُوْسٰى لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِيْ عِنْدَ الْكَثِيْبِ الْاَحْمَرِ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّيْ فِيْ قَبْرِهٖ ٥

شب معراج میرا گزر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر کے پاس سے ہوا جو قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔ (مسلم شریف، ج ۲، ص ۲۶۸، جذب القلوب، ص ۲۱۱)

حدیث شریف ۶: اسی طرح حدیث میں مذکور ہے کہ معراج کے دولہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم شب معراج بیت المقدس تشریف لے گئے۔ انبیائے کرام علیہم السلام سے ملاقات ہوئی اور تمام انبیائے کرام نے ہمارے نبی مدینے والے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی امامت میں نماز ادا کی (مشکوۃ شریف، ج ۲، ص ۵۲۹، جذب القلوب، ص ۲۱۸)

اے ایمان والو! چھ مستند حدیثیں آپ حضرات نے ملاحظہ فرمالیں کہ انبیائے کرام اپنی قبروں میں زندہ

ہیں اور یہ بھی سن لیا کہ حضرت موسیٰ علیہم السلام اپنی قبر میں اور سارے انبیاء ورُسُل بیت المقدس میں کھڑے تھے۔ رکوع وسجدہ کیا اور ہمارے مدینے والے نبی مصطفےٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی اور ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔

غور کرو اور سوچو! کیا قبر میں کھڑا ہونا، رکوع کرنا اور بیت المقدس میں انبیائے کرام سے ملاقات کرنا یہ جملہ افعال وحرکات وہ شخص کررہا ہے جو مرکر مٹی میں مل گیا ہے۔ کیا یہ سارے افعال مردہ انجام دے سکتا ہے؟ تو آپ جواب دیں گے ہرگز نہیں، تو صاف طور پر ظاہر اور ثابت ہوگیا کہ انبیائے کرام اللہ تعالیٰ کی عطا سے اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور جہاں چاہتے ہیں تشریف بھی لے جاتے ہیں۔

اب چلتے چلتے بددین اور بدعقیدہ دیوبندی، وہابی جماعت کے پیشوا مولوی اسمٰعیل دہلوی کا عقیدہ ملاحظہ فرمالیں۔

وہابیوں کا عقیدہ

نبی بھی ایک دن مرکر مٹی میں ملنے والے ہیں (تقویۃ الایمان، ص ۱۳۲)

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو زندہ کہا خود آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ میں بعد وصال اسی طرح زندہ ہوں جیسے وصال سے پہلے زندہ تھا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ائمہ دین ومحدثین اور آج تک کے بزرگان دین کا عقیدہ ہے کہ ہمارے آقا محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنی قبر پاک میں زندہ ہیں اور اپنی امت کے سلام وکلام کو سنتے ہیں اور سلام کا جواب بھی دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے کرم سے مدد بھی کرتے ہیں اس لئے ہر سنی مسلمان پر لازم ہے کہ گمراہ، بدعقیدہ، وہابی، دیوبندی جماعت سے دور رہے ورنہ ایک دن ایمان برباد ہونے کا ڈر ہے۔ خوب سوچو اور فیصلہ کرو کہ جو قوم اور جماعت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو صرف مردہ کہنے اور لکھنے پر اکتفا نہیں کرتی ہے بلکہ یہ کہتی ہے کہ نبی مرکر مٹی میں مل گئے، تو جو قوم ایسا گندہ عقیدہ رکھتی ہو تو گویا اس قوم اور جماعت کا اسلام وایمان اور عقیدہ مردہ ہوگیا ہے اور اس کا ایمان وعقیدہ بھی مرکر مٹی میں مل چکا ہے۔ جس کا ثبوت دنیا کے سامنے موجود ہے کہ مارے، کاٹے جارہے ہیں اور اجاڑے اور برباد کیلئے جارہے ہیں۔

حضرات! وہابیوں نے کس ذات کو مردہ اور مرکر مٹی میں مل جانے والا کہا ہے۔ زندگی خود اسی محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا صدقہ اور عطیہ ہے۔

حدیث لولاک! سے صاف ظاہر ہے کہ سب کچھ اسی ذات کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ حتیٰ کہ وہابی، دیوبندی جیسے بے ایمان و بدعقیدے بھی اسی محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے صدقہ وطفیل پیدا ہوئے۔ کچھ تو نمک کا حق ادا کرتے اور ان کے عظیم احسان کو پہچانتے! قبر کی تاریک و اندھیری کوٹھری سامنے ہے اللہ تعالیٰ مکان سے پاک ہے۔ اس کی ذات لامحدود ہے۔ کوئی مکان ہی نہیں جس میں اس کی پاک ذات سما سکے۔ اللہ تعالیٰ کے نور و کرم کا مجسمہ مدینے والے آقا محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہر امتی کی قبر میں تشریف لاتے ہیں مومن عاشق کی قبر جگمگانے لگتی ہے۔ مومن خوش عقیدہ پہچان لیتا ہے کہ دنیا میں جس کا کلمہ پڑھا تھا۔ جن کا نام پاک سن کر انگوٹھا چومتا تھا۔ مدد کے لئے ہر وقت جن کو یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم کہہ کر پکارتا تھا وہی ہمارے پیارے نبی اور اچھے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جلوہ گر ہیں۔

میرے مرشد اعظم حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

نصیب تیرا چمک اٹھا دیکھ تو نوری
لحد کے سرہانے عرب کے چاند آئے ہیں

مگر منافق، بدعقیدہ پہچان نہیں پائے گا۔ محبوب اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو نہ پہچاننا ہی اللہ تعالیٰ کے قہر و عذاب کے آنے کا سبب بن جائے گا۔ قبر و قیامت اور دوزخ میں ہمیشگی کے عذاب میں مبتلا رہے گا۔

توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔ ایمان لے آؤ۔ عاشق مدینہ بن جاؤ۔ چہرہ روشن اور دل منور ہو جائے گا اور جنت کے حقدار بنا دیئے جاؤ گے۔

عاشق مصطفیٰ سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

انہیں جانا، انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
للہ الحمد میں دنیا سے مسلمان ہوگیا

مومن اپنی قبر پر آنے والے کو پہچانتا ہے

حدیث شریف: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ پیارے مصطفےٰ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، جب کوئی شخص اپنے شناسا کی قبر پر گزرے اور سلام کرے تو قبر والا اس شخص کو پہچان لیتا ہے اور اس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔

اسی طرح بہت سی حدیثیں موجود ہیں جو عام مومنین کے زندہ ہونے کا ثبوت دیتی ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جو جان ایمان ہیں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی حیات طیبہ تو سب سے ارفع واعلیٰ ہے۔

پیشوائے اہلسنت سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

جس کے تلووں کا دھوون ہے آب حیات
ہے وہ جان مسیحا ہمارا نبی

خلق سے اولیاء اولیا سے رُسُل
اور رُسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی

عاشق مصطفیٰ حضرت شیخ محقق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ سلیمان نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو خواب میں دیکھا، میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم جو لوگ آپ کی زیارت کو آتے ہیں اور آپ کو سلام عرض کرتے ہیں۔

کیا آپ ان کا سلام سنتے ہیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: نَعَمْ وَاَرُدُّ عَلَیْھِمْ ہاں میں سنتا ہوں اور ان کے سلام کا جواب بھی دیتا ہوں۔ (جذب القلوب، ص ۲۱۰)

اسی طرح کی ایک اور حدیث شریف ہے: ابن نجار نے ابراہیم بن بشار سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک سال حج ادا کیا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی زیارت کے لئے مدینہ طیبہ آیا۔ جب میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی قبر شریف پر پہونچا اور سلام عرض کیا تو قبر شریف کے اندر سے میں نے ایک آواز سنی کہ ارشاد فرماتے ہیں وَعَلَیْکَ السَّلَامُ ۔ اسی طرح کی بہت سی حدیثیں منقول ہیں اور تمام علماء متفق ہیں کہ جان مسیحا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وصال شریف کے بعد حیات میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا

ارشاد پاک ہے کہ عِلْمِیْ بَعْدَ وَفَاتِیْ کَعِلْمِیْ فِیْ حَیَاتِیْ ٥ یعنی میرا علم میرے وصال کے بعد ایسا ہی ہے جیسا میری ظاہری حیات میں تھا۔ (جذب القلوب، ص ۲۱۰)

عاشق مصطفیٰ پیارے مدینہ رضا اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

انبیاء کو بھی اجل آنی ہے
مگر ایسی کہ فقط آنی ہے

پھر اسی آن کے بعد ان کی حیات
مثل سابق وہی جسمانی ہے

تو زندہ ہے واللہ ، تو زندہ ہے واللہ
میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

ورق تمام ہوا مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۱۲ ﴾

ذی الحجہ شریف

تیسرا جمعہ..پہلا بیان

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

فضائل وخصائص

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ○ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ز (پ۲۶ ع۱۲)

ترجمہ: محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل، تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے، سجدے میں گرتے اللہ کا فضل و رضا چاہتے۔ (کنز الایمان)

درود شریف:

اے ایمان والو! جان شان عدالت، مراد مصطفےٰ، دعائے محبوب خدا امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں مجدد اعظم دین وملت، امام اہل سنت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

وہ عمر جس کے اعدا پہ شیدا سقر
اس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام

ترجمان نبی ہم زبان نبی
جان شان عدالت پہ لاکھوں سلام

تمہید: امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں اللہ کی زمین عدل وانصاف سے بھر گئی دنیا میں حق وراستی اور دیانت داری کا سکہ رائج ہوا۔ مخلوق خدا کے دلوں میں حق پرستی و پاک بازی کا جذبہ پیدا ہوا۔ اسلام کے برکات وحسنات سے ایک عالم فیضیاب ہوا۔

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رعب وہیبت وجلال کا یہ عالم تھا کہ باطل ہر وقت لرزہ براندام رہتا تھا اور باطل وظالم حکومتیں اور سلطنتیں خوف سے لرزتی تھیں۔

وہ عمر فاروق اعظم جن کو محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے رحمٰن ورحیم رب تعالیٰ کی بارگاہ سے دامن دعا پھیلا کر مانگا تھا، وہ عمر فاروق اعظم جن کے مسلمان ہونے سے کفر وشرک کے ایوانوں میں صف ماتم بچھ گئی تھی اور باطل کے صنم کدوں میں کہرام مچ گیا تھا، اسلام کی بے بسی کا دور ختم ہو گیا تھا اور اسلام کی شوکت وسطوت کے نئے عہد کا آغاز ہو گیا تھا۔

وہ عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اپنے آقائے نعمت و دولت مرشد کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نگاہ لطف وکرم کے چاند تارا تھے، جن کو آغوش رحمت نے بڑے ناز وانداز سے پالا تھا اسی سبب سے ان کی زبان پر حق گویا تھا۔

وہ عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کا قلب وسینہ عشق خدا اور محبت مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا مدینہ تھا جس پر انوار خدا اور انوار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا پیہم نزول ہوا کرتا تھا۔

وہ عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کا نام نامی آج بھی عدل وانصاف، دیانت وامانت، حق گوئی وبے باکی، جرأت وہمت کا نورانی اور عرفانی عنوان بن کر چمک رہا ہے

وہ عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کی درویشانہ اور فقیرانہ زندگی کا حال یہ تھا کہ لباس پر پیوند پر پیوند لگے ہوتے تھے نگران کی وسیع وعریض سلطنت میں کوئی بھوکا نہیں سوتا تھا اور ان کا یہ اعلان تھا کہ اسلامی سلطنت میں کوئی کتا اور بکری بھی بھوکا نہ رہے ورنہ عمر سے اس کی باز پرس ہوگی۔

وہ عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس کی رعایا رات کو آرام سے سوتی تھی اور وہ خود راتوں کو جاگ کر پہرا دیا کرتے تھے۔

وہ عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کا مقام ومرتبہ افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد تمام صحابہ میں افضل واعلیٰ ہے۔

ترجمان نبی ہم زبان نبی
جان شان عدالت پہ لاکھوں سلام

وہ عمر جس کے اعدا پہ شیدا سقر
اس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام

درود شریف :-

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت

آپ واقعہ فیل کے تیرہ سال کے بعد مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، آپ نے جب اسلام قبول کیا اس وقت تک چالیس مرد اور گیارہ عورتیں اسلام میں داخل ہو چکی تھیں اور ایک روایت کے مطابق انتالیس مرد اور تیئس عورتوں کے بعد اسلام سے مشرف ہوئے۔ اعلان نبوت کے چھٹے سال ستائیس یا چھبیس سال کی عمر میں آپ نے اسلام قبول کیا۔ (تاریخ الخلفاء، عربی ص ۸۶)

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام ونسب

آپ کا نام عمر ہے اور آپ کی کنیت ابو حفص ہے اور آپ کا لقب فاروق اعظم ہے۔ آپ کے والد کا نام خطاب اور والدہ کا نام ختمہ ہے جو ہشام بن مغیرہ کی بیٹی اور ابو جہل لعین کی بہن ہیں، آپ کا شجرہ نسب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے آٹھویں پشت کے خاندانی شجرہ سے ملتا ہے۔

(تاریخ الخلفاء، عربی ص ۸۶، طبقات ابن سعد: ج ۳، ص ۵۹)

مراد مصطفےٰ حضرت عمر فاروق اعظم: ہمارے آقا محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جب کبھی عمر بن خطاب یا ابو جہل کو دیکھتے تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرتے اے اللہ تعالیٰ! ان دونوں میں جو تیرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے اس سے اپنے دین کو عزت وقوت عطا فرما۔ حدیث شریف کی روایت اس طرح سے ہے۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَاٰى عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ اَوْ اَبَا جَهْلِ بْنَ هِشَامٍ قَالَ اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ دِيْنَكَ بِاَحَبِّهِمَا اِلَيْكَ ○ (طبقات ابن سعد: ج ۳، ص ۵۸)

یعنی جب بھی ہمارے سرکار رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم عمر بن خطاب یا ابوجہل لعین کو دیکھتے تو دعا کرتے اے اللہ تعالیٰ ان دونوں میں سے جو تیرے نزدیک محبوب ہے اس سے اپنے دین کو قوت و طاقت عطا فرما۔

وَ کَانَ اَحَبُّهُمَا اِلَیْهِ عُمَرُ ٥ ان دونوں میں اللہ تعالیٰ کو محبوب و پسندیدہ حضرت عمر تھے۔ (ترمذی ج ۲، ص ۲۰۹)

محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے خاص دعا فرمائی تھی۔

اَللّٰهُمَّ اَعِزِّ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ خَاصَّةً ٥ یعنی یا اللہ تعالیٰ خاص طور سے عمر بن خطاب کو مسلمان بنا کر اسلام کو عزت و طاقت عطا فرما۔ (ابن ماجہ، ص ۱۱، المستدرک امام حاکم: ج ۳، ص ۸۳)

حضرت عمر فاروق کا قبول اسلام

اسلام کی بڑھتی ہوئی طاقت و قوت کو دیکھ کر کفار و مشرکین گھبرا گئے۔ آخر ایک دن کفار مکہ جمع ہوئے ابوجہل نے مجمع میں اعلان کیا کہ جو شخص محمد (صلی تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کو قتل کرے گا (معاذ اللہ تعالیٰ) اس شخص کو انعام کے طور پر ایک سو اونٹ اور چالیس ہزار درہم دیا جائے گا، اس وقت حضرت عمر بھی موجود تھے۔ حضرت عمر نے کہا میں محمد (صلی تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کو قتل کروں گا، ننگی تلوار لی اور قتل کے ارادہ سے چل پڑے۔

حضرات! بے خبر حضرت عمر کو پتہ نہ تھا کہ اس ذات نور کو قتل کرنے جا رہا ہوں جس ذات پاک کی حفاظت کی ذمہ داری خالق و مالک اللہ تعالیٰ نے لے رکھی ہے، یہ وہ شمع نور و ہدایت ہے جو نہ بجھا ہے اور نہ ہی بجھایا جا سکتا ہے۔

آقائے نعمت و برکت سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

کیا خبر کتنے تارے کھلے چھپ گئے
پر نہ ڈوبے نہ ڈوبا ہمارا نبی

بزم آخر کا شمع فروزاں ہوا
نور اول کا جلوہ ہمارا نبی ﷺ

اور کسی نے کہا ہے:

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

درود شریف:

بہر حال حضرت عمر چلے راستہ میں حضرت نعیم بن عبد اللہ مل گئے، حضرت عمر کا تیور دیکھ کر فرمایا عمر! کہاں جا رہے ہو؟ حضرت عمر نے کہا میں آج محمد (صلی تعالی علیہ والہ وسلم) کا فیصلہ کرنے جا رہا ہوں۔ حضرت نعیم نے فرمایا: اے عمر! پہلے تم اپنے گھر کی خبر لو! تمہاری بہن فاطمہ بنت خطاب اور تمہارے بہنوئی سعید بن زید نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ یہ خبر سنتے ہی حضرت عمر پلٹ پڑے اور بہن کے گھر پہنچے۔ اس وقت حضرت خباب رضی اللہ تعالی عنہ ان دونوں میاں بیوی کو قرآن مجید پڑھا رہے تھے۔ حضرت عمر نے دروازہ پر دستک دی، سوراخ سے دیکھا تو حضرت عمر تھے۔ حضرت خباب مکان کے دوسرے حصہ میں جا کر چھپ گئے اور بہن نے قرآن مجید کے وہ اوراق چھپا لئے جن پر سورہ طٰہٰ لکھی ہوئی تھی، گھر کے اندر آئے اور پوچھا یہ آواز کیسی آرہی تھی جو میں نے سنی؟ بہن اور بہنوئی دونوں گھبرا گئے۔ حضرت عمر نے کہا، مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم دونوں مسلمان ہو گئے ہو۔ یہ کہہ کر اپنے بہنوئی حضرت سعید کو مارنے لگے۔ بہن نے اپنے شوہر کو بچانا چاہا تو ان کو بھی اتنا مارا کہ بہن لہولہان ہو گئی۔ بہن حضرت فاطمہ اور بہنوئی حضرت سعید کہنے لگے کہ ہم دونوں اللہ تعالی اور اس کے محبوب رسول محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم پر ایمان لے آئے ہیں اور اسلام قبول کر لیا ہے۔ اب تم سے جو ہو سکے کر لو! بہن نے فرمایا اے عمر! کان کھول کر سن لو! اگر تمہاری رگوں میں خطاب کا خون ہے تو میری رگوں میں بھی خطاب کا خون ہے۔ تم مار مار کر میری جان تو لے سکتے ہو مگر میرا ایمان نہیں لے سکتے۔ بہن کے جسم سے بہتا ہوا خون دیکھ کر اور بہن کی باتوں کو سن کر حضرت عمر کا دل نرم پڑ گیا اور بہن سے کہنے لگے کہ وہ کتاب مجھے بھی دکھاؤ جو تم لوگ پڑھ رہے تھے۔ بہن نے کہا کہ اے عمر لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ اس کتاب کو وہی ہاتھ لگا سکتا ہے جو پاک ہو۔ حضرت عمر نے غسل کیا اور قرآن مجید کے مقدس اوراق کو لیکر پڑھنے لگے۔ جب سورہ طٰہٰ کہ یہ آیت پڑھی۔

إِنَّنِي أَنَا اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِيْ وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِي (پارہ ۱۶، ع ۱۰)

یعنی بے شک میں اللہ ہوں، میرے علاوہ کوئی معبود نہیں تو میری عبادت کرو اور میری یاد کے لئے نماز قائم کرو۔

اب حضرت عمر کے دل کی دنیا بدل چکی تھی۔ کہنے لگے مجھے محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں لے چلو! حضرت عمر کی باتوں کو سن کر حضرت خباب رضی اللہ تعالی عنہ باہر تشریف لائے اور فرمایا اے عمر! میں تم کو خوش خبری سناتا ہوں کہ کل کی رات میں میرے مشفق و مہربان نبی صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے دعا فرمائی تھی کہ یا اللہ تعالی عمر بن خطاب یا ابوجہل ان دونوں میں سے جو تجھے زیادہ محبوب ہو، اس سے اسلام کو عزت و قوت عطا فرما۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے حق میں دعا قبول ہو گئی ہے

حضرت عمر، حضرت خباب رضی اللہ تعالی عنہ کے ساتھ خدمت اقدس کی حاضری کے لئے روانہ ہو گئے۔

اس وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کوہ صفا کے قریب حضرت ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان میں تشریف فرما تھے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں حضرت حمزہ، حضرت طلحہ، اور بھی دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حاضر تھے۔ حضرت عمر کو آتے ہوئے دیکھ کر سب کو تردد ہوا کہ عمر کیوں آرہے ہیں اور تلوار کے ساتھ آرہے ہیں۔ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دروازہ پر خدمت کے لئے کھڑے تھے۔ فرماتے ہیں اگر عمر کی نیت اچھی ہے تو بہتر ورنہ ان کا سر قلم کردوں گا۔ جب حضرت عمر دار ارقم کے دروازہ پر پہونچے تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مکان سے باہر تشریف لائے اور حضرت عمر پر نگاہ نبوت پڑی

جب سوئے عمر اٹھی وہ نگاہ انتخاب
کفر کٹ کے رہ گیا تیغ کام کر گئی

عمر سوئے نبی گئے نظر سوئے عمر گئی
پڑی نگاہ مصطفےٰ تو زندگی سنور گئی

سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت عمر کا دامن پکڑ کر فرمایا اے عمر! کیا فساد تم اس وقت تک کرتے رہو گے جب تک تم پر ذلت و رسوائی مسلط نہ ہو جائے۔ یہ سنتے ہی حضرت عمر پکار اٹھے۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّکَ عَبْدُاللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ ٥

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لے آئے تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اتنی بلند آواز سے اللہ اکبر کی تکبیر پکارے کہ مکہ مکرمہ کی تمام پہاڑیاں گونج اٹھیں۔ اور ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی دعا حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں مستجاب و مقبول ہوئی۔ (طبقات ابن سعد، ج ۳، ص ۵۸، تاریخ الخلفاء ص ۱۸۵)

میرے مرشد اعظم و شیخ اعظم پیارے رضا، اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

وہ دعا جس کا جوبن بہار قبول
اس نسیم اجابت پہ لاکھوں سلام

جس سے تاریک دل جگمگانے لگے
اس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے پاس بٹھایا اور تین مرتبہ اپنا دست نبوت و برکت ان کے سینہ پر پھیرا اور دعا فرمائی۔

اَللّٰھُمَّ اَخْرِجْ مَافِیْ صَدْرِہٖ مِنْ غِلٍّ وَّاَبْدِلْہُ اِیْمَانًا یَقُوْلُ ذٰلِکَ ثَلَاثًا ٥ یعنی یا اللہ تعالیٰ عمر کے سینہ میں جو غل وغش ہے اس کو نکال دے اور عمر کے سینہ کو نور ایمان سے منور و مجلیٰ فرمادے اور آپ نے اس طرح تین بار دعا کی۔

(المستدرک، امام حاکم، ج ۳، ص ۸۳)

خوب فرمایا سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

دل کرو ٹھنڈا مرا وہ کف پا چاند سا
سینہ پہ رکھ دو ذرا تم پہ کروروں درود

سینہ کے ہیں داغ۔داغ کہہ دو کریں باغ باغ
طیبہ سے آکر صبا تم پہ کروروں درود

حضرت عمر کے اسلام لانے سے آسمان والوں نے جشن منایا

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ہمارے پیارے حضور جان نور مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

لَمَّا اَسْلَمَ عُمَرُ نَزَلَ جِبْرَائِیْلُ فَقَالَ یَامُحَمَّدُ لَقَدِ اسْتَبْشَرَ اَھْلُ السَّمَآءِ بِاِسْلَامِ عُمَرَ ٥

یعنی جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لائے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم حضرت عمر کے اسلام لانے سے آسمان والوں نے خوشی کا جشن منایا۔ (ابن ماجہ، ص ۱۱، المستدرک، حاکم، ج ۳، ص ۸۳، تاریخ الخلفاء، ص ۱۸۹)

حضرت عمر فاروق اسلام لائے تو مسلمانوں کو غلبہ عطا ہوا

حضرات! جس عظیم مقصد کے لئے محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسلمان ہونے کے لئے بار بار دعا مانگی تھی اس کا نورانی نتیجہ بھی فوراً ظاہر ہوگیا۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔ وَاللّٰہِ مَا اسْتَطَعْنَا اَنْ نُّصَلِّیَ عِنْدَ الْکَعْبَۃِ ظَاھِرِیْنَ حَتّٰی اَسْلَمَ عُمَرُ ٥

یعنی خدا کی قسم جب تک حضرت عمر ایمان نہیں لائے تھے تو ہم لوگ کعبہ کے پاس کھلے طور پر نماز نہیں پڑھ سکتے تھے۔ (البدایہ والنہایہ، تاریخ الخلفاء، ص ۱۹۰)

حضرت صہیب بن سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

لَمَّا اَسْلَمَ عُمَرُ ظَهَرَ نَصْرُ الْاِسْلَامِ وَدُعِیَ اِلَیْهِ عَلَانِیَةً وَجَلَسْنَا حَوْلَ الْبَیْتِ حِلَقًا وَطُفْنَا بِالْبَیْتِ وَانْتَصَفْنَا مِمَّنْ غَلُظَ عَلَیْنَا ٥

یعنی جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لائے تو اسلام کو غلبہ نصیب ہوا اور اسلام کی تبلیغ اعلانیہ شروع ہوئی اور ہم لوگ حلقے بنا کر کعبہ شریف کے ارد گرد بیٹھنے لگے اور کعبہ معظمہ کا طواف کرنے لگے۔ اب جو شخص ہم پر زیادتی کرتا۔ ہم اس سے بدلہ لینے کے قابل ہو گئے۔ (البدایہ والنہایہ، طبقات ابن سعد، ج ۳، ص ۵۹)

حضرت عمر فاروق کا حلیہ: ابن عساکر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ لمبے قد اور موٹے بدن کے تھے۔ سر کے بال بہت زیادہ جھڑے ہوئے تھے۔ رنگ بہت گورا تھا جس میں سرخی جھلکتی تھی۔ آپ کے گال اندر کو دھنسے ہوئے تھے اور آپ کے مونچھوں کے کنارے کا حصہ بہت لمبا تھا۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۱۸۸)

حضرت عمر فاروق کی ہجرت: حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ میں کسی اور شخص کو نہیں جانتا ہوں جس نے علی الاعلان ہجرت کی ہو۔ سب لوگوں نے کفار مکہ کے ڈر سے چھپ کر خفیہ طور پر مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ آئے۔ لیکن حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علی الاعلان کعبہ معظمہ کا طواف کیا اور مقام ابراہیم پر نماز پڑھی۔ پھر کفار مکہ کے سردار لوگوں کے پاس آئے جو اس وقت کعبہ شریف کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک ایک کفار مکہ کے سردار کے پاس آکر فرمایا۔

شَاهَتِ الْوُجُوْهُ ٥ یعنی تمہارے چہرے خراب ہوں، بگڑ جائیں اور تمہارا بُرا ہو اور فرماتے جاتے تھے کہ تم میں کون شخص ہے؟ جو اپنی ماں کی گود خالی کرنا چاہتا ہے۔ تم میں کون شخص ہے جو اپنے بچوں کو یتیم کرنا چاہتا ہے۔ تم میں کون شخص ہے جو اپنی عورت کو بیوہ بنانا چاہتا ہے۔

اگر تم میں ہمت و طاقت ہے تو اس پہاڑی کے اس طرف آکر مقابلہ کر لے۔ اس طرح مراد مصطفیٰ، اسلام کے شہزادہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بزدل۔ ناپاک کافروں کو للکارتے رہے مگر ایک میں بھی ہمت و طاقت نہ تھی جو آپ کے مقابلہ میں آتا۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۱۸۸)

حضرت عمر فاروق کی رائے کے مطابق قرآن کا نزول

ابن مردویہ نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کبھی کسی معاملہ میں رائے دیتے تھے تو اللہ تعالیٰ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے کے مطابق قرآن کریم کا حکم نازل فرماتا۔

(ترمذی، ج ۲، ص ۲۰۹، اسد الغابہ، ج ۳، ص ۶۵۷، تاریخ الخلفاء، ص ۲۵۲)

۱) بخاری اور مسلم حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بہت سے موقعوں پر میرے رب تعالیٰ نے میری رائے کے مطابق قرآن کو نازل فرمایا۔

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اپنے پیارے آقا مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا کہ میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ میں مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز ادا کروں۔ میں نے اپنے خیال اور ارادہ کو محبوب خدا پیارے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں بیان کیا تو اللہ تعالیٰ نے میرے خیال وارادہ کے مطابق اس آیت مبارکہ کو نازل فرمایا۔

وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى ۝ یعنی مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بنالو (بخاری، ج ۱، ص ۵۷، تاریخ الخلفاء، ص ۱۹۷)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ اور محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کس قدر محبوب ومقبول ہیں کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خیال وارادہ کو توڑنا گوارہ نہیں فرمایا بلکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خیال وارادہ کے مطابق آیت کریمہ کا نزول فرمایا۔

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو ایک مرتبہ مقام ابراہیم پر نماز پڑھنے کا خیال وارادہ ظاہر فرمایا تھا مگر اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں ان کا یہ خیال وارادہ اس قدر محبوب ومقبول ہوا کہ قیامت تک کے لئے کعبہ معظمہ کا حج کرنے والے تمام حاجیوں اور طواف کرنے والوں پر واجب ولازم کردیا کہ کعبہ معظمہ کا طواف کرنے والا ہر طواف کے بعد مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز واجب الطواف ادا کرے۔

پتہ چلا اور معلوم ہوا کہ اگر مقام ابراہیم حضرت خلیل علیہ السلام کے قدموں کے نشان کی برکت سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یادگار ہے تو مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز واجب الطواف حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت اور یادگار ہے۔

مگر منافق اور بدعقیدہ مسلمان کہتا ہے کہ ہم اللہ کے گھر کعبہ معظمہ کو جانتے ہیں اور مانتے ہیں اس کے علاوہ کسی نبی اور ولی کی یادگار کو نہ ہم جانتے ہیں اور نہ ہی مانتے ہیں۔

تو ایسے منافق مسلمان کو چاہئے کہ طواف کے بعد مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز نہ ادا کرے کیوں کہ خود مقام ابراہیم اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کے نشان کی وجہ سے اللہ کی نشانی ہے اور مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز ادا کرنا اللہ تعالیٰ کے نیک و محبوب بندہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت و یادگار ہے اور ایسے منافق و بدعقیدہ مسلمان کو چاہئے کہ زم زم کا پانی نہ پئے اس لئے کہ زم زم کا پانی اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر نبی حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی یادگار ہے اور سعی کے لئے صفا و مروہ پہاڑی پر دوڑ بھی نہ لگائے کیوں کہ سعی کرنا اللہ تعالیٰ کی نیک بندی حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سنت و یادگار ہے۔

اللہ والوں سے دور ہو گے تو اللہ تعالیٰ کے سچے دین، اسلام سے دور ہو جاؤ گے۔ اسلام کے تمام ارکان یا تو اللہ تعالیٰ کے کسی نبی کی سنت و یادگار ہیں یا اللہ تعالیٰ کے کسی نیک و محبوب بندہ کی سنت و یادگار ہیں۔

اس لئے اللہ والوں سے محبت کرو اور ان سے قریب رہو تا کہ اللہ تعالیٰ اپنا مقرب بندہ ہونے کا شرف نصیب فرمادے۔

خوب فرمایا سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

مومن ان کا کیا ہوا اللہ ان کا ہوگیا
کافر ان سے کیا پھرا اللہ ہی سے پھر گیا

درود شریف:

امہات المومنین کے لئے پردے کا حکم

بخاری، ج۱، ص ۵۸ اور مسلم حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم آپ کی خدمت میں ہر طرح کے لوگ آتے جاتے ہیں اور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ازواج مطہرات (یعنی آپ کی بیویاں) بھی موجود ہوتی ہیں۔ بہتر ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنی بیویوں کو پردہ کرنے کا حکم فرمادیں۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے کے مطابق اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ کو نازل فرمایا وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ۔ یعنی اور جب تم امہات المومنین سے استعمال کرنے کی کوئی چیز مانگو تو پردے کے باہر سے مانگو۔ (پ ۲۲، رکوع ۴، تاریخ الخلفاء، ص ۱۶۷)

منافق مسلمان کی نماز جنازہ پڑھنا منع ہے

عبداللہ بن ابی منافق جب مرا تو اس کے گھر والوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اس منافق مسلمان (جیسے آج کل وہابی، دیوبندی، تبلیغی، غیر مقلد، منافق مسلمان ہیں) کی نماز جنازہ پڑھانے کے لئے بلایا۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اس وقت وہاں موجود تھا اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے عرض کیا کہ عبداللہ ابن ابی تو بڑا سخت دشمن خدا اور رسول اور منافق تھا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شان اقدس میں بڑی برائیاں کیا کرتا تھا۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ کی قسم ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ وَلَا تُصَلِّ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ (پ۱۰، رکوع ۱۷)

یعنی اے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم! جب ان منافقوں میں سے کوئی مرجائے تو اس شخص پر کبھی بھی نماز نہ پڑھنا اور نہ ہی اس منافق کی قبر پر کھڑا ہونا۔ (تاریخ الخلفاء ص ۱۹۸)

اے ایمان والو! وہابی، دیوبندی، تبلیغی، غیر مقلد اور شیعہ، رافضی وغیرہم یہ سب کے سب منافق اور کافر ہیں۔ ان سب کے باطل عقیدے اور گندے نظریئے ان کی کتابوں میں آج تک موجود ہیں۔ جن کی بنیاد پر علمائے عرب وعجم اور بزرگان دین نے ان سب کو کافر و مرتد کہا اور اپنی کتابوں میں لکھا۔ امام اہلسنت سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حسام الحرمین شریف میں اور خلیفۂ اعلیٰ حضرت، شیر بیشہ سنت، مولانا حشمت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے الصوارم الہندیہ میں۔ اور بھی بہت سے بزرگوں نے اپنی کتابوں میں۔

ان بدعقیدوں اور منافقوں کی کفری عبارتوں کی وجہ سے ان پر کفر کا فتویٰ صادر فرمایا ہے۔ جس کا جی چاہے ان کتابوں کا مطالعہ کرلے۔ اس لئے ہم ایمان والوں پر فرض ہے کہ ہم ایمان والے کسی بھی منافق مسلمان، بدعقیدہ شخص کی نماز جنازہ ہرگز ہرگز نہ پڑھیں بلکہ شریک تک نہ ہوں اور نہ اس کی قبر پر جائیں ورنہ ایمان وعقیدہ تباہ و برباد ہونے کا خطرہ ہے۔

حضرات! ہر تعلق اور رشتہ ایمان کے تعلق اور رشتہ سے قائم ہوتا ہے اور جب ایمان ہی نہیں تو رشتہ داری اور برادری کا اسلام میں کوئی مقام وجگہ ہی نہیں ہے جیسا کہ بیان کی گئی آیت کریمہ سے صاف طور پر ظاہر اور ثابت ہے۔

حضرت عمر فاروق اعظم کا فیصلہ منافق کے حق میں قتل ہے

بشر نامی ایک منافق مسلمان تھا اس منافق کا (ایک تلوار یا ایک زمین کے بارے میں) ایک یہودی سے جھگڑا ہو گیا۔ لڑائی ہو گئی۔

یہودی نے منافق مسلمان سے کہا میرے اور تمہارے درمیان جو لڑائی ہے اس کا فیصلہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے کرالیں۔ منافق نے پہلے یہ رائے دی کہ ہم اپنا فیصلہ کعب بن اشرف یہودی سے کرائیں گے۔ یہودی کے بار بار اصرار پر کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے اچھا فیصلہ کرنے والا کوئی پیدا ہی نہیں ہوا ہے۔ اس لئے ہم یہ فیصلہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہی سے کرائیں گے۔ منافق مسلمان بادل ناخواستہ مجبور ہو کر راضی ہو گیا۔ منافق مسلمان اور یہودی دونوں اپنا مقدمہ لے کر ہمارے آقا محبوب خدا عادل ومنصف رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے معاملہ کی تحقیق کے بعد یہودی کے حق میں فیصلہ فرما دیا۔

منافق جو بظاہر مسلمان بنا ہوا تھا باہر نکل کر کہنے لگا یہ فیصلہ ٹھیک نہیں ہوا ہے۔ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) نے جو فیصلہ دیا ہے وہ مجھے منظور نہیں ہے (ہائے افسوس منافق مسلمان تیری نماز و داڑھی پر۔ اسی طرح آج کے بھی بہت سے داڑھی و نماز والے منافق مسلمان ہیں جو محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر طرح طرح کے سوال کرتے نظر آتے ہیں۔

الغرض! منافق مسلمان۔ قہر قہار میں گرفتار ہو چکا تھا اور اس منافق کی شامت آچکی تھی۔ کہنے لگا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) نے ٹھیک فیصلہ نہیں کیا ہے۔ اس لئے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس چلتے ہیں اور ان سے فیصلہ کراتے ہیں وہ جو بھی فیصلہ کر دیں گے وہ ہمیں منظور ہوگا۔ منافق مسلمان اور یہودی! دونوں مراد مصطفےٰ، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار عدالت میں مقدمہ لیکر پہونچے۔ یہودی نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روبرو سارا واقعہ بیان کر دیا کہ اے عمر فاروق اعظم یہ فیصلہ جو آپ کے دربار میں لایا گیا ہے۔ یہ مقدمہ آپ کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں پہلے پیش ہو چکا ہے۔ اور آپ کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے

میرے حق میں فیصلہ دیدیا ہے تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فیصلہ فرمادیا ہے تو میرے پاس کیوں آئے ہو؟ یہودی نے بتایا کہ یہ شخص جو (منافق) مسلمان ہے وہ کہتا ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فیصلہ مجھے منظور نہیں ہے اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو فیصلہ کریں وہ ہم کو منظور ہوگا اس لئے ہم یہ فیصلہ آپ کے پاس لے کر آئے ہیں۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ میں فیصلہ کردیتا ہوں یہ فرما کر آپ اپنے مکان میں تشریف لے گئے اور میان سے تلوار نکال کر باہر آئے اور منافق مسلمان کی گردن پر ایسی تلوار ماری کہ سر قلم ہوگیا اور ارشاد فرمایا جس شخص کو میرے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فیصلہ منظور نہیں ہے اس شخص کا فیصلہ میری تلوار کرتی ہے۔

منافق مسلمان جب قتل کردیا گیا تو اس منافق کے رشتہ دار دوسرے منافق سب ایک ساتھ جمع ہوکر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں جمع ہوگئے اور کہنے لگے کہ عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے ایک مومن، اور مسلمان کو قتل کردیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کسی مومن اور مسلمان کو قتل نہیں کرسکتے؟ مگر تمام منافقین مطالبہ کررہے تھے کہ عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے ایک مومن اور مسلمان کو قتل کیا ہے اور اسلام میں قصاص ہے یعنی قتل کا بدلہ قتل۔ تو آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا اور فرمایا اے عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کیا تم نے کسی مومن اور مسلمان کو قتل کیا ہے؟ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا اے میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اللہ تعالیٰ کی قسم میں نے کسی مومن اور مسلمان کو قتل نہیں کیا ہے بلکہ میں نے اس شخص کو قتل کیا ہے جو یہ کہتا ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فیصلہ منظور نہیں ہے۔ اے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فیصلہ نہ ماننے والے کو قتل کیا ہے۔ بس اسی وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تائید وحمایت میں اس آیت کریمہ کو نازل فرمایا۔

فَلَا وَرَبِّکَ لَایُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ (پ ۵، رکوع ۶) یعنی اے محبوب تمہارے رب تعالیٰ کی قسم وہ لوگ مومن نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ تسلیم کرلیں۔ (تفسیر خازن، ج۱، ص۳۶۱، تفسیر کبیر، ج۳، ص۲۲۸، تفسیر جلالین وصاوی، تاریخ الخلفاء، ص۲۰۰)

نائب فاروق اعظم مجدد اعظم امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

دشمن احمد پہ شدت کیجئے
ملحدوں کی کیا مروت کیجئے
غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل
یا رسول اللہ کی کثرت کیجئے

درود شریف:

حضرت عمر کے سبب رمضان کی رات میں کھانا، پینا حلال ہوا

اسلام سے پہلے تمام شریعتوں میں روزہ افطار کرنے کے بعد کھانا، پینا اور بیوی کے قریب جانا عشاء کی نماز تک جائز تھا۔ بعد نماز عشاء یہ ساری چیزیں رات میں بھی حرام ہو جاتی تھیں۔ یہ حکم ابتدائے اسلام میں بھی باقی رہا۔ ایک مرتبہ رمضان شریف کی رات میں عشاء کی نماز کے بعد حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیوی سے قربت اختیار کرلی مگر پھر بہت نادم اور شرمندہ ہوئے۔ اپنے محبوب آقا مشفق و مہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ کرم و بخشش میں حاضر ہوئے اور بیوی سے قربت کا واقعہ بیان کیا تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ کو نازل فرمایا۔

اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ O (پ۲، رکوع ۷)

یعنی روزوں کی راتوں میں تمہاری عورتوں کے پاس جانا (یعنی اپنی بیوی سے) قربت اختیار کرنا تمہارے لئے حلال ہو گیا۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۱۹۹)

حضرت عائشہ صدیقہ پر لگائی گئی تہمت کو باطل قرار دیا

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر جب تہمت لگائی گئی تو محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مشورہ فرمایا تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت نور میں عرض کیا کہ

یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا یہ نکاح کس نے کیا تھا؟ آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس وقت حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم کیا

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم یہ خیال کرتے ہیں کہ آپ کے رب تعالیٰ نے آپ سے آپ کی بیوی عائشہ صدیقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے عیب کو چھپایا ہوگا (یہ ممکن ہی نہیں ہے) اللہ تعالیٰ کی قسم حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) پر یہ سب کچھ بہتان والزام ہے اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: سُبۡحٰنَکَ ھٰذَا بُھۡتَانٌ عَظِیۡمٌ بس اسی طرح اور انہیں الفاظ کے ساتھ جو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان مبارک سے نکلے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس آیت کو نازل فرمایا۔

سُبۡحٰنَکَ ھٰذَا بُھۡتَانٌ عَظِیۡمٌ ٥ (پ ۱۸، رکوع ۸)

ترجمہ: الٰہی پاکی ہے تجھے یہ بڑا بہتان ہے۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۱۱۹) (کنزالایمان)

حضرات! مفسر کبیر علامہ جلال الدین سیوطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ نے اکیس مرتبہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے کی تائید و موافقت میں آیات قرآنی کا نزول فرمایا۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۱۹۸)

حضرت عمر فاروق اعظم کے فضائل میں احادیث کریمہ

حضرت عمر کا لقب، فاروق (۱): حضرت ایوب بن موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ جَعَلَ الۡحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ وَقَلۡبِہٖ وَھُوَ الۡفَارُوۡقُ فَرَّقَ اللّٰہُ بِہٖ بَیۡنَ الۡحَقِّ وَالۡبَاطِلِ ٥

یعنی بے شک اللہ تعالیٰ نے حق کو عمر کی زبان پر جاری کر دیا ہے اور عمر کے دل میں حق کو نقش کر دیا ہے اور وہ، فاروق ہیں۔ اللہ نے ان کے ذریعہ حق و باطل کے فرق کو واضح کر دیا ہے۔

(ابوداؤد، ج ۲، ص ۵۵، مشکوٰۃ، ص ۵۵۷، طبقات ابن سعد، ج ۱، ص ۵۸، مدارج النبوۃ، ج ۲، ص ۹۱۵)

(۲) محدث کبیر حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں۔ جب حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لائے تو حضور جان نور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو مکان کے اندر چھپ کر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا (بعض علماء فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق کے ایمان لانے کی خوشی میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دو رکعت نماز شکرانہ ادا کیا) تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم! کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟ تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک ہم حق پر ہیں تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

عرض کیا پھر یہ پوشیدگی اور پردہ کیوں؟ تو حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اے عمر فاروق تمہاری قوم علی الاعلان کعبہ میں مجھ کو نماز نہیں پڑھنے دیتی ہے اس لئے میں مکان کے اندر چھپ کر اپنے رب تعالیٰ کی عبادت و بندگی کرتا ہوں۔

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد ہم سب مسلمان دو صفیں بنا کر نکلے۔ ایک صف میں حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اور دوسری صف میں میں خود تھا اور اسی طرح ہم سب غلامان مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم صفوں کی شکل میں مسجد حرام میں داخل ہوئے۔ کفار و مشرکین نے مجھے اور حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب مسلمانوں کے گروہ کے ساتھ دیکھا تو ان سب کو بہت صدمہ ہوا۔ اسی دن محبوب خدا مشفق و مہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فاروق، کا لقب عطا فرمایا۔ اس لئے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذریعہ اسلام ظاہر ہو گیا اور حق و باطل کے درمیان فرق واضح ہو گیا۔ ملخصاً (تاریخ الخلفاء، ص ۱۸۹)

حضرت عمر فاروق کے خوف سے شیطان بھاگتا ہے

(۳) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ہمارے سرکار مصطفےٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

اِنِّیْ لَاَنْظُرُ اِلٰی شَیَاطِیْنِ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ قَدْ فَرُّوْا مِنْ عُمَرَ ۝

یعنی بے شک میں دیکھ رہا ہوں کہ جناتوں کے شیطان اور انسانوں کے شیطان دونوں حضرت عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے ڈر سے بھاگتے ہیں۔ (مشکوٰۃ، ص ۵۵۸)

(۴) حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی صحیح کی کتاب المناقب میں حدیث شریف نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اے خطاب کے بیٹے؟ اس ذات پاک کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔

مَا لَقِیَکَ الشَّیْطَانُ سَالِکًا فَجًّا قَطُّ اِلَّا سَلَکَ فَجًّا غَیْرَ فَجِّکَ ۝ یعنی شیطان اس راہ پر نہیں آتا ہے جو راستہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہوتا ہے۔ (بخاری شریف، ج۱، ص ۵۲۰)

اے ایمان والو! بیس رکعت نماز تراویح کی جماعت خدائے تعالیٰ کے دوست پیارے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی مراد و دعا اور شیطان مردود کے دشمن حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قائم فرمایا۔

تو ثابت یہ ہوا کہ بیس رکعت تراویح کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنا حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کی سنت مبارکہ ہے اور غیر مقلدین وہابی کہتے ہیں کہ بیس رکعت تراویح کی جماعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ اور بیس رکعت تراویح کی جماعت تو عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے شروع کی ہے اور ہم اہل حدیث ہیں۔ ہم لوگ وہی کام کرتے ہیں جس کا ثبوت سنت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے ثابت ہوتا ہے۔ اسی لئے ہم غیر مقلد اہل حدیث کہلانے والے بیس رکعت تراویح نہیں پڑھتے ہیں۔

حضرات! مذکورہ حدیث شریف جو صحیح بخاری کی ہے۔ اس کو بغور ملاحظہ فرمالیں انشاء اللہ تعالیٰ اہل حدیث کہلانے والوں کا حدث و ناپاکی ظاہر و ثابت ہو جائے گی۔

حدیث شریف: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر فرمایا کہ شیطان اس راہ پر نہیں آتا ہے جو راستہ عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا ہوتا ہے۔ (صحیح بخاری، ج ۱، ص ۵۲۰)

اس حدیث مبارک نے واضح طور پر ثابت کر دیا کہ غیر مقلدین اہل حدیث کہلانے والے شیطان ہیں۔

اس حدیث شریف کو بغور سن لیں اور یاد کر لیں اور جب کوئی غیر مقلد اہل حدیث کہلانے والا شخص مل جائے تو اس کے سامنے اس حدیث شریف کو بیان کریں تا کہ حق و سچ ظاہر ہو جائے اور باطل و جھوٹ" عیاں ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ غیر مقلدوں وہابیوں کے شر و فتنہ سے محفوظ رکھے آمین ثم آمین۔

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والو جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے

عمر مجھ سے ہیں اور میں عمر سے ہوں (۵): عاشق مدینہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا

عمر با من است و من با عمرم و حق با عمر است ہر جا کہ باشد۔ یعنی عمر فاروق مجھ سے ہیں اور میں عمر فاروق سے ہوں اور عمر جس جگہ ہوتے ہیں حق ان کے ساتھ ہوتا ہے۔ (مدارج النبوۃ، ج ۲، ص ۳۲۶)

اگر باب نبوت کھلا ہوتا تو عمر فاروق نبی ہوتے (۶): ہمارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آخری نبی ہیں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے **لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ** یعنی اب قیامت تک میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور ارشاد فرمایا **لَوْ کَانَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ لَکَانَ عُمَرُبْنُ الْخَطَّابُ** یعنی اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ابن خطاب نبی ہوتے۔ (ترمذی: ج ۲، ص ۲۰۹، المستدرک: ج ۳، ص: ۸۵، مشکوۃ: ص ۵۵۸)

اللہ اکبر! کیا شان و عظمت ہے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کہ اگر میرے پیارے نبی

خاتم الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بعد باب نبوت کھلا رہتا تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی ہوتے۔

حضرت عمر فاروق امت کے محدث ہیں (۷): حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا پہلی امتوں میں محدث ہوتے تھے۔

فَاِنْ یَّکُ فِیْ اُمَّتِیْ اَحَدٌ فَاِنَّہٗ عُمَرُ ٥ یعنی میری امت میں اگر کوئی محدث ہے تو وہ عمر ہیں۔

(بخاری: ج:۱، ص۵۲۱، مشکوۃ: ص ۵۵۶، مدارج النبوۃ: ج:۲، ص ۹۱۵)

محدث کسے کہتے ہیں (۱): حضرت علامہ ابن حجر فتح الباری میں رقمطراز ہیں کہ۔ محدث وہ شخص ہوتا ہے جس کو من جانب اللہ الہام کیا جائے۔ عالم بالا سے جس کے دل میں حقائق کو القا کیا جائے، بغیر ارادہ اور قصد کے جس کی زبان، حق کی ترجمان بن جائے یعنی اس کی زبان سے جو بات نکلے وہ حق اور سچ ہو۔

حضرات! ایسے جامع الکمالات شخصیت کو محدث کہتے ہیں۔

(۲) مفسر کبیر حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تاریخ الخلفاء: ص ۱۹۱ پر تحریر فرماتے ہیں کہ رسول اعظم، معلم معظم، نبی محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت نور میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم محدث کیسا ہوتا ہے؟ تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جس کی زبان سے فرشتے بات کریں ایسا شخص محدث ہوتا ہے۔

حضرت عمر فاروق کی دین داری (۸): حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آفتاب نبوت، ماہتاب رسالت مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ لوگ میرے سامنے پیش کئے جارہے ہیں وہ سب لوگ قمیص پہنے ہوئے ہیں، کسی کی قمیص اس کے سینہ تک ہے اور کسی کی قمیص اس سے کچھ نیچے ہے۔

وَعُرِضَ عَلَیَّ عُمَرُ وَعَلَیْہِ قَمِیْصٌ اِجْتَرَّہٗ قَالُوْا فَمَا اَوَّلْتَہٗ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ؟ قَالَ، اَلدِّیْنُ ٥

یعنی جب حضرت عمر فاروق کو پیش کیا گیا تو ان کی قمیص اتنی لمبی تھی کہ وہ قمیص زمین پر گھسٹتی جارہی تھی، اس خواب کی تعبیر پوچھی گئی تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ دین۔

(بخاری، ج:۱، ص ۸، مسلم، مشکوۃ شریف: ص ۵۵۷، تاریخ الخلفاء: ص ۱۹۳)

اے ایمان والو! اس حدیث شریف سے صاف طور پر ظاہر ہے کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دین و تقویٰ بہت زیادہ اور بلند تھا۔

حضرت عمر فاروق کا علم (۹): حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ محبوب خدا، مشفق و مہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں دودھ نوش کر رہا ہوں، دودھ کی تازگی میرے ناخنوں سے ظاہر ہو رہی ہے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے بچا ہوا دودھ عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو دے دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے خدمت اقدس میں عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم اس کی تعبیر کیا ہے؟ تو فرمایا: علم۔ (بخاری، ج ۱، ص ۱۸، مسلم: ج ۲، ص ۲۷۴، تاریخ الخلفاء، ص ۱۹۱)

اے ایمان والو! رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنا بچا ہوا دودھ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پلا کر ان کے سینہ کو علم و معرفت کا مدینہ و گنجینہ بنا دیا اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو دودھ اپنے محبوب و مہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے پیا تھا اس دودھ کا حق اپنی زندگی کے آخری لمحات تک ادا کرتے رہے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سب سے زیادہ آپ کی ذات نے دشمنان مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور منافقوں کو قتل کیا اور ان کے حق میں قہر الٰہی بن جایا کرتے تھے۔

وہ عمر جس کے اعدا پہ شیدا سقر
اس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام

درود شریف:

اللہ تعالیٰ بروز قیامت سب سے پہلے حضرت عمر سے مصافحہ فرمائے گا

(۱۰) ابی ابن کعب سے روایت ہے کہ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ بروز قیامت اللہ تعالیٰ سب سے پہلے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سلام فرمائے گا اور مصافحہ کرے گا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر جنت میں داخل کرے گا۔ (ابن ماجہ، ص ۱۱، حاکم، تاریخ الخلفاء، ص ۱۹۲)

جب تک حضرت عمر ہیں اسلام میں فتنہ و فساد نہیں ہوگا (۱۱) : حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے مدنی آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب اشارہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ یہ وہ شخص ہے جس کی وجہ سے فتنہ و فساد کے دروازے بند ہیں اور جب تک وہ زندہ رہیں

گے اس وقت تک تم لوگوں کے درمیان کوئی شخص پھوٹ اور فتنہ وفساد نہیں ڈال سکے گا۔ (المو ار، تاریخ الخلفاء ص ۱۹۳)

اے ایمان والو! آج کا ماحول اتنا خراب و برباد ہو چکا ہے کہ کوئی جگہ اور کوئی مکان بھی فتنہ وفساد سے محفوظ نہیں نظر آتے ہیں حتیٰ کہ اسلام و ایمان کی جگہیں اللہ تعالیٰ کا گھر مسجدیں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا گھر مدرسے بھی فتنہ وفساد کی آماجگاہ بن کر رہ گئے ہیں۔ الا ماشاء اللہ تعالیٰ

حضرات! ضرورت ہے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کسی سچے نائب و غلام کی، جو مسلمانوں کو صراط مستقیم پر گامزن کر دے اور مسلمانوں کے درمیان فساد و پھوٹ ختم کر کے مسلمانوں کو ایک اور نیک ہونے کا موقعہ فراہم کر دے۔

اے اللہ تعالیٰ ہمارے رحمٰن و رحیم رب تعالیٰ! ہماری دعاؤں کو شرف قبول عطا فرما، ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا اور آپ کے جانثار خلیفہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واسطہ اور ہمارے پیر اعظم حضور غوث اعظم اور ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز اور ہمارے مرشد اعظم حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا و مفتی اعظم مصطفیٰ رضا اور ہمارے شیخ تیرے ولی حضور بدر ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا صدقہ و طفیل سنی مسلمانوں پر رحم فرما، کرم فرما اور ہمارے آپس کے اختلاف و انتشار کو دور فرما کر ہم غلامان غوث و خواجہ اور رضا کو دین وسنیت اور مسلک اعلیٰ حضرت کی پر خلوص خدمت کی توفیق نصیب فرما دے۔ آمین ثم آمین۔

حضرت عمر فاروق کی محبت وعداوت (۱۲): حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے آقا نبی رحمت و برکت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا مَنْ اَبْغَضَ عُمَرَ فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ وَمَنْ اَحَبَّ عُمَرَ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ ٥ یعنی جس شخص نے عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے بغض وعداوت رکھا اس شخص نے مجھ سے بغض وعداوت رکھا اور جس شخص نے عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے محبت والفت کی اس شخص نے مجھ سے محبت کی۔

(طبرانی شریف، تاریخ الخلفاء ص ۱۹۴)

اے ایمان والو! اس حدیث شریف سے ثابت ہو گیا کہ مراد مصطفیٰ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام و مرتبہ کس قدر بلند اور عظیم ہے کہ اللہ کے حبیب امت کے طبیب مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں کہ عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بغض وعناد رکھنا مجھ سے بغض وعناد رکھنا ہے اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت والفت کرنا مجھ سے محبت والفت کرنا ہے۔

حضرات! رافضی، شیعہ، بوہرے وغیرہ جو لوگ بھی حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بغض و دشمنی

رکھتے ہیں اور ان کی شان میں بیہودہ الفاظ بولتے نظر آتے ہیں گویا وہ لوگ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے بغض و دشمنی رکھتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے بغض و دشمنی کا صلہ و بدلہ نار جہنم ہے تو ظاہر اور ثابت یہ ہوا کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بغض و دشمنی رکھنے والے رافضی، شیعہ اور بوہرے سب کے سب نار دوزخ کے حقدار اور جہنمی ہیں۔

حضرت عمر فاروق کے لئے اسلام رویا (۱۳): ابی بن کعب سے روایت ہے کہ ہمارے سرکار رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ سے حضرت جبرئیل علیہ السلام کہتے تھے کہ عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے وصال پر اسلام روئے گا۔ (طبرانی شریف، تاریخ الخلفاء، ص ۱۹۴)

فضائل حضرت ابوبکر اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما

حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق کی دشمنی کفر ہے

(۱) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے محبوب و مقبول نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا حُبُّ اَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ مِنَ الْاِیْمَانِ وَبُغْضُهُمَا کُفْرٌ ۞ یعنی حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کی محبت ایمان ہے اور ان دونوں سے بغض رکھنا کفر ہے۔ (جامع صغیر، ج ۱، ص ۱۳۶)

حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق کی محبت بخشش کا سامان ہے

(۲) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل فرماتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم قیامت کب قائم ہوگی؟ تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تم نے قیامت کے لئے کیا تیاری کی ہے تو میں نے اپنے محبوب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت نور و رحمت میں عرض کیا کہ میرے پاس قیامت کے دن کے لئے کوئی تیاری نہیں ہے۔ ہاں، ایک تیاری میں نے قیامت کے دن کے لئے کر رکھی ہے کہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے محبت کرتا ہوں تو میرے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اے انس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تم جس سے محبت کرتے ہو قیامت کے دن اسی کے ساتھ رہو گے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس فرمان ذیشان کو سن کر میں بڑا خوش ہوا کہ میں اپنے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے محبت رکھتا ہوں۔ اور ان کی محبت کی وجہ سے امید ہے کہ قیامت کے دن میں انہیں کے ساتھ رہوں گا۔ (ازالۃ الخفا: ج ۱، ص ۱۷۷)

حضرات! معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت وعقیدت بخشش ونجات کا سامان ہے۔

مولیٰ علی کا قول ابوبکر صدیق اور عمر فاروق کے فضائل میں

(۳) حضرت سوید بن غفلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد شریف کے منبر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا: حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے وہی شخص محبت کرے گا جو مومن متقی ہوگا اور ان دونوں سے وہی شخص بغض ودشمنی رکھے گا جو فاجر و بد بخت ہوگا۔

اور حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کی قسم حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ شان وعظمت تھی کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مومنین ضعفاء پر نرمی فرماتے اور مظلوموں کے مددگار تھے اور ظالموں پر سخت تھے۔ جب حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لائے تو اللہ تعالیٰ نے ان سے اسلام کو عزت دی۔ (ابن جوزی: ص ۱۳۵)

حضرت مولیٰ علی کا ارشاد

(۴) حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی شخص نے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شان وعظمت کے متعلق دریافت کیا تو حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں ہدایت کے امام تھے وہ دونوں اصلاح کرنے والے اور کامیابی حاصل کرنے والے تھے، وہ دونوں دنیا سے اس طرح تشریف لے گئے کہ شکم سیر نہ تھے۔ (طبقات ابن سعد: ج ۳، ص ۵۰)

مولیٰ علی کا فرمان ابوبکر وعمر فاروق امت میں سب سے بہتر ہیں

(۵) سرچشمۂ ولایت ابوالحسن والحسین حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ۔

خَیْرُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ بَعْدَ نَبِیِّھَا اَبُوْبَکْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ٥ یعنی محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بعد اس امت میں سب سے بہتر حضرت ابوبکر صدیق اور پھر حضرت عمر فاروق ہیں۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) (صواعق محرقہ ابن حجر مکی، ص:۱۳۰)

چاروں یار کی فضیلت

(۶) محدث جلیل حضرت علامہ ملا علی قاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ علم و معرفت کے سفینہ سرکار مدینہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَاَبُوْ بَکْرٍ اِسَاسُھَا وَعُمَرُ حِیْطَانُھَا وَعُثْمَانُ سَقْفُھَا وَعَلِیٌّ بَابُھَا ٥ یعنی میں علم کا شہر ہوں اور ابوبکر اس کی بنیاد ہیں اور عمر فاروق اس کی دیوار ہیں اور عثمان غنی اس کی چھت ہیں اور مولیٰ علی اس کے دروازہ ہیں (مرقات شرح مشکوٰۃ: ج:۱۱ص:۳۳۶)

ابوبکر صدیق کی نگاہ میں عمر فاروق

(۷) افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نگاہ میں حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کیا مقام و درجہ ہے۔ بغور سماعت فرمائیے۔

ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس طرح پکارا۔ یَا خَیْرَ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ یعنی اے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بعد تمام انسانوں میں بہترین! اس بات کو سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میں نے اپنے مشفق و مہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو تمہارے بارے میں یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ۔

مَاطَلَعَتِ الشَّمْسُ عَلٰی رَجُلٍ خَیْرٌ مِّنْ عُمَرَ ٥ یعنی سورج کسی ایسے شخص پر طلوع نہیں ہوا جو عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے بہتر ہو۔ (مشکوٰۃ، ص:۵۵۸)

مولیٰ علی کی نظر میں شان عمر فاروق

(۸) حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تم لوگ نیکوں کا ذکر کرو تو حضرت عمر فاروق اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا ذکر کرو اور حضرت عمر فاروق اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو کبھی فراموش نہ کرو کیوں کہ کچھ بعید نہیں کہ ان کا قول الہام ہو اور فرشتے کی زبانی بیان کر رہے ہوں۔ (طبرانی شریف، تاریخ الخلفاء، ص:۱۹۵)

مولیٰ علی کو عمر فاروق کی بات بہت پسند تھی

(۹) حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے اقوال کے بعد حضرت عمر فاروق اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے اقوال سب سے زیادہ عزیز اور پسند ہیں۔ (تاریخ الخلفاء۔ص:۱۹۵)

مولیٰ علی نے فرمایا عمر فاروق کی قبر روشن رہے

(۱۰) امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ مسجدوں میں قندیلیں جل رہی ہیں اور مسجدیں روشن ہیں اور قرآن پاک کی تلاوت کی جارہی ہے تو حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے عمر ابن خطاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اللہ تعالیٰ تمہاری قبر کو روشن و منور کردے جس طرح تم نے اللہ تعالیٰ کے گھر مسجدوں کو روشن و منور کیا ہے۔ (کنز العمال: ج:۴،ص:۲۸۴، اسد الغابہ:ج:۳،ص:۲۶۹)

اے ایمان والو! حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشادات وفرمودات سے صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کس درجہ چاہتے تھے اور محبت کرتے تھے کہ صاف اور واضح طور پر دعادیتے نظر آتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر کو روشن ومنور کردے اور یقیناً حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات پاک روشن ومنور تھی اور آپ کے کارنامے اور خدمات روشن ومنور ہیں اور آپ کی قبر انور سرکار نور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے گنبد خضرا میں روشن ومنور ہے اور رافضی، شیعہ، بوہرے جو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دشمن اور گستاخ ہیں وہ سب مرتے ہی ان کا چہرہ خنزیر یعنی بد جانور کی شکل وصورت میں بدل جاتا ہے اور ان کی قبر عذاب الٰہی کا گہوارہ اور دوزخ کی آگ کا گڑھا بن جاتی ہے۔ یہ سب عذاب وقہر حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دشمنی اور گستاخی کا نتیجہ ہے۔

حضرات! جن لوگوں کو شیعوں بوہروں کے برے انجام کا یقین نہ ہو ان لوگوں کو چاہئے کہ کسی شیعہ، بوہرہ کی میت کو دیکھ لے اور اس کی قبر کو کھول کر حقیقت حال کا مشاہدہ کرلے جو کچھ بتایا گیا ہے اس سے بدتر معاملہ کا پتہ چل جائے گا الامان والحفیظ اللہ تعالیٰ اپنے امان وپناہ میں رکھے۔ امین ثم امین۔

امام جعفر صادق کی نگاہ میں ابوبکر و عمر فاروق

(۱۱) باغ علی کے مہکتے ہوئے پھول سید السادات حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھلائی کے ساتھ یاد نہ کرے تو میں ایسے شخص سے بالکل بیزار اور الگ ہوں (تاریخ الخلفاء، ص: ۱۹۷)

وہ عمر جس کے اعدا پہ شیدا سقر
اس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۱۲ ﴾

ذی الحجہ شریف

تیسرا جمعہ .... دوسرا بیان

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

فتوحات وکرامات

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ۝ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ز (پ۲۶ ع۱۲)

ترجمہ: محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل، تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے، سجدے میں گرتے اللہ کا فضل و رضا چاہتے۔ (کنز الایمان)

درود شریف:

محدث کبیر حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی حیات ظاہری ہی میں ۲۲ جمادی الاخریٰ ۱۳ھ میں حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلافت کے لئے نامزد فرمایا۔

اور زہری کہتے ہیں کہ اسی دن حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال شریف ہوا۔ ۲۲ جمادی الاخریٰ ۱۳ھ (تاریخ الخلفاء، ص ۲۰۸)

امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصال شریف سے پہلے حضرت عثمان غنی، حضرت مولیٰ علی، حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور مہاجرین و انصار میں سے کچھ لوگوں کو بلایا اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے متعلق مشورہ کیا، سب کے اتفاق رائے سے حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضرین میں

اعلان کیا کہ میں نے عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو خلیفہ مقرر کر دیا ہے اور اسی میں تمہارے لئے بھلائی اور بہتری ہے تو ہر شخص کو چاہئے کہ ان کی اطاعت و فرمانبرداری کرے۔ (طبقات ابن سعد، ج:۳، ص:۴۲، تاریخ ابن خلدون، ج:۱، ص:۱۷۰)

حضرت عمر فاروق کی خلافت پر اعتراض تمام صحابہ پر اعتراض ہے

حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے یہ خیال کیا کہ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے زیادہ خلافت کے مستحق تھے تو اس شخص نے صرف ابو بکر صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہی کو خطا کار نہیں ٹھہرایا بلکہ اس شخص نے تمام مہاجرین و انصار صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو خطا کار ثابت کیا۔ (تاریخ الخلفاء، ص:۱۹۶)

خلافت فاروقی میں فتوحات

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں شام، عراق، ایران، مصر، اسکندریہ، دمشق، حمص، اردن، بیت المقدس، فلسطین، بیسان، طبریہ، خوزستان، جربیان، طبرستان، آذربائجان، خورسان، مکران، اور بلوچستان کے بھی بہت سے علاقے فتح ہوئے۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وسیع و عریض سلطنت کا رقبہ تقریباً ساڑھے بائیس لاکھ مربع میل سے زیادہ تھا۔

ایک عظیم جنگ: جنگ قادسیہ کا شمار دنیا کی اہم ترین جنگوں میں ہوتا ہے۔ قادسیہ عراق کا ایک بڑا اور خوبصورت شہر تھا۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سربراہی میں چھتیس ہزار کا لشکر جرار شہر قادسیہ کو فتح کرنے کے لئے روانہ کیا۔

حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شہر قادسیہ پہنچ کر یہاں کے حالات کے متعلق امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مطلع کیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر لشکر کو جواباً خط لکھا کہ اہل فارس کی جنگی تیاری اور فوج کی کثرت کو دیکھ کر پریشان نہ ہونا۔ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھنا، فتح و نصرت اسلام کی ہوگی۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم کے مطابق چند مسلمانوں کا وفد بادشاہ فارس یزدگرد کے عالیشان دربار میں پہنچا، بادشاہ فارس یزدگرد بڑا ظالم اور متکبر بادشاہ تھا، مسلمانوں کے وفد کے امیر حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بادشاہ فارس کے سامنے محبوب آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

کی بعثت اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی مبارک تعلیم کا ذکر کیا اور بادشاہ فارس کو اسلام قبول کرنے کی دعوت پیش کی اور فرمایا اے بادشاہ سن لے اگر تم اسلام قبول نہیں کرتے ہو تو جزیہ ادا کرو اور اسلام کے وفادار بن کے رہو اور اگر یہ دونوں باتیں منظور نہیں ہیں تو ہمارے اور تمہارے درمیان فیصلہ تلوار کرے گی۔

بادشاہ فارس کو مسلمانوں کی حق و سچ باتیں بہت ناگوار لگیں اور جنگ کے لئے تیار ہو گیا۔

بادشاہ فارس نے رستم نام کے شخص کو کمانڈر بنا کر ایک لاکھ بیس ہزار فوجیوں اور تین سو ہاتھیوں کے ساتھ رستم کو جنگ کے لئے قادسیہ روانہ کیا، رستم نے ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ شہر قادسیہ پہنچ کر پڑاؤ ڈالا۔

جنگ قادسیہ کا واقعہ تفصیل طلب ہے

مختصر یہ ہے کہ میدان میں دونوں فوجیں آمنے سامنے ہو گئیں، لشکر اسلام میں اللہ اکبر کا نعرہ بلند ہوا اور حق و باطل کا معرکہ شروع ہو گیا، تلواریں چلنے لگیں جسم کٹنے لگے، خون کی ندیاں بہہ گئیں، کتنا زبردست حملہ تھا کہ ایک دن میں دس ہزار کافر قتل ہوئے اور دو ہزار مسلمان شہید ہوئے۔ چند روز تک جنگ ہوتی رہی دشمن کے ہزاروں فوجی مارے گئے اور کافروں کی فوج کا کمانڈر رستم بھی مارا گیا مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے شاندار فتح و کامیابی عطا کی، تمام عرب کی نگاہیں اس جنگ قادسیہ پر لگی ہوئی تھیں اور سب سے زیادہ خود امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ منتظر تھے، روزانہ صبح ہوتے ہی مدینہ طیبہ سے باہر تشریف لاتے اور شہر قادسیہ کے راستے پر کھڑے ہو کر قاصد کا انتظار کرتے۔

ایک دن معمول کے مطابق حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ طیبہ سے باہر قادسیہ کے راستے پر کھڑے تھے اور حالات کو جاننے کے لئے قاصد کا انتظار کر رہے تھے کہ ایک شخص اونٹ پر سوار ہو کر آتا ہوا نظر آیا آپ اس شخص کے پاس تشریف لائے اور اس شخص سے معلوم کیا تو پتہ چلا کہ وہ شخص شہر قادسیہ سے آرہا ہے اور وہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قاصد ہے اور فتح و کامیابی کی خوشخبری لے کر آیا ہے۔ اس اونٹ سوار سے امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حالات پوچھنے شروع کر دیئے۔ اس شخص نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو شاندار فتح عطا فرمائی ہے۔ امیر المومنین اس اونٹ سوار کے ساتھ ساتھ دوڑتے جاتے تھے، حالات پوچھتے جاتے تھے اور وہ اونٹ سوار اونٹ پر بیٹھا بیٹھا تمام سوالوں کے جواب دے رہا تھا، وہ شخص اونٹ سوار یہ نہیں جانتا تھا کہ میرے اونٹ کے ساتھ دوڑنے والی ذات اور سوال کرنے والی ہستی کون ہے؟ جب مدینہ طیبہ میں داخل

ہوئے تو لوگوں نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر المومنین کہہ کر سلام کیا۔ یہ سن کر قاصد ڈر سے کانپنے لگا اور عرض کیا اے امیر المومنین! آپ نے مجھے بتایا نہیں، مجھ سے آپ کی بے ادبی اور گستاخی ہوگئی ہے۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑی سادگی اور بے تکلفی سے فرمایا: میرے بھائی کوئی بات نہیں ہے۔ قاصد نے آپ کی خدمت میں خط پیش کیا۔ جس میں شاندار فتح و کامیابی کی بشارت لکھی ہوئی تھی۔ (ابن خلدون: ج:۱ص:۴۷۵)

مدائن شہر کی فتح

شہر قادسیہ کی فتح کے بعد امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیر لشکر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایران کے دار السلطنت مدائن جانے کا حکم دیا۔ جب اسلامی فوج نے مدائن کی طرف رخ کیا تو بادشاہ فارس یزدگرد اپنا شاہی محل قصر ابیض چھوڑ کر حلوان کی طرف بھاگ گیا۔ مدائن اور کسریٰ کے محل میں جانے کے لئے بیچ میں دریائے دجلہ حائل تھا، لشکر اسلام کے امیر حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ کا نام لیکر اپنا گھوڑا دریا میں ڈال دیا، حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھ کر مجاہدین نے بھی اپنے گھوڑے دریا میں ڈال دئے اس وقت حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لشکر اسلام سے فرمایا: ڈرو نہیں، موت کا ایک وقت مقرر ہے۔

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا (پ۴، رکوع۶)

ترجمہ: اور کوئی جان بے حکم خدا مر نہیں سکتی۔ سب کا وقت لکھا رکھا ہے۔ (کنز الایمان)

حضرات! لشکر اسلام کی ہمت و طاقت اور اللہ تعالیٰ پر توکل اور بھروسے کا یہ عالم تھا کہ دریا میں گھوڑے دوڑائے چلے جارہے تھے، ایسا معلوم ہوتا تھا، گویا وہ زمین پر چل رہے ہیں۔ ان کے دل و دماغ سکون و اطمینان سے لبریز تھے، انہیں اللہ تعالیٰ کی نصرت و تائید پر پورا پورا بھروسہ تھا، ان اسلامی فوجیوں میں حضرت سلمان فارسی اور دیگر اکابر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی تھے۔ دریا کو پار کرتے ہی اسلامی لشکر نے حملہ کر دیا اور اسلامی فوج کسریٰ کے محل میں داخل ہوگئی۔ کسریٰ کا محل دنیا کے عجائبات میں شمار ہوتا تھا اس تعمیر میں رومی اور یونانی فن تعمیر کی تمام نزاکتیں موجود تھیں۔ اس کے بڑے بڑے گنبد میلوں دور سے نظر آتے تھے جنہیں دیکھ کر انسان حیران ہوتا، محل کے صحن میں حسین و جمیل ہرے بھرے باغات تھے، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسریٰ کے عجائبات دنوا اور کو دیکھ کر قرآن کریم کی یہ آیات پڑھیں۔

كَمْ تَرَكُوْا مِنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝ وَّزُرُوْعٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ۝ وَّنَعْمَةٍ كَانُوْا فِيْهَا فٰكِهِيْنَ ۝ كَذٰلِكَ وَاَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ۝ فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ وَمَا كَانُوْا مُنْظَرِيْنَ ۝ (پ۲۵، رکوع۱۴)

ترجمہ: کتنے چھوڑ گئے باغ اور چشمے اور کھیت اور عمدہ مکانات اور نعمتیں جن میں فارغ البال تھے۔ ہم نے یوں ہی کیا اور ان کا وارث دوسری قوم کو کر دیا، تو ان پر آسمان اور زمین نہ روئے۔ اور انہیں مہلت نہ دی گئی۔ (کنز الایمان)

کسریٰ فتح ہو گیا تو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اسلامی لشکر کا کسریٰ کے خزانوں پر قبضہ ہو گیا جس میں تقریباً تین کھرب دینار اور سونے چاندی کے برتن قیمتی جواہرات اور بہت سے سامان اور مال و دولت مال غنیمت کے طور پر حاصل ہوا۔

کسریٰ پر فتح کی بشارت اور اس کے خزانوں پر قبضہ کی خوش خبری آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے دی تھی۔

لَتَفْتَحَنَّ كُنُوْزُ كِسْرٰى یعنی یقیناً تم کسریٰ کے خزانوں کو فتح کرو گے۔ (بخاری: ج:۱،ص:۵۰۸)

حضرات! امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں کسریٰ فتح ہوا اور کسریٰ فارس کے بادشاہ کا لقب بھی تھا جہاں بے شمار خزانہ، سونا، چاندی، ہیرے، جواہرات مدینہ طیبہ میں لائے گئے اور بیت المال میں جمع ہوئے انہیں خزانوں میں شاہ ایران کسریٰ کا کنگن جو سونے کا تھا وہ کنگن بھی تھا۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سونے کے کنگن کو حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنایا۔ (خصائص کبریٰ: ج:۲،ص:۱۱۳)

اور کسریٰ بادشاہ کا تاج جس میں ہیرے جواہرات جڑے ہوئے تھے یہ تاج اور چمکتا ہوا شاہی لباس حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک اعرابی کو پہنا دیا۔

اس موقعہ پر امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آسمان کی طرف سر اٹھا کر عرض کیا: یا اللہ تعالیٰ! تو نے یہ شاندار فتح و کامیابی اور شاہی خزانے اپنے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں نہیں عطا فرمائے۔ حالانکہ وہ دونوں تجھے مجھ سے زیادہ محبوب تھے۔ یہ انعامات تو نے مجھے عنایت فرمائے۔ یا اللہ تعالیٰ! میں پناہ مانگتا ہوں کہیں یہ میری آزمائش و امتحان نہ ہو رہی ہو (ابن خلدون: ج:۱،ص:۲۸۳، البدایہ والنہایہ: ج:۷،ص:۱۰۳)

فتح بیت المقدس: حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شام کے علاقہ کو فتح کرنے کے لئے امیر لشکر مقرر کیا حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب شام کے بہت سے علاقے پر قبضہ کر لیا تو بیت المقدس کی طرف رخ کیا مگر عیسائی مقابلہ نہ کر سکے، عیسائیوں نے ہمت ہار کر صلح کی درخواست پیش کی اور یہ شرط رکھی کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود بیت المقدس تشریف لے آئیں اور صلح نامہ اپنے ہاتھ سے لکھیں پھر ہم لوگ مسجد اقصیٰ کی چابیاں ان کے حوالے کر دیں گے۔

حضرات! اصل معاملہ یہ ہے کہ عیسائیوں نے آسمانی کتاب انجیل میں لکھا ہوا دیکھا تھا کی بیت المقدس کا

صحیح اور سچا وارث وہ نیک شخص ہوگا جو نبی آخر الزماں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا سچا جانشین اور خلیفہ ہوگا، پیوند لگے کپڑے پہنتا ہوگا اور جب بیت المقدس پر فتح کے لئے آئے گا اور جب بیت المقدس میں داخل ہو رہا ہوگا تو سواری پر اس کا غلام بیٹھا ہوگا اور وہ خود امیر المومنین ہوتے ہوئے سواری کی رسی پکڑ کر چل رہے ہوں گے، ان نشانیوں کو دیکھنے کے لئے یہ تمام حیلے اور شرائط عیسائیوں نے رکھے تھے اور یہ تمام نشانیاں امیر المومنین میں دیکھنا چاہتے تھے۔

الغرض حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اقدس میں مدینہ طیبہ خط لکھا کہ بیت المقدس کی فتح آپ کی آمد پر موقوف ہے آپ تشریف لے آئیں۔ جب خط دربار خلافت میں پہنچا تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے صحابہ جو اس وقت مدینہ طیبہ میں موجود تھے ان سے مشورہ کیا، حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ مشورہ دیا کہ آپ بیت المقدس ضرور جائیں۔

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ طیبہ میں حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا نائب مقرر کیا اور تمام امور خلافت کی ذمہ داری سپرد کر کے تنہا اپنے غلام کے ساتھ بیت المقدس کے لئے روانہ ہو گئے۔ تمام مملکت اسلامیہ کے امیر حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک اونٹ سواری کے لئے، اونٹ پر دو تھیلے تھے، ایک میں جو کا آٹا اور دوسرے میں کچھ کھجوریں تھیں اور ایک پانی کا مشکیزہ بھی ساتھ میں لیا۔ دنیائے اسلام کے بادشاہ کا کل سامان یہ تھا نہ فوج تھی نہ ہی خدام کا کوئی لشکر تھا اور آپ جو قمیص پہنے ہوئے تھے اس میں پیوند لگے ہوئے تھے اور آپ کے ساتھ صرف ایک غلام تھا چلتے وقت حضرت امیر المومنین نے یہ معاہدہ کر لیا تھا کہ ایک منزل امیر المومنین اونٹ پر سوار رہیں گے اور غلام اونٹ کی رسی پکڑ کر چلے گا اور دوسری منزل پر غلام اونٹ پر سوار ہوگا اور امیر المومنین اونٹ کی رسی پکڑ کر چلیں گے، جب بیت المقدس میں داخل ہونے کے قریب ہوئے اور بیت المقدس کے پاس پہنچے تو غلام کے اونٹ پر سوار ہونے کی باری تھی اور امیر المومنین اونٹ کی رسی ہاتھ میں پکڑے آگے آگے چل رہے تھے یہ منظر جب عیسائیوں نے دیکھا کہ آقا پیدل اونٹ کی مہار پکڑ کر چل رہا ہے اور اس کا غلام اونٹ پر سوار ہے تو عیسائیوں کو یقین ہو گیا کہ بیت المقدس کی چابیوں کا سچا وارث آ رہا ہے اور جو نشانیاں انجیل میں پڑھی تھیں اپنے ماتھے کی آنکھوں سے امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات میں مشاہدہ کر لیا۔

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تشریف آوری کی خبر ہوئی تو امیر لشکر حضرت عبیدہ بن جراح اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے امیر المومنین کا استقبال کیا اور امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب بیت المقدس میں داخل ہونا چاہا تو آپ سے عرض کیا گیا کہ اے امیر المومنین یہاں اونٹ کی سواری کو اچھا

نہیں سمجھا جاتا ہے اس لئے آپ گھوڑے پر سوار ہو جائیں اور آپ کے جسم پر جو لباس ہے اس میں پیوند لگے ہیں۔ عیسائی دیکھیں گے تو کیا خیال کریں گے اس لئے پیوند لگے ہوئے لباس کو اتار کر اچھا لباس زیب تن فرمالیں تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ پیوند والے کپڑے پہننا ہمارے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی سنت ہے اور عزت و عظمت سنت میں ہے اور مومن و مسلمان کی عزت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور ہمیں جو عزت و بزرگی ملی ہے وہ اسلام کی وجہ سے ہے۔

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی لباس و حال میں بیت المقدس میں داخل ہوئے محراب داؤد علیہ السلام کے پاس قرآن مجید کی تلاوت کی اور بارگاہ الٰہی میں دو رکعت نماز پڑھی اور سجدۂ شکر ادا کیا، عیسائیوں کے بڑے بڑے پادریوں نے امیر المومنین سے ملاقات کی اور صلح نامہ لکھا گیا اس طرح بغیر جنگ و جدال کے بیت المقدس فتح ہو گیا۔ ملخصاً۔ (البدایہ والنہایہ: ج: ۷، ص ۱۰۴، ابن کثیر، ابن خلدون ج: ۱، ص: ۲۸۴)

ترجمان نبی ہم زبان نبی
جان شان عدالت پہ لاکھوں سلام

وہ عمر جس کے اعدا پہ شیدا سقر
اس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام

درود شریف:

حضرت عمر فاروق اعظم کا عدل وانصاف

غسانی بادشاہ جبلہ کے نام محبوب خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے خط لکھا اور اپنے قاصد حضرت شجاع بن وہب الاسدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ روانہ فرمایا، خط کا مضمون یہ تھا۔

اِنِّیْ اَدْعُوْکَ اِلٰی اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰہِ وَحْدَہٗ یَبْقٰی لَکَ مُلْکُکَ ۝ یعنی میں تم کو صرف ایک خدا پر ایمان لانے کی طرف بلاتا ہوں اگر تم ایمان لے آئے تو تمہارا ملک تمہارے لئے باقی رہے گا بادشاہ جبلہ ہمارے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا خط پڑھ کر غیض و غضب میں آ گیا اور غصہ سے کہنے لگا کہ میرا ملک کون چھین سکتا ہے؟ میں خود مدینہ پر حملہ کر کے ان کو تباہ و برباد کر دوں گا اور قاصد سے کہا کہ میری یہ بات اپنے پیغمبر (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) سے کہہ دینا۔

حضرت شجاع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں مدینہ طیبہ پہنچ کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں جبلہ بادشاہ کی بات کو بیان کیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا بَادَ مُلْکُہٗ یعنی اس کا ملک تباہ و برباد ہوگا۔

الغرض جبلہ بادشاہ نے مسلمانوں سے دشمنی ظاہر کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی مگر اس کے باوجود اسلام کی خوبیوں سے اچھی طرح واقف تھا اور بار بار کسی نہ کسی سے اسلام کی خوبیاں اور اچھائیاں سنتا رہتا تھا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سچے نبی اور برحق رسول ہونے کی نشانیاں بھی اس کے علم میں تھیں، انصار حضرات کا مسلمان ہونا اور اللہ تعالیٰ کے سچے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اپنے مکانوں میں ٹھہرانا اور ان کی حفاظت وحمایت کے لئے جان و مال کو قربان کرنا ان تمام معاملات کو دیکھ کر جبلہ بادشاہ اسلام کے قریب ہوتا جارہا تھا اور وجہ یہ تھی کہ جبلہ بادشاہ انصار ہی کے قبیلہ سے تعلق رکھتا تھا بالآخر جبلہ بادشاہ اسلام کے بہت قریب ہوگیا اور امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر بھیجی کہ میں خود اسلام قبول کرنے کے لئے مدینہ طیبہ حاضر ہو رہا ہوں۔

جبلہ بادشاہ پانچ سو آدمیوں کے ساتھ جب مدینہ طیبہ کے قریب پہنچا تو امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ مدینہ طیبہ سے باہر نکل کر جبلہ بادشاہ کا استقبال کیا، بڑی شان وشوکت اور شاہانہ جلوس کے ساتھ جبلہ بادشاہ مدینہ طیبہ میں داخل ہوا، جبلہ بادشاہ کی شان کے مطابق شاندار مہمان نوازی کا اہتمام ہوا اور جبلہ بادشاہ کی آمد کی خوشی سے مدینہ طیبہ کی نورانی گلیوں اور کوچہ و بازار میں عید کی طرح فرحت و مسرت نظر آتی تھی۔ حج کا زمانہ قریب تھا امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر سال حج کے لئے مکہ معظمہ تشریف لے جایا کرتے تھے اس سال بھی جب حج کے لئے امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ روانہ ہوئے تو جبلہ بادشاہ بھی ساتھ میں روانہ ہوا۔

جبلہ بادشاہ کی قسمت ہی خراب تھی کہ مکہ شریف میں اس کے ساتھ ایک حادثہ ہوگیا وہ اس طرح کہ جب جبلہ بادشاہ کعبہ معظمہ کا طواف کر رہا تھا، حالت طواف میں جبلہ بادشاہ کی لنگی زمین پر گھسٹتی ہوئی جارہی تھی کہ طواف کرنے والے ایک شخص کا قدم جبلہ بادشاہ کی لنگی پر پڑ گیا جس کی وجہ سے جبلہ بادشاہ کی لنگی کھل گئی، جبلہ بادشاہ کو غصہ آیا اور اس نے اس شخص کے منہ پر ایک گھونسہ مارا کہ اس شخص کی ناک ٹیڑھی ہوگئی، اس شخص نے یہ مقدمہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ عدالت میں پیش کیا۔

مراد مصطفیٰ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عدل و انصاف کا فیصلہ ہر مسلمان کے لئے ہدایت کا

سرچشمہ ہے کہ بغیر تردد اور بغیر رعایت وحمایت امیر وغریب کے حق وسچ فیصلہ کرتے ہوئے جبلہ بادشاہ سے ارشاد فرمایا کہ تمہارے لئے دو راستے ہیں، پہلا یہ ہے کہ تم کسی طرح سے مدعی کو راضی کر کے منالو ورنہ بدلہ دینے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ جبلہ بادشاہ جو اپنے آپ کو بڑی عزت وعظمت والا سمجھتا تھا، خلاف امید یہ فیصلہ سن کر غضبناک ہو گیا اور متکبرانہ انداز میں کہنے لگا کہ میں ایک بادشاہ ہوں اور مدعی ایک معمولی آدمی ہے۔ بادشاہ کا لحاظ کئے بغیر آپ نے یہ فیصلہ سنا دیا۔

امیر المومنین عدل وانصاف کے بادشاہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے جبلہ بادشاہ کان کھول کر سن لو! کہ اسلام حق وسچ اور عدل وانصاف کا مذہب ہے اور اسلام کے مقدس مذہب میں بادشاہ ورعایہ اور امیر وغریب دونوں یکساں وبرابر ہیں اور اگر کسی کو فضیلت حاصل ہے تو تقویٰ اور پرہیزگاری کی وجہ سے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ (پ ۲۶، رکوع ۱۴)

یعنی بے شک تم لوگوں میں عزت وعظمت والا وہ ہے جو شخص متقی اور پرہیزگار ہے۔

جبلہ بادشاہ حیران وپریشان ہو کر کہنے لگا کہ میں نے تو یہ سمجھا تھا کہ مسلمان ہو کر پہلے سے زیادہ عزت وعظمت والا ہو جاؤں گا۔ امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اسلام کے عدل وانصاف کا فیصلہ یہی ہے جس کی پابندی ہر امیر وغریب، بادشاہ ورعایا سب پر ضروری ہے، اس کے خلاف کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ اے جبلہ بادشاہ اگر تم کو اپنی عزت پیاری ہے تو مدعی کو راضی کر کے منالو ورنہ مجمع عام میں بدلہ دینے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ جبلہ بادشاہ نے کہا کہ پھر تو میں عیسائی ہو جاؤں گا۔ امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اب اس صورت میں تیرے لئے اسلام کی سزا اور سخت ہے کہ اسلام سے پھرنے والا مرتد ہوتا ہے۔ اور مرتد کی سزا قتل ہے۔

جبلہ آخر بادشاہ تھا ہر طرح کے حیلے بہانے جانتا تھا، بڑی ہوشیاری سے کہا کہ میں ایک رات تک کے لئے غور وفکر کی مہلت چاہتا ہوں۔ امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو مہلت دے دی جب رات ہوئی تو جبلہ بادشاہ چھپ کر رات کے اندھیرے کا فائدہ اٹھا کر مکہ معظمہ سے فرار ہو کر قسطنطنیہ چلا گیا اور نصرانی ہو گیا۔ (سیرت حلبیہ، ابن ہشام)

اے ایمان والو! ہر دور میں امیروں اور دولت مندوں نے غریبوں اور گرے پڑے لوگوں کو ذلیل وخوار سمجھا ہے اور جب بھی اسلام کا حق وسچ پیغام بتایا جاتا ہے تو غریب تو بغیر حیلہ وحجت کے اسلام کے سامنے اپنا سر جھکاتا نظر آتا ہے مگر آج بھی امیروں اور دولت مندوں میں یہ عادت نظر آتی ہے کہ اسلام کے حکم اور فیصلہ کے وقت طرح طرح کے حیلے اور بہانے پیش کرتے نظر آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے پناہ اور امان میں رکھے۔ آمین ثم آمین

حضرت عمر فاروق کا مظلوم کو انصاف دلانا

مصر کا ایک آدمی حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور اس نے شکایت پیش کی کہ مجھے مصر کے گورنر کے بیٹے نے مارا ہے۔ امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ وجہ کیا تھی؟ اس شخص نے بتایا کہ میں نے اور گورنر کے بیٹے نے گھوڑا دوڑایا، میرا گھوڑا آگے نکل گیا اور گورنر کے بیٹے کا گھوڑا پیچھے رہ گیا تو گورنر کے بیٹے نے مجھے کوڑے مارے اور کوڑے مارتا جاتا تھا اور کہتا جاتا تھا کہ میں بڑوں کا بیٹا ہوں اور بڑوں سے آگے جانے کی یہ سزا ہے۔

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو عادل نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے عادل خلیفہ تھے، مصر کے گورنر کے پاس خط لکھا کہ فوراً تم اپنے بیٹے کے ساتھ مدینہ طیبہ حاضر ہو جاؤ۔ گورنر اور اس کا بیٹا جب دونوں بارگاہ عدل وانصاف میں حاضر ہو گئے تو عدل وانصاف کے بادشاہ امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مصر کے گورنر کے سامنے اس کے بیٹے کو سزا دینے کے لئے اس مصری مظلوم کے ہاتھ میں کوڑا دیا اور فرمایا اس بڑے بیٹے کو مارو! مصری شخص نے گورنر کے بیٹے کو کوڑے سے خوب پیٹا، جب بدلہ پورا ہو گیا تو امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اس بڑے بیٹے کے باپ گورنر کو بھی مارو کیوں کہ اس کا یہ بیٹا ہر گز ظلم نہیں کرتا اگر اس کو اپنے باپ کے گورنر ہونے کا گھمنڈ نہ ہوتا۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس گورنر سے فرمایا، تم نے لوگوں کو کب سے اپنا غلام بنالیا ہے؟ ان کی ماؤں نے ان کو آزاد جنا تھا۔ مصری شخص نے بارگاہ عدالت میں عرض کیا کہ باپ نے بظاہر میرے ساتھ کوئی ظلم نہیں کیا ہے اس کو معافی دی جائے اور جس سے مجھے بدلہ لینا تھا میں نے اس سے بدلہ لے لیا۔ (کنز العمال: ج ۴، ص: ۴۲۰)

حضرت عمر فاروق نے اپنی پیٹھ پر سامان اٹھایا

مدینہ طیبہ میں ایک رات ایسی بھی تھی کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ آبادی سے باہر کے علاقوں کا دورا کرنے کے لئے نکلے تو دیکھا کہ ایک عورت ہے اس کے ساتھ چھوٹے بچے ہیں جو بھوک کی شدت کی وجہ سے رو رہے ہیں اور ماں نے آگ پر ہانڈی کو چڑھا رکھا تھا۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا۔ بہن صاحبہ تمہارے بچے کیوں رو رہے ہیں؟ اس عورت نے جواب دیا بھوک کی وجہ سے۔ امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اس ہانڈی میں کیا چڑھا رکھا ہے۔ اس عورت نے جواب دیا کہ اس ہانڈی میں کچھ بھی نہیں ہے، یہ تو ایک بہانہ

ہے کہ بچے سمجھیں کہ کھانا تیار ہو رہا ہے اور انتظار کرتے کرتے سو جائیں۔ اور اللہ تعالیٰ ہی ہمارے اور عمر کے درمیان انصاف کرے گا۔ اس عورت کو یہ معلوم نہیں تھا کہ میں کس سے بات کر رہی ہوں۔

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، بہن صاحبہ! اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے یہ تو سوچو کہ عمر کو کیا معلوم کہ تم کس حال میں ہو؟ اس عورت نے کہا کہ پھر عمر امیر المومنین کیوں بنے اور منصب خلافت کیوں قبول کیا؟ کہ اسے غریبوں کی حالت کا پتہ نہیں ہے۔

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی وقت واپس ہوئے بیت المال سے آٹا اور گھی لیا، خادم سے فرمایا کہ میری پیٹھ پر آٹا لاد دو۔ خادم نے عرض کیا کہ حضور میں حاضر ہوں، یہ سب سامان پہنچا دیتا ہوں۔ امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا قیامت کے دن بھی تم میرا بوجھ اٹھاؤ گے؟

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود کھانے پینے کے سارے سامان کو اپنی پیٹھ پر رکھا اور اس عورت کے گھر پہنچے اور کھانا پکانے میں بھی مدد کی، کھانا تیار ہوا، بچوں نے پیٹ بھر کر کھانا کھالیا اور سو گئے۔ امیر المومنین نے اس عورت سے واپس جانے کی اجازت لی تو اس عورت نے کہا: اللہ تعالیٰ تمہیں بہتر جزا دے اور عمر کی جگہ تمہیں امیر المومنین بنادے۔ (سیرت عمر، ص ۵۹۱)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ موقعہ عطا فرمائے اور نعمت و دولت اور حکومت و طاقت نصیب فرمائے تو عیش و عشرت کی زندگی سے دور رہنے کی جدوجہد کرنا چاہئے اور غریبوں، بے سہاروں کی مدد کرتے رہنا چاہئے۔

حضرت عمر فاروق اور ایک بے سہارا عورت

مدینہ طیبہ کی راتیں بڑی رحمت و برکت والی ہوتیں، چاندنی رات تھی، امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ طیبہ کے باہر گشت کر رہے تھے۔ آپ کے غلام حضرت اسلم بھی ساتھ تھے۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک جھونپڑی نظر آئی، اس کی جانب تشریف لے گئے جھونپڑی میں ایک عورت دردزہ کی تکلیف سے کراہ رہی تھی، امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حال معلوم کیا تو پتہ چلا کہ وہ ایک عربی عورت ہے اس تکلیف کے عالم میں اس عورت کی مدد کرنے والا کوئی نہیں ہے اور اس کے گھر میں کھانے کا کچھ سامان بھی نہیں ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑی تیزی کے ساتھ قدم اٹھاتے بھاگتے ہوئے گھر آئے، اپنی بیوی حضرت ام کلثوم بنت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ایک نیکی تمہارے لئے بھیجی ہے اس نیکی کو

حاصل کرلو۔ امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی بیوی کے ساتھ کھانے وغیرہ کا سامان لیکر اس جھونپڑی میں پہنچے، حضرت ام کلثوم عورت کے پاس اندر چلی گئیں اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس عورت کے شوہر کے پاس باہر بیٹھ کر باتیں کرنے لگے اور وہ شخص یہ نہیں جانتا تھا کہ میں جس سے باتیں کر رہا ہوں وہ شخصیت کون ہیں۔ اس لئے وہ شخص بڑے بے تکلفی سے باتیں کرتا رہا

اس عورت کے شکم سے لڑکا پیدا ہوا تو آپ کی بیوی حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آواز دے کر کہا کہ اے امیر المومنین! مبارک ہو کہ لڑکا پیدا ہوا ہے۔ اور اس کے باپ کو بھی خوشخبری سنا دیجئے کہ اس کے یہاں لڑکا پیدا ہوا ہے۔

جب یہ آواز سنی تو اس شخص کو معلوم ہوا کہ یہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ وہ شخص حیرت میں ڈوبا امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھتا رہا اور دعائیں دیتا رہا کہ اللہ والے ایسے ہوتے ہیں۔

(کنز العمال: ج: ۶ ص: ۳۳۳، البدایہ والنہایہ۔ ج ۷، ص: ۱۳۶)

حضرت عمر کا حکم کہ کوئی سپاہی اپنی بیوی سے چار ماہ سے زیادہ دور نہ رہے

مدینہ طیبہ کی پیاری پیاری رحمت ونور سے جگمگاتی راتوں کا کیا کہنا۔

الٰہی دکھادے وہ مدینہ کیسی بستی ہے
جہاں پر رات دن مولیٰ تیری رحمت برستی ہے

حضرات! ایک رات کی بات ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ طیبہ کے اطراف میں گشت لگا رہے تھے کہ اپنے مکان میں ایک عورت اپنے شوہر کو یاد کر کے عشقیہ اشعار پڑھ رہی تھی، جس سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ اس عورت کا شوہر اس کے پاس موجود نہیں ہے۔

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اشعار کو سن کر اس عورت کے مکان پر تشریف لے گئے اور اس عورت سے معلوم کیا کہ تیرا معاملہ کیا ہے؟ جو اس قسم کے عشقیہ اشعار پڑھ رہی تھی۔ تو اس عورت نے بتایا کہ میرے شوہر میرے پاس نہیں ہیں، کئی مہینوں سے جنگ پر گئے ہوئے ہیں، اپنے شوہر کی ملاقات کے شوق میں یہ اشعار پڑھ رہی تھی۔

صبح ہوئی تو امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس عورت کے شوہر کو بلانے کے لئے قاصد روانہ فرما دیا اور امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بیٹی حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کیا کہ عورت کتنے عرصے تک شوہر کے بغیر رہ سکتی ہے۔ آپ نے اپنی بیٹی سے یہ مسئلہ اس لئے دریافت فرمایا کہ آپ کی بیوی کا وصال ہوگیا تھا۔ باپ کے اس سوال کو سن کر حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے شرم سے اپنا سر جھکالیا اور کوئی جواب نہیں دیا۔ امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بھی حق بات کو بیان کرنے سے شرم نہیں کرتا تو حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ہاتھ کے اشارہ سے بتایا کہ تین مہینہ یا زیادہ سے زیادہ چار مہینہ۔ تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم جاری فرمایا کہ لَا یُحْبَسُ الْجُیُوْشُ فَوْقَ اَرْبَعَۃِ اَشْھُرٍ ٥ یعنی کسی سپاہی کو چار مہینے سے زیادہ نہ روکا جائے۔ (تاریخ الخلفاء، ص: ۲۲۳)

حضرت عمر فاروق کا خوف: مدینہ طیبہ کی راتوں کے حسین جلووں میں گنبد خضرا رحمت و نور میں نہایا ہوا نظر آتا ہے۔ یا اللہ تعالیٰ میرے رحمٰن ورحیم رب تعالیٰ مدینہ طیبہ کی پاکیزہ راتوں میں دیدار گنبد خضرا نصیب فرمادے۔

ایک رات کا واقعہ ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ طیبہ کے قرب و جوار میں رعایا کی خبر گیری کے لئے گشت فرما رہے تھے کہ ایک گھر سے آواز سنائی دی ماں اپنی بیٹی سے کہہ رہی تھی کہ بیٹی دودھ میں پانی ملا دے۔ دوسری آواز آئی بیٹی نے کہا: ماں، امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حکم تجھ کو معلوم نہیں؟ کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم جاری فرمایا ہے اعلان کیا ہے کہ کوئی شخص دودھ میں پانی نہ ملائے۔ ماں نے بیٹی سے کہا کہ امیر المومنین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میرے گھر میں کہاں دیکھ رہے ہیں؟ بیٹی نے اپنی ماں سے کہا کہ میں ایسا ہرگز نہیں کر سکتی کہ امیر المومنین کے سامنے ان کی اطاعت کا اقرار کیا ہے۔ اور پس پردہ ان کے پیٹھ کے پیچھے میں ان کی نافرمانی کروں۔ اور ہمارے امیر، خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت عمر فاروق اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے جو کچھ اعلان کیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اور ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فرمان ہے اور اللہ تعالیٰ سے کوئی شخص اور کوئی مکان پوشیدہ نہیں ہے وہ ہر جگہ دیکھ رہا ہے اور محبوب خدا ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اللہ تعالیٰ کی دین وعطا سے ہر گھر ہر مومن کے سینہ میں موجود ہیں اور انہیں کا جلوہ ہر گھر میں ہے۔

طور ہی پر نہیں موقوف اجالا تیرا
کون سے گھر میں نہیں جلوۂ زیبا تیرا

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ اس وقت مکان کے باہر کھڑے تھے اور وہ ساری باتیں جو ماں بیٹی کی ہو رہی تھیں سماعت فرما رہے تھے، اس وقت حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے ساتھ آپ کے غلام حضرت اسلم بھی موجود تھے۔ امیر المومنین رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے غلام سے فرمایا اس گھر کا پتہ ذہن میں محفوظ کرلو اور صبح کے وقت حالات معلوم کر کے بتاؤ۔ حضرت اسلم رضی اللہ تعالی عنہ نے حالات کا جائزہ لینے کے بعد امیر المومنین رضی اللہ تعالی عنہ کو جو کچھ معلومات حاصل کی تھی اس سے آگاہ کیا کہ لڑکی بہت نیک و پارسا اور جوان و بیوہ ہے۔ کوئی محض ان کا سرپرست نہیں ہے۔ ماں، بیٹی دونوں بیوہ اور بے سہارا ہیں۔

امیر المومنین رضی اللہ تعالی عنہ گھر تشریف لائے اور اپنے تمام بیٹوں کو جمع فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ تم میں کون ہے؟ جو ایک نیک و پارسا لڑکی سے شادی کر لے تو آپ کے صاحبزادے حضرت عاصم رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنی رضا ظاہر کی۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے اس گوالن، دودھ بیچنے والی بیوہ عورت کی نیک و پارسا بیٹی سے اپنے بیٹے حضرت عاصم رضی اللہ تعالی عنہ کا نکاح کر دیا۔ (عشرہ مبشرہ)

حضرات! علماء فرماتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے صاحبزادے حضرت عاصم کا نکاح جس نیک و پارسا لڑکی کے ساتھ ہوا تھا انہیں دونوں کے نسل پاک سے بطناً بعد بطنٍ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے خاندان سے ایک نیک و صالح اور برگزیدہ بچہ پیدا ہوتا ہے جو اپنے وقت کا امیر المومنین اور خلیفۃ المسلمین بنتا ہے جس کو عالمِ اسلام امیر المومنین حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالی عنہ کے نام نامی اسم گرامی سے جانتی اور پہچانتی ہے۔ (کرامات صحابہ، ص ۴۲)

خدا رحمت کند ایں پاک طینت را

اے ایمان والو! امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ تمام عالم اسلام کے امیر و خلیفہ ہیں اگر چاہتے تو کسی امیر کبیر گھرانے کی لڑکی سے اپنے بیٹے کا نکاح کر دیتے لیکن ان کی نگاہوں میں امیر کبیر ہونا اور مال و دولت کا دھنی ہونا کوئی مقام و مرتبہ نہیں رکھتا تھا بلکہ وہ خود نیک و صالح تھے اسی لئے نیک و صالح کو پسند کرتے تھے لیکن آج کا مسلمان نیک و صالح کو نہیں دیکھتا بلکہ امیر کبیر اور دولت مند ہونا دیکھتا ہے۔

صاف طور پر ظاہر و ثابت ہو گیا کہ نیکوں کے لئے نیک اور بدوں کے لئے بد۔

حضرت عمر فاروق کا تقویٰ: ایک مرتبہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی طبیعت علیل و ناساز تھی بیماری کے سبب علاج کے لئے حکیم نے امیر المومنین کو مشورہ دیا کہ آپ اس بیماری میں شہد کا استعمال

فرمائیں۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو مسجد نبوی شریف میں جمع کیا اور منبر پر کھڑے ہو کر لوگوں کے درمیان اپنی بیماری اور حکیم کے مشورے کا ذکر کیا کہ مجھے تھوڑے سے شہد کی ضرورت ہے، اگر آپ لوگ اجازت دے دیں تو بیت المال سے شہد لے لوں گا۔ لوگوں نے اجازت دے دی تو امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیت المال سے ضرورت کے مطابق تھوڑا سا شہد لیا۔ (سیرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

اللہ اکبر! کیا ہی شان تقویٰ اور پرہیزگاری ہے۔ ہمارے پیارے آقا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے خلیفہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس تقویٰ اور پرہیزگاری کا نتیجہ تھا جو اسلام خوب پھولا اور پھلا اور آج تک قائم اور دائم ہے اور قیامت تک اسلام پھولتا اور پھلتا ہی رہے گا۔

اسلام تیری نبض نہ ڈوبے گی حشر تک
تیری رگوں میں خوں ہے رواں چار یار کا

درود شریف:

حضرت عمر فاروق حق بولتے اور حق سنتے بھی تھے

ایک مرتبہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں یمن سے کپڑے آئے جو آپ نے تمام مسلمانوں میں برابر برابر تقسیم فرما دیئے۔ ایک مسلمان کو ایک چادر کے برابر کپڑا حصے میں ملا تھا اور امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی ایک مسلمان کے برابر حصہ ملا تھا۔

امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد شریف کے منبر شریف پر خطبہ دے رہے تھے اور اس یمنی کپڑے کا کُرتا پہنے ہوئے تھے، مسجد شریف میں ایک صاحب کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے اے امیر المومنین ہم خطبہ بعد میں سنیں گے، آپ پہلے جواب دیں کہ ہر مسلمان کو کپڑا ایک چادر کے برابر ملا تھا اور اسی کے برابر کپڑا آپ کو بھی ملا تھا جس سے کُرتا نہیں بن سکتا ہے تو آپ نے اسی کپڑے کا اتنا لمبا کُرتا کیسے بنا لیا ہے؟ اسکی وضاحت کریں۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے صاحبزادے حضرت عبد اللہ سے فرمایا بیٹا! اس کا تم جواب دو۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ میں نے اپنے حصہ کا کپڑا اپنے والد محترم کو دے دیا تھا، میرے اور والد محترم دونوں کے حصے کا کپڑا ملا کر کُرتا بنایا گیا ہے۔ وہ صاحب جنہوں نے اعتراض کیا تھا جب یہ خلاصہ سنا تو کہنے لگے اے امیر المومنین اب آپ خطبہ دیں ہم سنیں گے اور اس پر عمل کریں گے۔ (سیرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

حضرات! حق بات دوسروں کو سنانا تو بہت آسان ہے مگر حق بات پر عمل کرنا اور حق بات سننا آسان نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر لاکھوں اربوں سلام و رحمت کا نزول فرمائے کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جہاں حق بات بولتے تھے تو اس پر عمل بھی کرتے نظر آتے تھے اور اگر آپ کو کوئی شخص حق بات کہتا تو آپ امیر المومنین اور خلیفہ ہوتے ہوئے بھی ناراض نہیں ہوتے تھے، اگر وہ بات حق اور سچ ہوتی تھی تو آپ اس پر عمل بھی کرتے نظر آتے تھے۔

حضرت عمر فاروق اعظم کی خدمت خلق

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ وہ مدینہ طیبہ کے باہر دوڑتے ہوئے آرہے ہیں۔ تو حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا۔

اَیْنَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ یعنی اے امیر المومنین! آپ دوڑتے ہوئے کہاں جارہے ہیں؟

تو امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ صدقہ کے اونٹوں میں سے ایک اونٹ بھاگ گیا ہے اس کو میں ڈھونڈنے جارہا ہوں۔ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے امیر المومنین حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) آپ نے آپ کے بعد میں آنے والے خلفاء کو بڑی مشکل میں ڈال دیا ہے۔ (البدایہ والنہایہ، ج ۷، ص ۱۳۶)

حضرات! پوری دنیائے اسلام کے امیر و خلیفہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قلب و جگر میں کس قدر خوف خدا تھا کہ امانت داری اور دیانتداری کا اہم فریضہ ادا کرتے نظر آتے ہیں۔ کہ بیت المال سے ایک معمولی اونٹ بھاگ گیا تو امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود اس اونٹ کو ڈھونڈنے اور پکڑنے کے لئے اس کی تلاش میں ادھر ادھر بھاگتے اور دوڑتے نظر آرہے ہیں کہ اگر اونٹ نہیں ملا تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بازپرس ہوگی۔

افسوس صد افسوس! آج مسلمان عام طور سے امانت میں خیانت کی لعنت میں گرفتار نظر آرہا ہے اور دیانت داری کا تو کوئی پاس و لحاظ ہی نہیں رہ گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی پناہ و امان میں رکھے۔ آمین ثم آمین۔

حضرت عمر فاروق کا وظیفہ

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک کامیاب تاجر تھے کثیر مال و دولت سے اللہ تعالیٰ نے

آپ کو نوازا تھا۔ جب اور جس وقت محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اسلام کے لئے مال و دولت کی قربانی کا مطالبہ فرمایا تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے محبوب آقا، مشفق ومہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں کثیر مال و دولت کی قربانی پیش کی اور کثیر حسنات و برکات حاصل کئے مگر جب سے امیر المومنین ہوئے اور خلافت کا منصب جلیلہ آپ کے سپرد کیا گیا تو تجارت کرنے کا موقعہ ہی میسر نہیں آتا تھا۔ دن ورات کار خلافت میں مشغول رہتے تھے، گھر میں تنگی کا ماحول پیدا ہو گیا، لوگوں کو جمع کیا اور گھر کے اخراجات اور بال بچوں کے گزر بسر کے بارے میں مسلمانوں کے سامنے معاملہ رکھا اور لوگوں نے رائے دی مگر حضرت مولیٰ علی مشکل کشا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ رائے پیش کی کہ بیت المال سے آپ کا متوسط وظیفہ مقرر ہو جائے جس سے آپ کے گھر والوں اور آپ کے اخراجات کافی وشافی ہو جائیں۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس رائے کو پسند فرمایا اور امیر المومنین کے لئے متوسط وظیفہ بیت المال سے مقرر ہو گیا۔

حضرات! معلوم ہوا کہ دینی خدمات پر وظیفہ مقرر کرنا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سنت ہے اور وظیفہ لینا امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت ہے۔ اور سنت میں بڑی برکت ہے۔

آج کل کچھ بے ادب گستاخ مسلمان کہلانے والے لوگ کہتے نظر آتے ہیں کہ تنخواہ والے مولانا ہیں، زکوۃ وفطرہ کھانے والے عالم ہیں، اگر تم نے ہمت کرلی ہے جو کہتے ہو کہ مولانا، امام تنخواہ لیتے ہیں تو آگے بڑھ کر اتنا اور کہہ دو کہ افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مراد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امیر المومنین حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ، امیر المومنین حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ ا شہید اعظم حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تنخواہ اور وظیفہ والے امام وخلیفہ تھے۔ ایسی جرأت و بے باکی کرنا بھی مت اور اگر غلطی و گناہ ہو گیا ہے تو توبہ کر لیجئے گا ورنہ ایمان جانے کا خطرہ ہے۔

اور جو لوگ یہ کہتے نظر آتے ہیں کہ مولانا اور امام زکوۃ وفطرہ کھاتے ہیں تو ہمارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے عہد پاک میں اور صحابۂ کرام کے دور خلافت کے وقت بیت المال میں ہر قسم کے جائز مال و دولت جمع کئے جاتے تھے اور زکوۃ وفطرہ کا مال بھی بیت المال میں جمع ہوتا تھا اور بیت المال سے تنخواہ ووظیفہ دیا جاتا تھا۔

اسی طرح ائمۂ دین ومحدثین اور بزرگان دین نے بیت المال اور مدرسے قائم کئے اور زکوۃ وفطرہ کے رقوم حاصل کئے جو مسافر راہ قرآن وسنت پر صرف کئے اسی میں سے معلمین وخادمین کو تنخواہیں اور وظیفے ادا کئے گئے۔

بہت سے لوگ سوچتے ہیں کہ زکوۃ کی رقم سے تنخواہ وظیفہ دینا جائز کیسے ہو سکتا ہے؟ تو معاملہ یہ ہے کہ زکوۃ

وغیرہ جب بیت المال یا مدرسہ میں شرعی اصولوں سے گزر جانے کے بعد استعمال کیا گیا تو حلال وطیب ہو گیا۔

حضرت عمر فاروق کی دینی خدمات

حضرت محدث جمال الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں چار ہزار مسجدیں تعمیر ہوئیں اور قرآن مجید کی تعلیم اور اس کی نشر واشاعت کا پوری سلطنت میں ایک ایسا انتظام قائم فرمایا جس کی بدولت ہزاروں حفاظ اور محدثین وفقہاء اور علماء عالم وجود میں آ گئے اور دس سال تک ہر سال خود امیر المومنین ہی "امیر الحج" رہے اور اپنے خطبات اور خطوط وفرامین کے ذریعہ اسلام کی تبلیغ فرماتے رہے۔ (روضۃ الاحباب)

حضرت عمر فاروق سے وسیلہ کا ثبوت

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں سخت قحط پڑا کہ شاداب باغات اور ہری بھری کھیتیاں سوکھنے لگیں، جانور مرنے لگے، ہر طرف تباہی و بربادی کا عالم تھا، لوگوں نے جمع ہو کر قحط کی شکایت کی اور اپنی تباہی و بربادی کا قصہ بارگاہ عدالت میں پیش کیا اور امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دعا کی درخواست کی، امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز استسقاء ادا فرمائی اور اپنے محبوب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے محبوب چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر آسمان کی طرف بلند کیا اور اس طرح دعا مانگی۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا کُنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّنَا فَتَسْقِیْنَا وَاِنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَیْکَ بِعَمِّ نَبِیِّنَا فَاسْقِنَا فَیُسْقَوْنَ ۝

یعنی یا اللہ تعالیٰ ہم تیری بارگاہ میں ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا وسیلہ پیش کرتے تھے اور تو بارش برسا دیتا تھا۔ اب ہم اپنے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وسیلہ پیش کرتے ہیں تو بارش عطا کر دے۔ (بخاری ج ۱ ص ۵۲۶، مشکوٰۃ ص ۱۳۲)

اور یہ بھی روایت ہے کہ دعا مانگ کر ابھی واپس بھی نہیں ہوئے تھے کہ بارش شروع ہو گئی اور کئی دنوں تک برسات ہوتی رہی۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۲۰۱)

عاشق مدینہ حضرت شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ جب حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلہ سے امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ دعا مانگے تھے تو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرتے ، یا اللہ تعالیٰ ! امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے وسیلے سے تیری بارگاہ میں اس لئے دعا مانگ رہے ہیں کہ مجھے تیرے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے نسبت حاصل ہے یعنی میں تیرے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا چچا ہوں یا اللہ تعالیٰ بارش عطا فرما دے اور میری لاج رکھ لے۔ (اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ ج ۱ ص ۶۲۹)

حضرات ! امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرتے اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا وسیلہ اپنے اللہ تعالیٰ رحمٰن ورحیم رب تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرتے تو چاروں طرف بادل چھا جاتے اور خوب بارش ہوتی۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں محبوب خدا ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا اور محبوب خدا ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وسیلہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کر کے دعا مانگنا امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت ہے۔

حضرات ! اسلام میں امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتنے سخت اور مضبوط تھے کہ صحابۂ کرام میں بھی ان کا کوئی ثانی نہیں نظر آتا ہے اور بدعات ومنکرات امور کے بارے میں آپ کا مزاج شریف کتنا سخت تھا اور ناجائز وحرام کاموں سے آپ کی پاک طبیعت کس قدر بیزار تھی مگر اپنے محبوب نبی ، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا وسیلہ اور اپنے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نسبت وتعلق کا وسیلہ دیکر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا مانگنا آپ کو بے حد پسند اور محبوب تھا۔

اس حدیث شریف کی روشنی میں صاف طور پر ظاہر اور ثابت ہو گیا کہ اللہ والوں کے وسیلہ سے دعا مانگنا بدعت وناجائز نہیں ہے بلکہ حلال وجائز اور سنت ہے مگر مومن سنی مسلمان کے لئے اور منافق مسلمان ، بدعقیدہ شخص کو اتنی واضح حدیث شریف سمجھ میں نہیں آتی ہے اس لئے کہ جب اللہ تعالیٰ دین لیتا ہے تو عقل چھین لیتا ہے۔

میرے مرشد اعظم قطب عالم حضور مفتی اعظم الشاہ مصطفیٰ رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

وصل مولیٰ چاہتے ہو تو وسیلہ ڈھونڈ لو
بے وسیلہ نجدیو! ہرگز خدا ملتا نہیں

درود شریف:

حضرت عمر فاروق اعظم کی کرامات

(۱) امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک عظیم لشکر ایران کے شہر نہاوند میں بھیجا تھا اور نہاوند شہر مدینہ طیبہ سے سیکڑوں میل کی دوری پر ہے۔ اور اسلامی لشکر کے امیر حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دن مدینہ طیبہ کی مسجد نبوی شریف میں جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے، امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیچ خطبہ میں، خطبہ بند کر کے تین مرتبہ فرمایا

يَاسَارِيَةُ الْجَبَلُ ۔ يَاسَارِيَةُ الْجَبَلُ ۔ يَا سَارِيَةُ الْجَبَلُ ۔ یعنی اے ساریہ پہاڑ کی طرف دیکھو! اے ساریہ پہاڑ کی طرف دیکھو! اے ساریہ پہاڑ کی طرف دیکھو!

مسجد نبوی شریف کے تمام نمازی حیران و پریشان ہو گئے کہ معاملہ کیا ہے کہ امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ خطبہ کے بیچ میں خطبہ کو بند کر کے حضرت ساریہ کو آواز دے رہے ہیں جب کہ حضرت ساریہ مدینہ طیبہ سے سیکڑوں میل دور ملک ایران کے نہاوند شہر میں دشمنان اسلام سے جنگ کر رہے ہیں کچھ عرصہ کے بعد نہاوند سے ایک قاصد آیا، امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس قاصد سے جنگ کا حال دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ قریب تھا کہ ہم اسلامی لشکر شکست کھا جاتے اور ہمارے دشمن کا لشکر ہم پر کامیاب و کامراں ہو جاتا کہ ہم کو ایک آواز سنائی دی جو امیر المومنین کی آواز میں تھی کہ اے ساریہ پہاڑ کی طرف دیکھو! اس آواز کو ہم نے تین مرتبہ سنی۔ اس آواز کو سن کر میں نے پلٹ کر اپنے پیچھے پہاڑ کی طرف دیکھا تو دشمنوں کا ایک لشکر جو بہت قریب تھا کہ پہاڑ کی طرف سے اسلامی فوج پر حملہ کرنے والا ہے اور اس وقت تک ہم بے خبر تھے۔ ہم نے پہاڑ کی طرف بھی حملہ کر دیا، دشمن کی فوج ماری گئی اور کچھ بھاگ گئے اور اللہ تعالیٰ نے اسلامی لشکر کو فتح وظفر سے سرفراز فرمایا اور شہر نہاوند پر اسلام کا جھنڈا بلند ہو گیا اور دشمن کا سارا منصوبہ اور پلان امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت سے ناکام ہو گیا۔ (مشکوٰۃ، ص:۵۴۶، تاریخ الخلفاء، ص:۲۰۲)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نگاہ و نظر کو کس قدر دور دراز مقام کو دیکھنے کی قوت وطاقت عطا کی ہے کہ مدینہ طیبہ کی مسجد شریف سے ملک ایران کے شہر نہاوند کو دیکھ رہے ہیں اور ملاحظہ فرمارہے ہیں جب کہ شہر نہاوند مدینہ طیبہ سے سیکڑوں میل کی دوری پر واقع ہے۔ اور یہ نورانی واقعہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے سامنے ظاہر ہوا مگر کسی ایک صحابی نے بھی اعتراض نہیں کیا اور نہ ہی یہ کہا کہ دور دراز

کے مقام کو دیکھنا تو اللہ تعالیٰ کی شان ہے، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو دور و دراز کے مکان و مقام کو دیکھ ہی نہیں سکتے ہیں بلکہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اپنے محبوب و پسندیدہ خلیفہ و امیر کی یہ کرامت دیکھ کر خوش ہورہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے خلیفہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی غلامی و وفاداری کے صدقے مقام رفیع کی عزت و عظمت اور علم غیب کی نعمت و دولت سے مالا مال فرمایا ہے اور گویا صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا یہ ایمان و عقیدہ تھا کہ جب غلام و امتی اور خلیفہ کی نگاہ و نظر اور ان کے علم غیب کا یہ عالم ہے تو اللہ تعالیٰ کی بخشش و عطا سے شان خدا جان ایمان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نگاہ و نظر اور علم غیب کی شان و عظمت کا کیا عالم ہوگا۔

کیا ہی سچ اور حق فرمایا عاشق مصطفیٰ پیارے رضا، اچھے رضا، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آ گیا
اس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروروں درود

درود شریف:

حضرات! مشکوٰۃ شریف کی حدیث آپ حضرات نے بغور سن لیا کہ اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ علم غیب سے امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ طیبہ سے سیکڑوں میل دور ملک ایران کے شہر، نہاوند میں ہونے والی جنگ میں لشکر اسلام کا حال اور معاملہ اور دشمنان اسلام کے ناپاک منصوبے اور پلان کا حال و معاملہ بھی معلوم کرلیا اور دیکھ لیا اور یَاسَارِیَۃُ اَلْجَبَلُ فرما کر اور حضرت ساریہ کو آگاہ کرکے لشکر اسلام کو فائدہ اور نفع بھی پہنچایا اور لشکر اسلام کو بھاری نقصان سے بھی بچالیا۔

اب چلتے چلتے بے ایمان و بدعقیدہ مسلمان کہلانے والوں کا بھی حال معلوم کرلیا جائے

وہابیوں، دیوبندیوں کا عقیدہ

وہابی دیوبندی جماعت کے امام و پیشوا مولوی اسمٰعیل دہلوی لکھتے ہیں۔کہ

نبی اور ولی کو نہ اپنا حال معلوم ہے نہ دوسرے کا۔ (تقویۃ الایمان: ص ۶۲)

نبی اور ولی کو نہ کچھ قدرت ہے نہ کچھ غیب دانی

نبی کی طاقت کا حال تو یہ ہے کہ اپنی جان تک کے بھی نفع اور نقصان کے مالک نہیں تو دوسرے کا کیا کر سکیں گے۔ غیب دانی اگر نبی کے بس میں ہوتی تو پہلے ہر کام کا انجام معلوم کر لیتے۔ اگر بھلا معلوم ہوتا تو اس میں ہاتھ ڈالتے۔ اور اگر برا معلوم ہوتا تو کا ہے کو اس میں قدم رکھتے۔ غرضیکہ نبی میں کچھ طاقت اور علم غیب نہیں۔ (تقویۃ الایمان ص ۵۸)

اللہ تعالیٰ بے ایمان و بدعقیدہ سے دور رکھے۔ اور ایمان کے ساتھ اپنی پناہ اور امان میں رکھے۔ آمین ثم آمین۔

اب بھی نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اے سنی مسلمانو!

حضرت عمر فاروق کی فرمانروائی دریا پر

(۲) امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے زمانے میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مصر کو فتح کیا تو مصر کے لوگوں نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ ہمارے بیچ قدیم زمانے سے ایک رسم چلی آ رہی ہے کہ ہر سال ہم لوگ ایک کنواری نو جوان لڑکی کو قیمتی زیورات اور اچھے کپڑے پہنا کر دریائے نیل میں گاڑ دیتے ہیں تو سال بھر تک دریائے نیل پانی سے بھرا رہتا ہے اور دریائے نیل جاری رہتا ہے۔ ورنہ دریائے نیل سوکھ جاتا ہے۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سختی کے ساتھ منع فرمایا اور فرمایا کہ اسلام اس طرح کی جاہلانہ اور بے ہودہ رسم کی اجازت نہیں دیتا۔ اور یہ تمام باتیں باطل اور بے ہودہ ہیں۔

مصر کے لوگ واپس چلے گئے۔ کچھ دنوں کے بعد واقعی دریائے نیل بالکل سوکھ گیا۔ جس کی وجہ سے بہت سے لوگ نقل مکانی پر مجبور ہو گئے۔ گورنر مصر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب دریائے نیل کے خشک ہو جانے اور لوگوں کو مصر چھوڑ کر دوسرے شہر جاتے دیکھ کر ایک خط لکھا۔ مدینہ طیبہ میں امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خط پڑھا اور تمام حالات سے مطلع ہوئے تو امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواباً ایک خط دریائے نیل کے نام تحریر فرمایا اور گورنر مصر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس روانہ فرمایا اور یہ حکم دیا کہ تم میرے اس خط کو دریائے نیل میں ڈال دینا۔ خط کا مضمون یہ تھا۔

مِنْ عَبْدِاللّٰہِ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اِلٰی نِیْلِ مِصْرَ ۝ یعنی یہ خط اللہ کے بندے امیر المومنین عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی جانب سے مصر کے دریائے نیل کے نام۔

دریائے نیل کو معلوم ہو کہ تو اگر اپنی مرضی سے بہتا ہے تو مت جاری ہو اور اگر اللہ تعالیٰ خدائے قہار کے حکم سے جاری ہوتا ہے تو میں اللہ تعالیٰ واحد قہار سے عرض کرتا ہوں کہ وہ تجھے جاری فرما دے۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیر المومنین کے خط کو رات کے وقت دریائے نیل میں ڈال دیا مصر کے لوگ جب صبح ہوئی تو دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے دریائے نیل کو جاری کر دیا ہے اور دریائے نیل پانی سے بھرا ہوا ہے اور پہلے سے زیادہ سولہ ہاتھ پانی دریا میں بہہ رہا ہے پھر دریائے نیل کبھی نہیں سوکھا اور آج تک پانی بھرا ہوا ہے اور جاری ہے۔

(تاریخ الخلفاء، ص ۲۰۳، جمال الاولیاء، ص ۷۰)

اے ایمان والو! کیا شان ہے ہمارے بزرگوں کی، کہ ان اللہ والوں کا قبضہ واختیار سمندر و دریاؤں پر بھی نظر آ رہا ہے۔

جب ان کے گدا بھر دیتے ہیں شاہانِ زمانہ کی جھولی
محتاج کا جب یہ عالم ہے مختار کا عالم کیا ہوگا

حضرت عمر فاروق کا قول صادق

ایک دن امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص سے دریافت فرمایا کہ تمہارا نام اور والد کا نام اور پتہ کیا ہے؟ تو اس شخص نے کہا میرا نام جمرہ یعنی چنگاری ہے اور میرے والد کا نام شہاب یعنی شعلہ ہے اور میرے قبیلہ کا نام حرقہ یعنی آگ ہے اور میرے گاؤں کا نام حرہ یعنی گرمی ہے۔ آپ نے پوچھا کہ حرہ یعنی گرمی والا گاؤں کہاں ہے تو اس شخص نے کہا لَظٰی یعنی شعلہ والی جگہ میں۔ یہ سب کچھ سننے کے بعد حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ اے شخص اپنے گھر جا اور گھر والوں کی خبر لے کہ تیرے سب گھر والے آگ میں جل کر مر چکے ہیں اور تیرا گھر جل کر تباہ و برباد ہو چکا ہے۔ وہ شخص گھر گیا تو دیکھا کہ واقعی گھر میں آگ لگی ہوئی ہے اور گھر کے تمام لوگ جل کر مر چکے ہیں۔ (تاریخ الخلفاء ص ۲۰۲)

اللہ اکبر، اللہ اکبر! اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مقام و مرتبہ کو کتنا اونچا اور بلند کیا ہے اس کی حقیقت کا صحیح پتہ تو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے فرش و عرش والے جو کچھ جانتے ہیں وہ بہت ہی مختصر اور کم ہے۔

میرے آقائے نعمت امام اہلسنت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں
خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا

اور جب محبوب اعظم مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے غلام حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو بات فرمادی واقعی میں ویسا ہی نظر آیا۔ جب امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان کی شان کا یہ عالم ہے تو امام الانبیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی زبان نور کی برکت وعظمت کا عالم کیا ہوگا۔

تیرے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی
فقط اشارے میں سب کی نجات ہو کے رہی
جو شب کو کہہ دیا دن ہے تو دن نکل آیا
جو دن کو کہہ دیا شب ہے تو رات ہو کے رہی

درود شریف:

حضرت عمر فاروق کے حکم سے زلزلہ جاتا رہا

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور خلافت ہے اور مدینہ طیبہ میں زلزلہ آیا۔ امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی اور اپنے درہ سے زمین کو مارا اور فرمایا۔

اے زمین تو ٹھہر جا۔ کیا تیرے اوپر عمر، عدل وانصاف نہیں کرتا ہے؟ فوراً زمین ٹھہر گئی اور زلزلہ ختم ہوگیا۔

(جمال الاولیاء، ص ۷۰)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کو کتنا اونچا مقام ومرتبہ عطا فرمایا ہے اور زمین کو محبوب بندوں کے تابع فرمان کردیا ہے۔ دیکھئے کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم سے زمین ٹھہر گئی اور زلزلہ ختم ہوگیا۔

یہ شان وعظمت حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے تو ہمارے پیارے آقا محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شان وعظمت کو کون سمجھ سکتا ہے؟ مولانا حسن رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

اللہ، اللہ کیا شان جلالت تیری
فرش کیا عرش پہ جاری ہے حکومت تیری

حضرت عمر فاروق اور مولیٰ علی

مولائے کائنات حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وصال شریف کے بعد خواب دیکھا کہ میں اپنے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہوں نماز ختم ہوگئی تو میں نے دیکھا کہ ایک شخص کھجور کا طبق لے کر آیا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کیا اور عرض کیا کہ ان کھجوروں کو نمازیوں میں تقسیم فرمادیں۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے کھجور کا طبق لیا اور نمازیوں کے درمیان تقسیم فرمانا شروع کیا۔ حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب میری باری آئی تو میں نے خیال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں عرض کروں کہ میں تین دن سے فاقہ کر رہا ہوں۔ اس لئے مجھے زیادہ کھجوریں عطا ہو جائیں تو بہتر ہوگا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مجھ کو زیادہ حصہ نہیں دیا۔ میں خواب سے بیدار ہوا نماز فجر کے لئے مسجد شریف میں گیا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی۔ نماز کے بعد ایک صاحب کھجور سے بھرا ہوا طبق لے کر آئے اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں پیش کیا اور کہا کہ ان کھجوروں کو نمازیوں میں تقسیم فرمادیجئے۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھجوروں کو نمازیوں کے درمیان تقسیم فرمانا شروع کیا اور جب میری باری آئی تو میں نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا کہ میں تین دن سے بھوکا ہوں اور فاقے سے ہوں۔ اس لئے آپ مجھے زیادہ کھجوریں عطا فرمادیں تو کیا ہی اچھا ہوگا۔ تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ اے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگر رات کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آپ کو زیادہ کھجوریں عطا کئے ہوتے تو میں بھی آپ کو زیادہ کھجوریں دے دیتا۔ حضرت مولیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں میں حیران ہوا کہ میں نے جو کچھ خواب کی حالت میں دیکھا تھا وہ سب حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام نمازیوں کے بیچ مسجد شریف میں بیان فرمادیا۔ (نزہۃ المجالس، ص ۳۶۵)

دلوں کی بات نگاہوں کے درمیان پہونچی
کہاں چراغ جلا اور روشنی کہاں پہونچی

درود شریف:

حضرت عمر فاروق اعظم اور مولیٰ علی کے درمیان تعلق و محبت

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امیر المومنین حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان بڑا گہرا تعلق اور سچی محبت تھی۔ اسی تعلق و محبت کی وجہ سے حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی پیاری بیٹی حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کر دیا تھا۔ اس طرح سے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سُسر ہیں حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے داماد ہیں حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ (البدایہ والنہایہ، ج۷، ص۱۳۹)

حضرات! حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نگاہ و نظر میں حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کس قدر محبوب اور اچھے تھے کہ اپنی پیاری بیٹی کا نکاح ان کے ساتھ کر دیا اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا داماد بنالیا مگر رافضی، شیعہ پر لعنت ہو جو یہ بکتے نظر آتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان بغض و عناد اور دشمنی تھی۔ یہ قول باطل اور سراسر جھوٹ اور گڑھی ہوئی بات ہے اس لئے کہ دشمن و مخالف کو داماد نہیں بنایا جاتا ہے۔

محبت و تعلق کی شاندار مثال: امیر المومنین حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے تین صاحبزادوں کے نام تینوں خلفاء کے نام پر رکھا۔

ایک بیٹے کا نام ابوبکر۔ دوسرے بیٹے کا نام عمر۔ تیسرے بیٹے کا نام عثمان رکھا۔ (البدایہ والنہایہ، ج۷، ص۳۳۲)

حضرت امام حسن کا تعلق و محبت حضرت عمر فاروق کے ساتھ

نواسۂ رسول باغ جنت کے پھول ابن مولیٰ علی و سیدہ فاطمۃ الزہرا حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اپنے ایک بیٹے کا نام ابوبکر اور دوسرے بیٹے کا نام عمر رکھا تھا۔ جو میدان کربلا میں شہید ہوئے۔ (تذکرۃ الاذکیا، ج۲، ص۱۳۵)

حضرات! ہر شخص اپنے بیٹوں کا نام انہیں لوگوں کے نام پر رکھتا ہے جس سے قلبی تعلق اور جگری محبت ہوتی ہے۔

حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنے تینوں بیٹوں کے نام اور حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنے دو صاحبزادوں کے نام حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے نام پر رکھا اس بات کی واضح اور قوی ثبوت ہے کہ ان بزرگوں کے درمیان اچھے تعلقات اور سچی محبت تھی۔

حضرت عمر فاروق کا حاکموں اور گورنروں کا احتساب

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں مختلف ملکوں اور شہروں میں حاکم اور گورنر تھے امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عدل وانصاف کی ہیبت سے ہر وقت لرزہ براندام رہتے تھے۔ ایک مرتبہ تمام حاکموں اور گورنروں کو بلایا اور ان کے تمام اسباب وسامان اور مال ودولت کا جائزہ لیا تو جوتوں کے ایک جوڑے کو چھوڑ کر باقی تمام سامان اور مال بیت المال میں جمع کرادیا۔ مصر کے گورنر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام فرمان بھیجا کہ گورنر ہونے سے پہلے تمہارے پاس جو سامان اور مال تھا اس کو رکھ لو اور اس کے علاوہ تمام سامان اور مال جو تم نے حاصل کیا ہے سب کو بیت المال میں جمع کردو۔

مصر کے حاکم عیاض بن غنم کے بارے میں معلوم ہوا کہ بڑے عیش وعشرت کی زندگی بسر کرتا ہے اور وہ ریشم کے کپڑے پہنتا ہے اور اپنے دربار میں دربان اور خادم رکھتا ہے۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محمد بن مسلمہ کو حکم دیا کہ عیاض بن غنم کو جس حالت میں پاؤ گرفتار کرکے اپنے ساتھ لاؤ! عیاض بن غنم مصر کے حاکم کو گرفتار کرکے امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے حاضر کیا گیا تو امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مصر کے حاکم کو بال کے کمبل کا ایک معمولی کرتا پہنایا اور بکریوں کا ایک ریوڑ اس کو چرانے کے لئے دیا اور امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ انسانوں پر حکومت کرنے کے قابل نہیں ہو۔ جاؤ! اور بکریوں کو چراؤ۔

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گورنروں اور حاکموں سے عہد لیا کرتے تھے کہ کوئی گورنر اور حاکم ترکی گھوڑے پر سوار نہیں ہوگا۔ باریک کپڑا نہیں پہنے گا۔ چھنا ہوا آٹا نہیں کھائے گا۔ دربان اور خادم نہیں رکھے گا اور حاجتمندوں کے لئے ہمہ وقت اپنا دروازہ کھلا ہوا رکھے گا۔ ان شرائط کے خلاف اگر کوئی بات کسی گورنر یا حاکم میں پائی جاتی تو امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کو فوراً معزول فرمادیتے۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۲۰۵)

حضرت عمر فاروق کی درویشی اور سادگی

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے اس قدر عزت وبزرگی کی نعمت اور طاقت وقوت کی دولت سے نوازا تھا کہ پورا عالم اور تمام دنیا آپ کی ہیبت سے کانپتی تھی۔ اس کے باوجود بھی آپ کی درویشی اور

فقیری کی زندگی میں کوئی فرق نہیں آیا۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خوف خدا کا یہ عالم تھا کہ آپ رات و دن خوف الٰہی سے روتے رہتے تھے جس کی وجہ سے آپ کے رخساروں پر آنسوؤں کے نشان پڑ گئے تھے۔

سادگی اور خاکساری کا یہ حال تھا کہ آپ کے پیرہن مبارک میں تین تین پیوند لگے ہوئے دیکھے گئے۔ ابو عثمان نہدی بیان کرتے تھے کہ میں نے امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کپڑے میں چمڑے کا پیوند لگا ہوا دیکھا ہے۔

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر سال حج کے لئے جاتے تھے مگر کبھی امیر المومنین کی حیثیت سے کسی منزل پر خیمہ نہیں لگایا بلکہ کسی درخت پر چادر ڈال کر اس کے سائے میں بیٹھ جاتے تھے۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۲۰۶)

اے ایمان والو! یہ تھے کل کے مومن و مسلمان جو خلافت کی کرسی پر بیٹھ کر اور امیر المومنین ہو کر اس قدر سادگی اور خاکساری کی زندگی بسر کرتے تھے کہ مسجد نبوی کی خالی زمین پر سو جایا کرتے تھے اور مدینہ طیبہ کے باہر تشریف لے جاتے تو خیمہ نہیں لگاتے تھے ایک معمولی کپڑا درخت پر ڈال کر اس کے سائے میں بیٹھتے تھے اور اس کے نیچے زمین پر تلوار کا تکیہ لگا لیتے اور بے خوف سوتے تھے مگر ایک مسلمان آج کے دور میں بھی ہیں جو دولت و نعمت پاتے ہی ہر قسم کے عیش و عشرت کے سامان سے ان کے گھر سجے دھجے نظر آتے ہیں اور ایسا لگتا ہے کہ مرنا نہیں ہے بلکہ یہی دنیا کی زندگی سب کچھ ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔

اے مسلمانو! ایک دن مرنا ضرور ہے اور قبر کی اندھیری کوٹھری میں ضرور بہ ضرور سونا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بخشی ہوئی زندگی کے صبح و شام اللہ تعالیٰ کی امانت ہیں اور امانت کو اللہ و رسول کے حکم کے مطابق صرف کرنا اللہ و رسول جل شانہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خوشی اور رضا کا سبب ہے۔ اس لئے جاگ جاؤ اور آج ہی قبر کی تیاری کر لو۔ قبر کے بستر کا انتظام کر لو۔ قبر کی روشنی مہیا کر لو۔

اللہ و رسول کی خوشی اور رضا قبر کا بستر ہے اور اللہ و رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر پختہ ایمان قبر کی روشنی ہے اور نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور تمام نیک و بھلے کام قبر کا سامان ہیں۔

امیر المومنین حضرت عمر فاروق کی شہادت: امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ یہ دعا کیا کرتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ شَھَادَۃً فِیْ سَبِیْلِکَ وَاجْعَلْ مَوْتِیْ فِیْ بَلَدِ رَسُوْلِکَ یعنی یا اللہ تعالیٰ مجھے اپنی راہ میں شہادت نصیب فرما اور مجھے اپنے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے محبوب شہر مدینہ طیبہ میں موت عطا فرما۔ (بخاری شریف، ج ۱، ص ۲۵۳)

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس دعا پر صحابہ کرام کو تعجب ہوتا تھا کہ شہادت تو میدان جنگ میں تلواروں کے سائے میں ملا کرتی ہے اور امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حال یہ ہے کہ مدینہ طیبہ کے باہر مرنا بھی نہیں چاہتے ہیں اور شہادت کی تمنا اور آرزو بھی رکھتے نظر آتے ہیں۔

مگر سچی بات تو یہ ہے کہ آپ کی اخلاص سے لبریز دعا بارگاہ رب تعالیٰ میں شرف قبول پا چکی تھی کہ آپ کو اپنے محبوب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے محبوب شہر، مدینہ طیبہ میں شہادت نصیب ہوئی تھی۔

ایک مجوسی غلام ابولولو فیروز اپنے مولیٰ حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف ایک مقدمہ لے کر امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت عدالت میں حاضر ہوا۔ امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں فیصلہ دیدیا۔ ابولولو فیروز اس فیصلہ سے ناراض ہوکر امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جانی دشمن ہوگیا اور مجوسی غلام ابولولو فیروز زہر میں بجھا ہوا خنجر لے کر فجر کے وقت امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قریب صف اول میں کھڑا ہوگیا جیسے ہی امیر المومنین نے نماز شروع کی۔ ابولولو فیروز معلون نے آپ کے کندھے اور پہلو پر خنجر سے دو وار کیا۔ امیر المومنین خون میں نہا گئے اور زمین پر گر پڑے۔ ظالم ابو لولو فیروز بھاگنے لگا اور لوگوں نے اس ظالم کو پکڑنا چاہا تو وہ ظالم تیزی سے خنجر چلاتا ہوا بھاگا اور تیرہ لوگوں کو زخمی کردیا جن میں سے چھ کی وفات ہوگئی۔ آخر ایک عراقی نے ابولولو فیروز کے سر پر چادر ڈال کر پکڑ لیا تو اس خبیث نے فوراً ہی خنجر اپنے پیٹ میں مار کر خودکشی کرلی اور مرگیا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز فجر پڑھائی اور لوگ امیر المومنین کو اٹھا کر مکان پر لائے۔ زخم اتنا گہرا تھا کہ لوگ آپ کی زندگی سے ناامید ہوگئے تو امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ اگر کچھ وصیت کرنا چاہیں تو فرمادیجئے

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب سے پہلے یہ دریافت فرمایا کہ میرا قاتل کون ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ مجوسی غلام ابولولو فیروز! آپ نے فرمایا، الحمدللہ! کسی مسلمان کا دامن میرے خون ناحق سے داغدار نہیں ہوا، اور مجھے ایک کافر کے ہاتھ سے شہادت ملی۔ پھر آپ نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ سے فرمایا کہ بتاؤ! ہم پر قرض کتنا ہے؟ حضرت عبداللہ نے بتایا چھیاسی ہزار قرض ہے۔ آپ نے فرمایا یہ قرض میری جائداد سے ادا کردینا ورنہ میرے خاندان بنوعدی سے مدد لے کر میرا قرض ادا کردینا اور اگر پھر بھی میرا قرض ادا نہ ہوسکے تو قریش سے مدد لینا۔

ایک شخص نے آپ کو رائے دی کہ اپنے بیٹے عبداللہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو اپنا خلیفہ مقرر فرمادیں۔ امیر المومنین اس شخص پر اس قدر ناراض ہوئے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ تجھے غارت کرے۔ تم مجھے ایسا غلط مشورہ دیتے ہو۔ جو شخص اپنی بیوی کو صحیح طریقہ سے طلاق دینے کا سلیقہ نہیں رکھتا۔ ایسے شخص کو خلیفہ مقرر کردوں؟

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عثمان، حضرت مولیٰ علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو خلیفہ چننے کے لئے مقرر فرمایا اور فرمایا کہ انہیں چھ لوگوں میں سے کسی کو خلیفہ مقرر کیا جائے اور ان چھ لوگوں کے علاوہ میں کسی کو خلافت کا حقدار نہیں سمجھتا ہوں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن سے میرے آقا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم خوش ہو کر دنیا سے تشریف لے گئے اور میرا بیٹا عبداللہ! رائے مشورہ میں تو شریک رہے گا مگر خلافت سے اس کو کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ اس کے بعد حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا اب تم ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں جاؤ! اور میرا اسلام عرض کرو اور میری تمنا اور آرزو ظاہر کرو کہ عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اپنے دونوں ساتھیوں، دوستوں کے پاس دفن ہونے کی اجازت طلب کرتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ام المومنین رو رہی تھیں لیکن جب امیر المومنین کی تمنا اور درخواست سنی تو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ یہ جگہ تو میں نے اپنے لئے محفوظ کر رکھی تھی مگر اللہ تعالیٰ کی قسم! آج میں امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی ذات پر ترجیح دیتی ہوں۔

حضرت عبداللہ واپس لوٹے اور آکر حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خوش خبری دی کہ ام المومنین نے آپ کو روضہ انور واقدس میں دفن ہونے کی اجازت دیدی ہے تو امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور فرمایا کہ میری زندگی کی یہی سب سے بڑی تمنا اور آرزو تھی جس کی اجازت مجھے مل گئی۔

۲۶ رذی الحجہ ۲۳ھ چہار شنبہ یعنی بدھ کے دن امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ زخمی ہوئے اور تین دن کے بعد دس سال چھ مہینہ چار دن مسند خلافت پر جلوہ افروز رہے اور ۶۳ رسال کی عمر میں وصال فرمایا اور محرم شریف کی ایک تاریخ کو روضۂ انور واقدس میں مدفون ہوئے۔

حضرت صہیب رومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور حضرت عثمان غنی، حضرت مولیٰ علی، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے قبر میں اتارا اور عدل وانصاف اور فضل وکمال

اور امانت ودیانت اور تقویٰ وطہارت کے بادشاہ، مراد مصطفیٰ امیر المومنین خلیفۃ المسلمین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے محبوب نبی، مشفق ومہربان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پاس اور اپنے کریم ساتھی حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قریب ہمیشہ کے لئے آرام سے سو گئے۔ ملخصاً

(الاستیعاب، ج ۳، ص ۲۴۳، البدایہ والنہایہ ج ۷، ص ۱۳۵، تاریخ الخلفاء، ص ۲۱۱)

مشہور محدث امام محمد ابن سعد بیان فرماتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غسل وکفن دیا گیا تو حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے سے کفن کی چادر ہٹائی اور آپ کے چہرے کی زیارت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا! اس وقت روئے زمین پر حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا کسی کا نامہ اعمال نہیں۔ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! میری تمنا یہ ہے کہ میں بھی حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا اچھا نامہ اعمال لے کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جاؤں۔ (طبقات ابن سعد، ج ۳، ص ۵۷)

یا اللہ تعالیٰ! رحمٰن ورحیم رب تعالیٰ! میری جانب سے اور تمام مسلمانوں کی جانب سے اربوں ارب اور کھربوں کھرب بلکہ ان سے زیادہ درود وسلام میرے مشفق ومہربان آقا تیرے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر اور تیرے نبی کے محبوب خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اور تیرے محبوب کے محبوب حضرت ابوبکر کے محبوب و پیارے خلیفہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تا قیامت نازل فرما۔ آمین ثم آمین۔

ان آقاؤں کے کرم کا محتاج

انوار احمد قادری، برکاتی، رضوی

ورق تمام ہوا ، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۱۲ ﴾

ذی الحجہ شریف

چوتھا جمعہ .... پہلا بیان

حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے فضائل وکمالات

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ O اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ O

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ O

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ؗ (پ۲۶ ع۱۲)

ترجمہ: محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل، تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے، سجدے میں گرتے اللہ کا فضل و رضا چاہتے۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

امام اہل سنت مجدد اعظم دین وملت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان وعظمت کو بیان فرماتے ہیں۔

نور کی سرکار سے پایا دو شالہ نور کا

ہو مبارک تم کو ذوالنورین جوڑا نور کا

حضرات! حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر ہمارے نبی خاتم الانبیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تک کسی کے نکاح میں نبی کی دو بیٹیاں نہیں آئیں، لیکن حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں امام الانبیا محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے نکاح میں آئیں، پہلے حضرت رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے نکاح ہوا جب ان کا وصال ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنی دوسری بیٹی حضرت ام کلثوم کو حضرت عثمان غنی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں دیا۔ یہ شرف وفضیلت صرف حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاصل ہے کسی دوسرے صحابی کو حاصل نہیں کہ جن کے نکاح میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی دو بیٹیاں آئی ہوں۔ (ابن ماجہ، ص ۱۱)

حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنی دوسری بیٹی حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے انتقال کے وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا اے عثمان! اگر میری چالیس بیٹیاں بھی ہوتیں تو یکے بعد دیگر میں ان سب کا نکاح تمہارے ساتھ کر دیتا۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۱۰۳)

بیہقی نے اپنی سنن میں لکھا کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر قیامت تک حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ کسی شخص کے نکاح میں کسی نبی کی دو صاحبزادیاں نہیں آئیں اسی لئے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ذوالنورین کہتے ہیں یعنی دو نور والے۔

نور کی سرکار سے پایا دو شالہ نور کا
ہو مبارک تم کو ذوالنورین جوڑا نور کا

درود شریف:

اعلان نبوت ورسالت سے پہلے ہمارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنی بیٹی حضرت رقیہ کا نکاح حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمادیا تھا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بیوی حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ساتھ لیکر حبشہ کو ہجرت فرمائی۔ پھر جب آپ حبشہ سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ واپس تشریف لائے تو حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیمار ہو گئیں، جنگ بدر کے لئے جب ہمارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم روانہ ہونے لگے تو اس وقت حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بیماری بہت شدید ہو چکی تھی اسی سبب سے ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جنگ بدر میں شرکت سے روک دیا تھا تاکہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تیمارداری کریں اور ان کی دیکھ بھال کریں۔ ابھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جنگ بدر سے تشریف نہیں لائے تھے کی حضرت رقیہ کا انتقال ہو گیا اور جس وقت قاصد جنگ بدر کی فتح مبین کا مژدہ لیکر مدینہ طیبہ آیا تو اس وقت حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جنت البقیع قبرستان میں دفن کیا جارہا تھا۔

لیکن اس کے باوجود کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگ بدر میں شریک نہیں ہوئے پھر بھی محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مال غنیمت میں سے ایک مجاہد کے برابر حصہ عطا فرمایا۔ اور جنگ بدر میں شریک ہونے والے صحابہ کے برابر اجر وثواب کی آپ کو بشارت دی۔ اسی لئے حضرت

عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اصحاب بدر میں شمار کئے جاتے ہیں۔ حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے انتقال فرما جانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنی دوسری صاحبزادی حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کر دیا اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بھی وصال ۹ھ میں ہوگیا۔

حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک صاحبزادے حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شکم مبارک سے پیدا ہوئے تھے۔ جن کا نام عبداللہ تھا وہ اپنی ماں کے انتقال کے بعد چھ سال کی عمر پاکر وصال فرما گئے اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے قریبی رشتہ دار اور داماد ہیں اور قریش کے عزت داروں میں آپکا شمار ہے اور اسلام میں سابقین اولین میں سے ہیں۔ (بخاری ج ۱، ص ۵۲۳)

آپ **شیخین کے بعد افضل الناس ہیں**: اور رحمت عالم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے خلیفہ برحق اور جانشیں ہیں اور عشرہ مبشرہ میں شامل ہیں اور حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد اکرم الخلق وافضل الناس ہیں۔

ابن سعد کی روایت ہے جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم غزوہ ذات الرقاع اور غزوہ غطفان میں تشریف لے گئے تو ان دونوں موقعوں پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ طیبہ میں اپنا خلیفہ بنا کر گئے۔ (تاریخ الخلفاء)

نام ونسب: آپکا نام عثمان، کنیت ابوعبداللہ اور لقب ذوالنورین ہے۔

ولادت: حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قریش کے مشہور خاندان میں واقعہ فیل کے چھ سال بعد مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور آپ کے والد کا نام عفان بن العاص بن امیہ بن عبدشمس بن عبدمناف یعنی پانچوی پشت میں آپ کا نسب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے شجرہ نسب سے مل جاتا ہے۔

آپ کی والدہ کا نام اروی بنت کریز ہے جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دادا جان حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حقیقی نواسی ہیں۔ (استیعاب ج ۳، ص ۱۰۳۸)

آپ کا اسلام: حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام کی دعوت دی تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لے آئے۔ آپ قدیم الاسلام ہیں

ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے کے بعد سب سے پہلے مسلمان ہیں۔ (تاریخ الخلفاء)

آپ کی اسلام کے ساتھ سچی وابستگی

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مسلمان ہوئے تو آپ کا پورا خاندان آپ کا دشمن بن گیا اور آپ کا چچا حکم بن ابی العاص تو اس قدر برہم اور ناراض ہوا کہ اس نے آپ کو ایک رسی میں جکڑ کر باندھ دیا اور کہنے لگا کہ جب تک تم اسلام کو چھوڑ نہیں دیتے ہو میں تمہیں ہرگز نہیں چھوڑونگا تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے چچا سے فرمایا: واللہ! اگر تم میرے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کرڈالو گے جب بھی میں مقدس مذہب اسلام کو نہیں چھوڑونگا۔ آپ کا چچا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سچی اور پکی وابستگی اسلام کے ساتھ دیکھ کر رسی کھول دی اور آپ کو آزاد کردیا۔ (سوانح کربلا ص ۳۲)

حضرات! اس نورانی واقعہ سے معلوم ہوا کہ مسلمان اگر اپنے سچے اور پیارے مذہب، اسلام کے ساتھ سچی اور پکی وابستگی رکھے تو اللہ تعالیٰ ایک نہ ایک دن ہر طرح کے غموں اور پریشانیوں سے آزادی نصیب فرمادیتا ہے

آپ کا حلیہ: حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ درمیانی قد کے خوبصورت شخص تھے، ہاتھ لمبے تھے جن پر کافی بال تھے، داڑھی بہت گھنی تھی۔

آپ صاحب الہجرتین ہیں: حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو مرتبہ ہجرت کی۔ ایک مرتبہ ہجرت فرما کر حبشہ تشریف لے گئے اور دوسری مرتبہ ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ تشریف لائے اور اسلام میں سب سے پہلے ہجرت فرمانے والے بھی حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ (تاریخ الخلفاء)

آپ سے فرشتے حیا کرتے ہیں: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنے مکان میں لیٹے ہوئے تھے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ران یا پنڈلی مبارک سے کپڑا ہٹا ہوا تھا، اسی حال میں کہ میرے باپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم لیٹے رہے، اس کے بعد حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے اسی حال میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم لیٹے رہے پھر جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے تو ہمارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اٹھ کر بیٹھ گئے اور اپنے کپڑوں کو درست فرمالیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی

ہیں کہ جب میرے باپ حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس تشریف لے گئے تو میں نے اپنے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے دریافت کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم کیا وجہ ہے کہ جب میرے باپ حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے تو آپ لیٹے رہے لیکن جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے تو آپ اٹھ کر بیٹھ گئے۔

آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے جواب ارشاد فرمایا:

اَلَا اَسْتَحِیْ مِنْ رَّجُلٍ تَسْتَحِیْ مِنْہُ الْمَلَائِکَۃُ ○

یعنی کیا میں اس شخص سے حیا نہ کروں جس شخص سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔ (مسلم شریف، ج ۲، ص ۲۷۷)

سُبْحَانَ اللّٰہِ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام و مرتبہ کتنا بلند و بالا ہے کہ آپ سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں اور خود محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بھی حیا کرتے نظر آتے ہیں۔

عثمان کا ہاتھ نبی کا ہاتھ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مقام حدیبیہ میں بیعت الرضوان کے موقع پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بیعت لے رہے تھے تو اس وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے قاصد و نمائندہ کی حیثیت سے مکہ شریف گئے ہوئے تھے۔ جب سارے صحابہ بیعت کر چکے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ عثمان اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ کے کام سے گئے ہیں اور پھر اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مار کر فرمایا یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے خود بیعت فرمائی۔

عاشق مدینہ حضرت عبد الحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ اس حدیث شریف سے ظاہر اور ثابت ہوتا ہے کہ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے دست اقدس کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ قرار دیا یہ شان و فضیلت ایسی ہے جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ خاص ہے کسی دوسرے صحابی کو حاصل نہیں ہے۔ (اشعۃ اللمعات)

دعوت میں ہر قدم کے بدلے ایک غلام آزاد کیا

ایک مرتبہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اپنے گھر پر کھانے کی

دعوت دی اور جب محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کی طرف تشریف لے چلے تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے قدم مبارک گننے لگے پھر ہر قدم کے بدلے ایک ایک غلام آزاد کیا۔ (جامع المعجزات ،ص ۶۵)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو مرتبہ جنت خریدا

ایک مرتبہ بیر رومہ کی خریداری کے وقت: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہمارے سرکار رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لے گئے تو مدینہ طیبہ میں بیر رومہ کے علاوہ اور کسی کنوئیں کا پانی میٹھا نہ تھا یہ کنواں وادیٔ عقیق کے کنارے ایک باغ میں ہے جو مدینہ طیبہ سے تقریباً چار کلومیٹر کی دوری پر ہے۔اس کنوئیں کا مالک یہودی تھا جو اس کا پانی بیچا کرتا تھا اور مسلمانوں کو پانی کی سخت تکلیف تھی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے کہنے اور ترغیب دلانے سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آدھا کنواں بارہ ہزار درہم میں خرید لیا اور مسلمانوں پر وقف کر دیا اور طے یہ پایا کہ ایک دن مسلمان پانی بھرینگے اور دوسرے دن یہودی۔ مگر جب یہودی نے دیکھا کہ مسلمان ایک دن میں دو دن کا پانی بھر لیتے ہیں اور میرا پانی ہماری مرضی کے مطابق نہیں بکتا ہے تو یہودی پریشان ہو کر آدھا کنواں بھی حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ آٹھ ہزار درہم میں بیچ دیا۔ اس کنوئیں کو آج کی تاریخ میں بیر عثمان کے نام سے جانا جاتا ہے۔ (حاکم)

دوسری مرتبہ جنگ تبوک کے وقت

جنگ تبوک کا واقعہ ایسے وقت میں پیش آیا جب کہ مدینہ طیبہ میں سخت قحط پڑا ہوا تھا اور عام مسلمان بہت زیادہ تنگی اور پریشانی میں مبتلا تھے۔ یہاں تک کہ لوگ درخت کی پتیاں کھا کر زندگی گزار رہے تھے اسی لئے اس جنگ کے لشکر کو جیش عسرہ کہا جاتا ہے یعنی تنگ دستی والا لشکر

حضرت عبدالرحمن بن خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ بیان فرماتے ہیں کہ میں محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں اس وقت موجود تھا جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جیش عسرہ کی مدد کے لئے صحابہ کرام کو جوش دلا رہے تھے۔اس وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پر جوش تقریر سن کر کھڑے ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میں سو اونٹ تمام ساز و سامان کے ساتھ راہ

خدا میں پیش کرتا ہوں۔ اس کے بعد پھر محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے درمیان جوش و جذبہ دلانے والی تقریر فرمائی اور مدد و تعاون کی طرف توجہ دلائی تو پھر دوسری مرتبہ بھی حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میں دو سو اونٹ ساز و سامان کے ساتھ راہ خدا میں پیش کرتا ہوں اس کے بعد پھر تیسری مرتبہ اللہ کے حبیب امت کے طبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے جنگی ساز و سامان کے حصول کے لئے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو رغبت دلانے کے لئے خطاب فرمایا تو پھر تیسری بار حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میں تین سو اونٹ مکمل جنگی سامان کے ساتھ راہ خدا میں حاضر کرتا ہوں۔

حضرت عبدالرحمن بن خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے دیکھا کہ محبوب خدا نبی رحمت و برکت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم منبر شریف سے اترتے جاتے تھے اور فرما رہے تھے:

مَا عَلٰی عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هٰذِهٖ

مَا عَلٰی عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هٰذِهٖ

یعنی اب عثمان کو اس کے بعد کوئی عمل نقصان نہیں پہنچا سکتا ہے یعنی اب عثمان کو اس کے بعد کوئی عمل نقصان نہیں پہنچا سکتا ہے۔

مراد یہ ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قربانی اور ایثار کا یہ عمل جو انہوں نے اپنے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ایماء و اشارہ پر راہ خدا میں کیا ہے وہ اتنا مقبول اور محبوب ہو چکا ہے کہ اب اور کوئی نفل عبادت نہ کریں تب بھی ان کے درجات کی بلندی کے لئے کافی ہے اور اس مقبول و محبوب عمل کے بعد ان کے لئے کسی نقصان کا کوئی خطرہ باقی نہیں رہا۔ (ترمذی شریف، ج ۲، ص ۲۱۱، مشکوٰۃ شریف، ص ۵۶۱)

ایک اور روایت تفسیر خازن اور معالم التنزیل میں اس طرح ہے کہ جنگ تبوک کے وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ہزار اونٹ جنگی ساز و سامان کے ساتھ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا تھا اور ایک ہزار دینار اپنے کرتے کی آستین میں چھپا کر لائے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دامن میں ڈال دیا اور حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صدقہ کے چار ہزار درہم خدمت اقدس میں پیش کئے تو ان دونوں حضرات کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ثُمَّ لَا یُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًی لَّھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ○ (پ۳،ع۴)

یعنی جو لوگ کہ اپنے مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، پھر دینے کے بعد نہ احسان رکھتے ہیں اور نہ تکلیف دیتے ہیں تو ان کا اجر و ثواب ان کے رب کے پاس ہے اور نہ ان پر کوئی خوف طاری ہوگا اور نہ وہ غمگین ہونگے۔ (پارہ۳،ع۴)

تفسیر خزائن العرفان میں حضرت صدر الافاضل سید نعیم الدین مراد آبادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تحریر فرمایا ہے کہ یہ آیت مبارکہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں نازل ہوئی۔

درود شریف:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سخاوت

حضرت علامہ اسمٰعیل حقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ مدینہ طیبہ میں ایک منافق کی جگہ میں ایک درخت تھا اور وہ درخت ایک انصاری کے مکان پر جھکا ہوا تھا جس کا پھل انصاری صحابی کے مکان میں گرتا تھا۔ انصاری صحابی نے اپنے آقا رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں اس منافق کے درخت کا پھل گرنے کا ذکر کیا۔ اس وقت اس منافق مسلمان کا نفاق ظاہر نہیں ہوا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس منافق مسلمان سے فرمایا کہ تم اپنا درخت انصاری صحابی کے ہاتھ بیچ ڈالو۔ اس کے بدلے تمہیں جنت کا درخت ملے گا۔ مگر منافق مسلمان نے درخت بیچنے سے انکار کر دیا۔ جب اس واقعہ کی خبر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہوئی کہ منافق مسلمان نے ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے فرمان کو منظور نہیں کیا اور درخت بیچنے سے انکار کر دیا ہے تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک درخت کے بدلے میں پورا باغ دیکر درخت کو اس منافق مسلمان سے خرید لیا اور انصاری صحابی کو دیدیا۔ اس پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف اور منافق مسلمان کی ذلت و برائی میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ سَیَذَّکَّرُ مَنْ یَّخْشٰی وَیَتَجَنَّبُھَا الْاَشْقَی الَّذِیْ یَصْلَی النَّارَ الْکُبْرٰی ○ یعنی عنقریب نصیحت مانے گا جو ڈرتا ہے اور اس سے وہ بڑا بدبخت دور رہے گا جو سب سے بڑی آگ میں جائے گا۔ (پ۳۰،رکوع۱۳)

اس آیت کریمہ میں مَنْ یَّخْشٰی سے مراد حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ اور اَلْاَشْقٰی سے مراد اس درخت کا مالک منافق مسلمان ہے۔ (تفسیر روح البیان، ج ۱۰، ص ۴۰۸)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنتی ہیں

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ طیبہ کے ایک باغ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ تھا کہ ایک صاحب آئے اور باغ کا دروازہ کھولنے کے لئے کہا تو رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اِفْتَحْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ یعنی دروازہ کھول دو اور آنے والے شخص کو جنت کی بشارت دیدو۔ میں نے باغ کا دروازہ کھولا تو دیکھا کہ وہ شخص حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ میں نے ان کو جنت کی خوشخبری سنادی۔ اس پر حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور اسکی حمد وثنا کی پھر ایک صاحب آئے اور دروازہ کھولنے کے لئے کہا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان کے بارے میں بھی فرمایا:

اِفْتَحْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ یعنی ان کے لئے بھی دروازہ کھول دو اور ان کو بھی جنت کی خوشخبری سنادو۔ میں نے دروازہ کھولا تو دیکھا کہ وہ شخص حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ میں نے ان کو بھی جنت کی بشارت دی، تو انہوں نے بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور اس کی حمد وثنا کی۔

پھر ایک تیسرے شخص آئے اور دروازہ کھولنے کے لئے کہا تو آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مجھ سے فرمایا:

اِفْتَحْ لَهٗ وَبَشِّرْ بِالْجَنَّةِ عَلٰی بَلْوٰی تُصِیْبُهٗ یعنی دروازہ کھول دو اور ان کو مصیبتوں پر جو ان کو پہونچیں گی جنت کی بشارت دیدو۔

حضرت موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے تیسری مرتبہ جب دروازہ کھولا تو دیکھا کہ آنے والے شخص حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ارشاد کے مطابق حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جنت کی بشارت دی اور ان کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے فرمان ذی شان سے آگاہ کیا تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور اس کی حمد وثنا کی اور فرمایا: اَللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ یعنی آنے والی مصیبتوں پر اللہ تعالیٰ معین ومددگار ہے۔ (بخاری شریف، مسلم شریف، ج ۲، ص ۲۷۷، ترمذی، ج ۲، ص ۲۱۲)

اُحد پہاڑ کا زلزلہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آفتاب نبوت، ماہتاب رسالت

صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق اکبر، حضرت عمر فاروق اعظم اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اُحد پہاڑ پر جلوہ افروز تھے کہ یکا یک اُحد پہاڑ ہلنے لگا تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اُحد پہاڑ کو قدم مبارک سے مارا اور فرمایا فَاِنَّمَا عَلَیْکَ نَبِیٌّ وَصِدِّیْقٌ وَشَہِیْدَانِ ٥ یعنی اے اُحد پہاڑ تو ٹھہر جا کہ تجھ پر ایک نبی اور ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔ (صحیح بخاری، ج ۱، ص ۵۲۳، مصنف عبدالرزاق، ج ۱۱، ص ۲۲۹)

عاشق مدینہ امام اہلسنت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

ایک ٹھوکر میں اُحد کا زلزلہ جاتا رہا رکھتی ہیں کتنا وقار اللہ اکبر ایڑیاں

اے ایمان والو! اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ آقائے کائنات مختار دو عالم، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی حکومت پہاڑوں پر بھی جاری اور ساری ہے۔

خوب فرمایا میرے آقائے نعمت حضور اعلیٰ حضرت پیارے رضا، اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

وہ زبان جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

اور دوسرا مسئلہ یہ بھی ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی دین وعطا سے ہمارے پیارے آقا محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم غیب کے جاننے والے ہیں جبھی تو برسوں بعد شہید ہونے والے حضرت عمر فاروق اعظم اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ان کے روبرو شہادت کی خبر دی اور یہ دونوں حضرات شہید کئے گئے۔

امام اہلسنت حضور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروروں درود

درود شریف:

عثمان ہدایت پر ہوں گے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے آنے والے وقتوں میں ہونے والے فتنوں کا ذکر کیا تو اتنے میں ایک صاحب سر پر کپڑا ڈالے ہوئے ادھر سے گزر رہے تھے تو

آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا یہ شخص اس دن ہدایت پر ہوگا۔ گزرنے والے شخص کے بارے میں معلوم کیا گیا تو وہ شخص حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا یہ شخص ہدایت پر ہوگا اس فتنہ میں ظلم سے قتل کیا جائے گا۔ (ترمذی شریف، ج ۲، ص ۲۱۱، ابن ماجہ شریف، ص ۱۱)

نبی کے ساتھی جنت میں عثمان غنی ہیں

حضرت طلحہ ابن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

لِكُلِّ نَبِيٍّ رَفِيْقٌ وَرَفِيْقِيْ يَعْنِيْ فِي الْجَنَّةِ عُثْمَانُ یعنی ہر نبی کا کوئی ساتھی ہوتا ہے اور میرے ساتھی یعنی جنت میں عثمان ہیں (مشکوۃ، ص ۵۶۱، ترمذی ج ۲، ص ۲۱۰، ابن ماجہ، ص ۱۱)

عثمان کا دشمن نبی کا دشمن: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے مالک و مختار نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں ایک جنازہ لایا گیا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس میت کی نماز جنازہ پڑھا دیں مگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس میت کی نماز جنازہ نہیں پڑھی تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا۔

مَارَأَيْنَاكَ تَرَكْتَ الصَّلٰوةَ عَلٰى اَحَدٍ قَبْلَ هٰذَا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم! ہم نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو کسی کی نماز جنازہ چھوڑتے نہیں دیکھا۔

تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّهٗ كَانَ يُبْغِضُ عُثْمَانَ بے شک یہ شخص عثمان سے بغض رکھتا تھا۔ (ترمذی شریف، ج ۲، ص ۲۱۲)

حضرت عثمان غنی بروز قیامت ستر ہزار گناہگاروں کی بخشش کرائیں گے

اللہ کے حبیب ہم گنہگاروں کے طبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جب عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) شہید ہوں گے تو آسمانوں کے فرشتے ان کی نماز جنازہ میں شریک ہوں گے اور عثمان غنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) قیامت کے دن ایسے ستر ہزار گنہگاروں کی بخشش کرا کے جنت میں داخل کرائیں گے جن پر جہنم واجب ہو چکی تھی۔ (نورالابصار، ص ۳۳۲)

حضرت عثمان غنی صحابہ کرام میں سب سے زیادہ مالدار تھے: حضرت امیر خسرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے راحت المحبین میں جو آپ کے پیر و مرشد حضرت نظام الدین اولیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ملفوظات کا مجموعہ ہے، تحریر فرمایا ہے کہ میرے شیخ حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابہ کرام علیہم

الرضوان میں سب سے زیادہ مال و دولت والے تھے اور آپ بے دریغ مال و دولت کو ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے اشارے پر راہ خدا میں خرچ کیا کرتے تھے۔ چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مشفق و مہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں عرض کیا کہ مال و دولت سے تنگ آ گیا ہوں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم دعا فرمائیں کہ میرے مال و دولت میں کمی ہو جائے، کیونکہ مال و دولت کی کثرت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی عبادت واطاعت میں خلل واقع ہو رہا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے دعا کرنے کا ارادہ فرمایا ہی تھا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کا فرمان سنایا کہ اے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مال و دولت کے کمی کی دعا نہ فرمایئے گا، کیونکہ عثمان غنی ہمارے راہ میں مال و دولت خرچ کرتے ہیں اور ہم عثمان غنی کے مال و دولت کو کم نہیں ہونے دینگے بلکہ مزید بڑھاتے رہیں گے۔ (راحت المحبین، امیر خسرو)

حضرت عثمان غنی کا اتباع رسول: ایک مرتبہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وضو فرمایا اور وضو کے بعد مسکرانے لگے، لوگوں نے مسکرانے کی وجہ معلوم کی تو آپ نے فرمایا کہ ایک دفعہ میں نے وضو کے بعد اپنے رحیم و کریم نبی صلی اللہ تعالیٰ عنہ والہ وسلم کو مسکراتے ہوئے دیکھا تھا تو میں نے بھی مسکرا دیا۔ ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم وضو کے بعد مسکرائے تو اس وقت مسکرانا تو سنت تھی تو اپنے محبوب کی اتباع اور محبت میں ہم بھی مسکرا دیئے۔

حضرت عثمان غنی نے ایک مرتبہ کعبہ کا طواف تک نہیں کیا

جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا قاصد بنا کر مکہ مکرمہ میں کفار و مشرکین سے گفتگو کرنے کے لئے بھیجا تو کفار مکہ نے آپ سے کہا کہ آپ خانہ کعبہ کا طواف اور صفا و مروہ کی سعی کر کے اپنا عمرہ ادا کر لیں مگر ہم مکہ والے آپ کے نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کو ہرگز ہرگز کعبہ کے قریب نہیں آنے دیں گے تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کفار مکہ کو جواب دیا کہ اے مکہ والو! بھلا میری یہ مجال ہے کہ میں بغیر محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو ساتھ لئے خدائے تعالیٰ کے گھر کا طواف کر لوں، یہ مجھ سے ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتا۔ (نزہۃ المجالس: ج ۲، ص ۴۰۲)

نسبت و تعلق کا احترام: حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس دن سے اپنے محبوب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے بیعت کی تھی اس روز سے دم آخر تک اپنا داہنا ہاتھ کو کبھی اپنی شرمگاہ کو نہیں لگایا۔ (سوانح کربلا: ص ۳۷)

حضرات! حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے محبوب آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نسبت وتعلق کا احترام کس درجہ کرتے نظر آتے ہیں ان کی زندگی کا ایک اور نورانی واقعہ ملاحظہ فرمائیے۔

امام اہل سنت مجدد دین وملت پیارے رضا، اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ (مسجد نبوی شریف میں) منبر کے تین زینے تھے علاوہ اوپر کے تختے کے جس پر بیٹھتے ہیں، حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم درجہ بالا پر خطبہ فرمایا کرتے، صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوسرے (زینے) پر خطبہ پڑھا فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تیسرے (زینے) پر (خطبہ پڑھا) جب زمانہ ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آیا پھر اول پر خطبہ فرمایا، سبب پوچھا گیا تو فرمایا اگر دوسرے پر پڑھتا تو لوگ گمان کرتے کہ میں صدیق اکبر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا ہمسر ہوں اور تیسرے پر پڑھتا تو وہم ہوتا کہ فاروق اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے برابر ہوں۔ لہٰذا وہاں (پر خطبہ) پڑھا جہاں یہ احتمال متصور ہی نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج۳ ص۷۰۰)

اے ایمان والو! حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے عظیم الشان صحابی اور خلیفہ کا یہ ایمان وعقیدہ تھا کہ میں امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ہمسر اور برابر نہیں ہوں تو محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اپنا جیسا اور اپنا بڑا بھائی خیال کریں یہ محال وغیر ممکن ہے۔

مگر وہابی، دیوبندی، منافق مسلمان کا ایمان وعقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہمارے بڑے بھائی اور ہمارے جیسے ایک بشر ہیں۔ وہابی دیوبندی کے پیشوا مولوی اسمٰعیل دہلوی لکھتے ہیں

وہابیوں، دیوبندیوں کا عقیدہ

اولیا وانبیا وامام زادہ وامام، پیر وشہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندۂ عاجز اور ہمارے بھائی مگر اللہ نے ان کو بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے۔ (تقویۃ الایمان ص۱۴۳)

اے ایمان والو! حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی کا ایمان وعقیدہ، اور منافق مسلمان دیوبندی وہابی کا ایمان وعقیدہ،

دونوں آپ کے سامنے ہے۔ فیصلہ آپ کو کرنا ہے کہ جنت میں جانا ہے یا جہنم میں۔ حدیث شریف سے ثابت ہے کہ صحابہ کا راستہ جنت کا راستہ ہے اور منافق مسلمان یعنی دیوبندی اور وہابی کا راستہ دوزخ کا راستہ ہے۔

سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

تیرے غلاموں کا نقش قدم ہے راہ خدا
وہ کیا بہک سکے جو یہ سراغ لے کے چلے
لحد میں عشق رخ شہ کا داغ لے کے چلے
اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے

درود شریف:

حضرت عثمان غنی کا جذبہ عشق: جب باغیوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان کو گھیر لیا اس وقت آپ سے باغیوں کے مقابلے کے لئے عرض کیا گیا تو آپ نے مقابلہ کرنے سے انکار کر دیا جب کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طاقت وقوت باغیوں کے مقابلہ میں بہت زیادہ تھی۔ آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ آپ باغیوں سے مقابہ کرنے کی اجازت بھی نہیں دیتے ہیں تو آپ مدینہ طیبہ سے مکہ مکرمہ یا اور کسی مقام پر تشریف لے جائیں، تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ طیبہ سے دور کسی اور شہر میں جانا منظور نہ فرمایا اور آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں مدینہ طیبہ میں اپنے محبوب و مشفق آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا قرب و جوار چھوڑنے کی تاب وطاقت نہیں رکھتا۔ (سوانح کربلا: ص ۳۷)

اے عشق تیرے صدق جلنے سے چھٹے ستے
جو آگ بجھا دیگی وہ آگ لگائی ہے
دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

ہر جمعہ کے دن غلام آزاد فرماتے: حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس دن اسلام میں داخل ہوئے اس روز سے وصال شریف تک کوئی جمعہ ایسا نہیں گزرا کہ آپ نے کوئی غلام آزاد نہ کیا ہو۔ (سوانح کربلا: ص ۳۷)

حضرت عثمان غنی کی کرامتیں: (۱) عاشق رسول حضرت علامہ امام یوسف بن اسمٰعیل نبہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنی آنکھوں کا غلط استعمال کیا۔ غیر عورت کی طرف دیکھا پھر وہ شخص حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تم لوگ ہمارے پاس اس حال میں آتے ہو کہ تمہاری آنکھوں میں زنا کے اثرات ہوتے ہیں۔ وہ شخص غصہ میں آکر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سے کہنے لگا، کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بعد بھی وحی کا سلسلہ جاری ہے؟ آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ میری آنکھوں میں زنا کے اثرات ہیں، تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھ پر وحی تو نہیں آتی ہے مگر میں نے جو کچھ دیکھا ہے وہ حق اور سچ ہے اور یہ سب کچھ جو میں نے دیکھا ہے اپنے ایمان کے نور سے دیکھا ہے۔

(جامع کرامات: ج ۱،ص ۱۵۰، کرامات صحابہ بحوالہ حجۃ اللہ علی العالمین: ج ۲،ص ۸۶۲)

حدیث شریف: اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ ۝

مومن کی فراست و دانائی سے ڈرو کہ بے شک وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے۔

(۲) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جہجاہ غفاری نام کا بد بخت شخص مسجد نبوی شریف میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آکر کھڑا ہو گیا اس وقت آپ منبر پر خطبہ دے رہے تھے۔ اس بد بخت شخص نے امیر المومنین کے ہاتھ سے آپ کا عصا شریف لے کر اپنے ران پر مار کر توڑ دیا، آپ بہت حلیم اور باحیا تھے، اس شخص سے کوئی مواخذہ نہ فرمایا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس بد بخت شخص کو اس کی بے ادبی اور گستاخی کی یہ سزا دی کہ اس شخص کے ہاتھ اور پاؤں میں کینسر کا مرض ہو گیا اور اس کا پورا جسم سڑ گیا اور وہ بد بخت سال کے اندر ہی مر گیا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین: ج ۲،ص ۸۶۲، کرامات صحابہ: ص ۵۲)

اے ایمان والو! آپ حضرات نے دیکھ لیا کہ اللہ والوں کی بے ادبی اور گستاخی کرنے والا شخص کینسر جیسے مہلک بیماری میں مبتلا نظر آرہا ہے۔ یہ ہے اللہ والوں کی بے ادبی اور گستاخی کا انجام۔

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب اور نیک بندوں کی بے ادبی و گستاخی سے محفوظ رکھے۔ آمین ثم آمین

حضرت عثمان غنی مستجاب الدعوات تھے: حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت ابو قلابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ میں ملک شام کے سفر میں تھا کہ اچانک میں نے ایک شخص کی آہ و بکا کی آواز سنی وہ شخص کہہ رہا تھا یَا وَيْلَاهُ النَّارُ یعنی ہائے افسوس میرے لئے جہنم ہے۔ میں اس شخص کے پاس گیا تو دیکھا کہ اس شخص کے دونوں ہاتھ اور دونوں پیر کٹے ہوئے ہیں اور دونوں آنکھوں سے اندھا ہے اور اپنے منہ کے بل زمین پر اوندھا پڑا ہوا ہے اور بار بار یہی کہہ رہا، ہائے افسوس میرے لئے جہنم ہے۔ میں نے اس شخص کا حال معلوم کیا تو اس شخص نے مجھ سے بتایا کہ میں آزاد لوگوں میں ہوں جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان میں حملہ کر کے داخل ہوا اور آپ کو قتل کے ارادہ سے قریب ہوا تو آپ کی بیوی صاحبہ نے شور مچایا تو میں نے ان کو ایک تھپڑ مارا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ کیا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تیرے دونوں ہاتھ اور دونوں پیر کاٹے اور تیری دونوں آنکھیں اندھی

کردے اور تجھے آگ میں ڈالے تو میں گھبرا کر بھاگ گیا۔ پھر میرا حال جو ہوا وہ آپ کے سامنے ہے اور ان کی دعا کی آخری چیز باقی ہے۔ حضرت ابو قلابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بدبخت شخص سے فرمایا تو ہلاک و برباد ہو جائے۔

حضرات! یہ روایت حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مستجاب الدعوات ہونے کی شان ظاہر کرتی ہے۔

(کرامات صحابہ، ص ۵۳، ازالۃ الخفا، ص ۲۲۷)

حضرت عثمان غنی کے باغیوں کا بُرا انجام

ابن ابی حبیب سے روایت ہے کہ مجھے خبر ملی ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حملہ کیا اور آپ کے قتل ناحق میں شریک ہوئے تھے وہ سب کے سب خطرناک امراض میں مبتلا ہوئے اور ان میں سے اکثر پاگل ہو کر مرے۔ (الصواعق المحرقۃ، ازالۃ الخفا، سوانح کربلا، ص ۷۳، کرامات صحابہ، ص ۵۳)

آپ کی خلافت: حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشرف بہ اسلام ہونے کے وقت سے شہید ہونے تک اللہ تعالیٰ اور محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے سچی وابستگی اور محبت اور آپ کے اسلامی کارنامے قابل ذکر ہیں اور صبح قیامت تک یاد کئے جاتے رہیں گے۔ جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسند خلافت پر رونق افروز ہوئے تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مدفون ہونے کے بعد تیسرے دن ہی وہ چھ اکابر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافت کا معاملہ سپرد کیا تھا۔ وہ سب جمع ہوئے اور سب صحابہ کرام نے بالاتفاق حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر المومنین اور خلیفہ منتخب فرمایا اور آپ کے دست حق پرست پر بیعت کی۔ اور آپ کے دور خلافت میں بھی اسلامی فتوحات کا دائرہ بہت زیادہ وسیع ہوا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے پہلے سال ہی ۲۴ھ میں ملک "رے" جو فتح ہونے کے بعد اسلامی حکومت کے قبضہ سے نکل گیا تھا۔ دوبارہ اس کو آپ نے فتح کیا

۲۶ھ میں امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچھ مکانات خرید کر مکہ مکرمہ کی مسجد حرام کو توسیع کیا اور اسی سال سابور کا قلعہ فتح ہوا۔

۲۷ھ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم سے ملک شام کے گورنر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بحری بیڑہ تیار کر کے سمندری جہاز شروع کیا اور قبرص پر حملہ کر کے اس جزیرہ کو فتح کیا اور اسی سال ارجان اور "دار بجرد" پر بھی قبضہ ہوا۔ اور اسی سال حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مصر کے گورنر حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کو معزول کر کے ان کی جگہ عبداللہ ابن ابی سرح کو گورنر مقرر فرمایا۔ اور اسی سال افریقہ کے پہاڑی اور جنگلی اور اس کے دوسرے علاقوں کو فتح کر کے اسلامی سلطنت میں شامل کر لیا گیا اور اس فتح میں کثیر مال غنیمت حاصل ہوا کہ ہر سپاہی کو ایک ایک ہزار دینار اور بعض کا قول ہے کہ تین تین ہزار دینار سب کو حصہ ملا۔

۲۹ھ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد نبوی شریف کو وسیع کیا اور نقش ونگار والے پتھروں سے مسجد نبوی شریف کی دیواروں اور ستونوں کی تعمیر فرمائی اور مسجد نبوی شریف کی چھت کو ساگون کی لکڑی سے مزین فرمایا اور مسجد نبوی شریف کی لمبائی ایک سو ساٹھ گز اور چوڑائی ایک سو پچاس گز کر دی اور اسی سال اصطخ وغیرہ بہت سے ملک فتح ہوئے۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۱۰۶)

سنہ ۳۰ھ سے ۳۵ھ تک خراسان کے اکثر شہر اور نیشاپور، طوس، سرخس وغیرہ ممالک فتح ہوئے۔ ان فتوحات سے اس قدر مال کثیر دار الخلافت مدینہ طیبہ میں آیا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان مالوں کی حفاظت کے لئے کچھ محفوظ خزانے بنوانے پڑے اور آپ نے اسلامی فوج میں اس قدر مال و دولت تقسیم فرمایا کہ ہر سپاہی دولت مند ہو گیا۔

سنہ ۳۵ھ میں آپ کو شہید کر دیا گیا جس سے اسلام کے عروج و ترقی میں بہت بڑا رخنہ پڑ گیا۔ اسی وقت سے اسلامی سلطنت میں بے شمار اختلاف و انتشار پیدا ہو گیا جس سے اسلامی سلطنت کی بنیادیں کمزور ہو کر ہل گئیں۔

(تاریخ الخلفاء، ۱۰۶)

آپ کی شہادت: امیر المومنین حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت اسلام کی تاریخ میں دردناک حادثہ ہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارہ سال تک مسند خلافت کو زینت بخشی۔

خلافت کے شروع کے چھ سالوں میں تو کسی شخص کو بھی آپ سے کوئی شکایت نہیں ہوئی بلکہ قریش میں حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی زیادہ محبوب و مقبول تھے۔ مگر چھ سال کے بعد کچھ وجوہات کے سبب آپ کی مقبولیت و محبوبیت میں کچھ کمی آئی۔

اسی زمانے میں عبداللہ بن ابی سرح کو آپ نے مصر کا گورنر مقرر فرما دیا تھا۔ اس نے مصر میں ظالمانہ حرکتیں شروع کیں یہاں تک کہ مصر کے کچھ لوگ اس کے بدافعالی کی شکایت کو لے کر دربار خلافت میں حاضر ہوئے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عبداللہ بن ابی سرح کو زجر و ملامت کا فرمان بھیجا مگر پھر بھی وہ اپنی بے ہودہ حرکتوں سے باز نہیں آیا بلکہ اس ظالم نے شکایت کرنے والے مصریوں کو بلا کر قتل کر دیا۔ اس قتل و غارت کے واقعہ نے مصر والوں کے دلوں کو بے چین و بے قرار کر دیا۔ اور سات سو آدمیوں کا قافلہ مصر سے مدینہ طیبہ آیا اور اکابر صحابہ

سے اس غلام کی حرکتوں کو بیان کیا اور اس کی شکایت کی۔ حضرت طلحہ، ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ان کے علاوہ بڑے بڑے صحابہ نے امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کی اور ساری داستانیں سنائیں اور مصر کے لئے دوسرا گورنر مقرر کرنے کا مشورہ دیا اور امیر المومنین کو آمادہ بھی کرلیا۔

امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مصر کے لوگ اپنی پسند سے گورنر کا انتخاب کرلیں میں ان کے منتخب شخص کو گورنر مقرر کردوں گا۔

چنانچہ مصر کے لوگوں نے محمد بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو منتخب کرلیا اور امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی گورنری کا پروانہ لکھ دیا اور عبداللہ بن ابی سرح کو مصر کی گورنری سے معزولی کا حکمنامہ بھی تحریر فرمادیا۔

محمد بن ابوبکر سات سو مصریوں اور کچھ انصار و مہاجرین کو لیکر مصر کے لئے روانہ ہو گئے۔

محمد بن ابوبکر کا قافلہ مدینہ طیبہ سے تیسری منزل پر ہی پہونچا تھا کہ ایک حبشی غلام اپنی سانڈنی پر سوار بڑی تیزی سے جاتا ہوا نظر آیا۔ قافلہ والوں کو اس حبشی شخص پر شک ہوا تو لوگوں نے اس کو پکڑ لیا اور جب اس کی تلاشی لی گئی تو اس کی سوکھی مشکیزہ میں ایک خط ملا جو امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے مصر کے گورنر عبداللہ بن ابی سرح کے نام تھا اور اس خط کا مضمون یہ تھا کہ جس وقت محمد بن ابوبکر اور فلاں۔ فلاں شخص تمہارے پاس پہونچیں تم فوراً ان لوگوں کو قتل کر دینا اور تم اپنے منصب پر برقرار رہنا۔

اس خط کو پڑھنے کے بعد سارے لوگ حیران رہ گئے اور سبھی لوگ جو محمد بن ابوبکر کے ساتھ تھے واپس مدینہ طیبہ لوٹ آئے اور حضرت مولیٰ علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور اکابر صحابہ کو جمع کیا اور یہ خط دکھایا۔ سب کے سامنے خط پڑھا گیا اور حبشی غلام کا واقعہ بتایا گیا اس پر سارے لوگ سخت ناراض ہوئے اور تمام صحابہ غیض وغضب میں بھرے ہوئے اپنے گھروں کو چلے گئے۔ مگر محمد بن ابوبکر اپنے قبیلہ بنو تیم اور مصریوں کو لیکر امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان کو گھیر لیا۔ حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ صورت دیکھی تو اپنے ساتھ بہت سے صحابہ کو لیکر اور وہ خط حبشی، غلام اور اونٹنی کے ساتھ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں تشریف لائے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ یہ غلام آپ کا ہے؟ امیر المومنین نے فرمایا کہ ہاں! پھر اونٹنی کے بارے میں پوچھا کہ کیا یہ اونٹنی آپ کی ہے؟ امیر المومنین نے فرمایا ہاں یہ اونٹنی میری ہے پھر خط پیش کیا گیا اور دریافت کیا گیا کہ یہ خط آپ ہی کا ہے؟

امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ خط نہ میں نے لکھا ہے۔

نہ کسی کو اس کے لکھنے کا حکم دیا ہے نہ مجھے اس کے بارے میں معلوم ہے۔ پھر خط پر جو مہر لگی تھی اس کے بارے میں سوال کیا گیا کہ یہ مُہر کس کی ہے؟ تو امیر المومنین نے مُہر دیکھ کر فرمایا کہ ہاں مُہر میری ہی ہے۔ مگر مُہر کس نے لگائی مجھے معلوم نہیں ہے۔ امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان سن کر حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ غلام آپ کا۔ اونٹنی آپ کی۔ مُہر آپ کی مگر آپ کو کچھ بھی نہیں معلوم کہ خط کس نے لکھا؟ امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر فرمایا کہ واللہ نہ میں نے اس خط کو لکھا نہ کسی سے لکھوایا۔ نہ اس کے بارے میں مجھے کچھ معلوم ہے نہ میں نے اس غلام کو مصر کی طرف بھیجا۔

امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قسم کھانے کو سن کر سب کو یقین ہو گیا کہ امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دامن اس گناہ سے پاک وصاف ہے اور ہر شخص کو اس بات کا یقین ہو گیا کہ یہ ساری شرارت ظالم مروان کی ہے جو امیر المومنین کا منشی ہے اور مروان بڑا ہی شریر اور مکار ہے۔ اسی بدبخت وخبیث مروان کے پاس امیر المومنین کی مہر رہتی ہے اور بدبخت مروان نے ہی یہ خط لکھا ہے اور امیر المومنین کی مُہر لگا دی ہے۔

چنانچہ ہر شخص یہ مطالبہ کرنے لگا کہ بدبخت مروان ہی اس عظیم جُرم کا مجرم ہے اس لئے آپ مروان کو ہمارے حوالہ کر دیں اگر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مروان خبیث کو لوگوں کے حوالے کر دیا ہوتا تو سارا فتنہ وفساد ختم ہو جاتا اور کوئی شخص حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف نہیں ہوتا۔

مگر امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سوچا کہ مروان خبیث۔ خاندان بنوامیہ کا آدمی ہے اور مملکت اسلامی کے اکثر گورنر خاندان بنوامیہ ہی کے ہیں اگر میں مروان کو ان لوگوں کے حوالے کر دیتا ہوں تو یہ لوگ اس کو قتل کر ڈالیں گے۔ پھر پورا خاندان بنوامیہ بدلہ لینے کے لئے تیار ہو جائیں گے اور مسلمانوں کے آپس میں بہت بڑی جنگ شروع ہو جائے گی اسی لئے آپ نے مروان کو ان لوگوں کے سپرد کرنے سے انکار کر دیا۔

بس اسی بات پر مصر کے لوگ اس قدر غصہ میں آئے کہ امیر المومنین کے مکان کا محاصرہ کر لیا اور پانی کو بھی بند کر دیا۔

ایک دن حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سخت پیاسے ہو گئے تو آپ نے مکان کے اوپر سے جھانک کر فرمایا کہ کیا تم میں سے کوئی شخص جا کر حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بتا دے کہ ہم پیاسے ہیں ہم کو پانی پلا دیں۔ جب حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر ہوئی تو آپ نے میٹھے پانی کے تین مشکیزے بھجوا دیئے مگر یہ پانی بھی بڑی مشکل سے مکان میں پہونچا کہ بنو ہاشم اور بنوامیہ کے چند غلام باغیوں کے ہاتھ سے زخمی ہو گئے پھر حضرت علی

شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دونوں شہزادوں حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ تم دونوں ننگی تلواریں لیکر امیر المومنین کی حفاظت کے لئے ان کے دروازہ پر کھڑے رہو اور ہرگز کسی باغی کو مکان کے اندر داخل نہ ہونے دو اسی طرح حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور دوسرے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی اپنے صاحبزادوں کو آپ کی حفاظت کے لئے مقرر فرمایا۔ (تاریخ الخلفاء)

حضرات! چالیس دن تک یہ محاصرہ قائم رہا۔ ایک دن محمد بن ابوبکر دو باغیوں کو ساتھ لیکر مکان کے پچھلے حصہ سے امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان میں داخل ہو گئے اور غصہ اتنا زیادہ تھا کہ محمد بن ابوبکر نے امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی داڑھی پکڑ لی۔ اس وقت امیر المومنین کے پاس صرف آپ کی بیوی حضرت نائلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیٹھی ہوئی تھیں باقی اور لوگ مکان کے چھت پر تھے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے محمد بن ابوبکر! تم کیا کر رہے ہو! اگر تمہارے باپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمہاری اس حرکت کو دیکھتے تو ان کا کیا حال ہوتا؟ یہ سنتے ہی محمد بن ابوبکر شرمندہ ہو کر آپ کی داڑھی کو چھوڑ دی اور مکان سے بھاگ کر چلے گئے۔ مگر وہ دونوں مصری باغی آگئے اور انہوں نے بڑی بے رحمی اور سفاکی کے ساتھ امیر المومنین حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ ٥

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیک بیوی حضرت نائلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بہت چیخا اور چلایا اور آواز لگائی مگر باغیوں نے مکان کے باہر اس قدر شور وغل مچا رکھا تھا کہ آپ کی آواز کسی نے نہیں سنی۔ آخر حضرت نائلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مکان کے چھت پر جا کر لوگوں کو بتایا کہ امیر المومنین شہید کر دیئے گئے ہیں اور قاتل فرار ہو چکے ہیں۔ (تاریخ الخلفاء)

حضرات! بعض روایتوں میں یہ بھی آیا ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جس وقت شہید کیا گیا تو آپ اس وقت قرآن مجید کی تلاوت فرما رہے تھے اور آپ کو جب شہید کیا گیا تو خون کے کچھ قطرے فَسَیَكْفِیْكَهُمُ اللّٰهُ کی آیت پر پڑے اور آپ کی پیاری و نیک بیوی حضرت نائلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب تلوار کے وار کو اپنے ہاتھوں سے روکا تو ان کی انگلیاں بھی کٹ گئیں۔ ابن عساکر نے نقل کیا ہے کہ امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قاتل اہل مصر میں سے "حمار" نام کا ایک شخص تھا جس کی آنکھیں نیلی اور سرخ تھیں اور دوسرے مفسرین نے بیان کیا ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قاتل جس کا نام اسود تجیبی تھا جو مصر کا رہنے والا تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی خبر جب حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو پہونچی تو سب کے سب غموں سے نڈھال ہو گئے اور حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اتنا غصہ آیا کہ ایک طمانچہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اور ایک گھونسہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینہ پر مارا اور محمد بن طلحہ اور عبداللہ بن زبیر کو بھی بہت سخت لفظوں میں ڈانٹا کہ تم لوگوں کے ہوتے ہوئے امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کس طرح شہید کر دیئے گئے؟ لیکن جب حقیقت حال کا پتہ چلا کہ قاتل دروازے سے نہیں داخل ہوئے تھے بلکہ مکان کے پیچھے حصہ سے دوسرے مکان سے کود کر آئے تھے تو حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر المومنین کی زوجہ محترمہ سے حال معلوم کیا تو انہوں نے حقیقت حال سے آگاہ کیا۔

حضرات! امیر المومنین حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت وسط ایام تشریق ماہ ذی الحجہ ۳۵ھ میں ہوئی اور بعض مفسرین کا قول ہے کہ ۱۸ رذی الحجہ ۳۵ھ آپ کی شہادت کی تاریخ ہے اور یہی تاریخ مشہور ہے۔ شہادت کے وقت آپ کی عمر شریف بیاسی سال کی تھی۔ آپ کی نماز جنازہ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھائی اور آپ جنت البقیع شریف میں مدفون ہوئے اور یہی آپ کی وصیت بھی تھی۔ (تاریخ الخلفاء)

اے ایمان والو! امیر المومنین حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جس سفاکی اور بے رحمی کے ساتھ شہید کیا گیا ہے اس کی مثال ملنا ناممکن ہے۔

امام عشق ومحبت سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

در منثور قرآں کی سلک بہی
زوج دو نور عفت پہ لاکھوں سلام

یعنی عثماں صاحب قمیص ہدیٰ
حلہ پوش شہادت پہ لاکھوں سلام

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۱۲ ﴾

ذی الحجہ شریف

چوتھا جمعہ..دوسرا بیان

دعا کے فضائل و برکات

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ٥ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ٥

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ٥

اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ (پ۲،ع۷)

ترجمہ: دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے پکارے (کنزالایمان)

درود شریف:

عاشق مصطفیٰ امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

یا الٰہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو
جب پڑے مشکل شہ مشکل کشا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جو دعائیں نیک میں تجھ سے کروں
قدسیوں کے لب سے آمین ربنا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب رضا خواب گراں سے سر اٹھائے
دولت بیدار عشق مصطفیٰ کا ساتھ ہو

تمہید: اللہ تعالیٰ رحمٰن ورحیم ہے، اپنے بندوں کی دعا پر لَبَّیْکَ عَبْدِیْ فرماتا ہے۔ دلی مراد عطا فرمانا دوسری چیز ہے، کبھی بندے کا نفع دوسری چیز میں ہوتا ہے وہ عطا کی جاتی ہے، کبھی بندہ محبوب ہوتا ہے اس لئے اس کی حاجت روائی میں دیر کی جاتی ہے کہ وہ عرصہ دراز تک دعا میں مشغول رہے۔ اور کبھی دعا کرنے والے میں صدق واخلاص یعنی قبولیت کے شرائط نہیں پائے جاتے اس لئے دعا قبول نہیں ہوتی۔ (تفسیر خزائن العرفان)

حضرات! ہمارے پیر اعظم حضور غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ مدینہ طیبہ کے ایک یہودی نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے سوال کیا کہ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں کہ ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک پانچ سو برس کا راستہ ہے اور ہر آسمان کی موٹائی بھی پانچ سو برس کا راستہ ہے تو پھر ہمارا رب تعالیٰ ہماری دعا کیسے سنتا ہے تو اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اور! حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ بعض صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے آقا کریم مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم کیا ہمارا رب تعالیٰ ہم سے قریب ہے؟ کہ ہم چپکے چپکے اس سے کلام کریں یا زور سے اس کو پکاریں تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی:

وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ؕ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ (پ۲،ع۷)

یعنی اے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم جب تم سے میرے بندے میرے بارے میں سوال کریں (تو ان کو بتا دو) کہ میں قریب ہوں، دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے پکارے۔ (غنیۃ الطالبین ص: ۴۱۳)

اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ (پ۲۶،ع۱۶)

ترجمہ: اور ہم دل کی رگ سے بھی اس سے زیادہ نزدیک ہیں۔ (کنز الایمان)

مجدد ابن مجدد حضور مفتی اعظم الشاہ مصطفیٰ رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

ساجھی نہ اس کا کوئی شریک   وہی ملک ہے وہی ملیک
پاک مکان سے اور نزدیک   دیکھے نے پست و باریک

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اٰمَنَّا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ بندوں کی دعاؤں کو اپنی رحمت سے قبول فرماتا ہے۔

قبول دعا کے لئے چند شرطیں ہیں

ایک یہ ہے کہ اخلاص کے ساتھ دعا کی جائے۔ دوسرے یہ کہ دل غیر کی طرف مشغول نہ ہو۔ تیسرے یہ کہ دعا کسی ممنوع (یعنی حرام) چیز کے لئے نہ ہو۔ چوتھے یہ کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت پر یقین ہو۔ پانچویں یہ کہ شکایت نہ کرے کہ میں نے دعا مانگی اور قبول نہ ہوئی۔ جب ان شرطوں کے ساتھ دعا کی جائے گی تو دعا قبول کی جاتی ہے۔

حدیث شریف: میں ہے کہ دعا کرنے والے کی دعا قبول ہوتی ہے یا تو اس کی مراد دنیا ہی میں اس کو جلدی دے دی جاتی ہے یا آخرت میں اس کے لئے ذخیرہ ہوتی ہے یا گناہوں کا کفارہ کر دیا جاتا ہے۔ (تفسیر خزائن العرفان)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اُدْعُوْنِیْۤ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ط (پ۲۴، ع۱۱)

ترجمہ: مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔ (کنز الایمان)

قبولیت دعا میں تاخیر کی وجہ: امام اہل سنت سیدی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا، عرض کی، الٰہی میں اکثر دعا کرتا ہوں اور تو قبول نہیں فرماتا۔ حکم ہوا، اے یحییٰ! میں تیری آواز کو دوست رکھتا ہوں (یعنی پسند کرتا ہوں) اس واسطے تیری دعا کے قبول کرنے میں تاخیر کرتا ہوں۔ (احسن الوعاء لآداب الدعاء)

حضرات! مذکورہ واقعہ سے ہمیں سبق حاصل کرنا چاہئے کہ ہم کو کبھی بھی ایسا خیال اور تصور بھی نہیں کرنا چاہئے کہ ہماری دعائیں، ہمارا مانگنا، ہماری گریہ وزاری بیکار ہوگئیں، ایسا ہرگز نہیں۔ بندے کا کام ہے دعا مانگتے رہنا اور رحمن ورحیم رب تعالیٰ ضرور بضرور اپنے بندے کی دعا قبول فرماتا ہے۔ یا اللہ تعالیٰ ہم کو خوب دعا مانگنے کی توفیق عطا فرما آمین ثم آمین۔

شاہ طیبہ کا ارشاد: (۱) اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ یعنی دعا عبادت کا مغز ہے۔ (المستدرک للحاکم، ج:۱، ص:۴۹۰)

(۲) اَلدُّعَاءُ سَلَاحُ الْمُؤْمِنِ وَعِمَادُ الدِّيْنِ وَنُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ٥ یعنی دعا مومن کا ہتھیار ہے اور دین کا ستون ہے اور آسمان وزمین کا نور ہے۔ (المستدرک للحاکم، ج:۱، ص:۴۹۱)

(۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

لَيْسَ شَيْءٌ اَكْرَمُ عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مِنَ الدُّعَاءِ ٥

(مسند امام احمد بن حنبل، ج:۲، ص:۳۶۲، ۳، مشکوۃ شریف، ۹۴)

یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک دعا سے بڑھ کر کوئی چیز بزرگ تر نہیں۔

(۴) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا

لَا يَرُدُّ الْقَضَاءَ اِلَّا الدُّعَاءُ (مشکوۃ شریف، ص:۱۹۵)

یعنی قضا کو دعا کے علاوہ کوئی چیز نہیں لوٹاتی۔

(۵) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ رَبَّکُمْ حَیٌّ کَرِیْمٌ یَسْتَحْیِیْ مِنْ عَبْدِہٖ اِذَا رَفَعَ یَدَیْہِ اِلَیْہِ اَنْ یَّرُدَّھُمَا صِفْرًا (ترمذی، مشکوٰۃ، ص: ۱۵۹)
یعنی بے شک تمہارا رب حیا اور بخشش والا ہے، اس بات سے حیا فرماتا ہے کہ بندہ اس کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھائے اور وہ انہیں خالی لوٹا دے۔

دعا کے آداب: (۱) دعا کے لئے اچھے اوقات کا خیال رکھنا جیسے سال میں یوم عرفہ (نویں ذی الحجہ) مہینوں میں رمضان المبارک کا مہینہ، ہفتے میں جمعہ مبارکہ کا دن اور رات کی ساعتوں میں سے سحری کا وقت۔
(احیاء العلوم، ج:۱، ص:۷۶۵)

(۲) نماز کو اچھے اوقات میں مقرر کیا گیا ہے تو تمہیں نمازوں کے بعد دعا مانگنی چاہئے۔ (احیاء العلوم، ج:۱، ص:۷۶۵)

(۳) اَلدُّعَاءُ بَیْنَ الْاَذَانِ وَالْاِقَامَۃِ لَا یُرَدُّ (مسند امام احمد بن حنبل، ج:۳، ص:۵۰۳، احیاء العلوم، ج:۱، ص:۷۶۵)
یعنی اذان اور اقامت کے درمیان مانگی جانے والی دعا رد نہیں ہوتی۔

سجدے کی حالت میں دعا: آقا کریم مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا بندہ سجدے کی حالت میں اپنے رب تعالیٰ کے زیادہ قریب ہوتا ہے۔

فَاَکْثِرُوْا فِیْہِ مِنَ الدُّعَاءِ (شرح السنہ، ج:۳، ص:۱۵۱، احیاء العلوم، ج:۱، ص:۷۶۶)
یعنی سجدے کی حالت میں کثرت سے دعا مانگو۔

درود شریف سے دعا مقبول ہو جاتی ہے

(۱) مولی المومنین حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ دعا اللہ تعالیٰ سے حجاب میں ہے جب تک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور ان کی اہل بیت پر درود نہ بھیجا جائے۔ (بیہقی)

(۲) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: اِنَّ الدُّعَاءَ مَوْقُوْفٌ بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَا یَصْعَدُ مِنْهَا شَیْءٌ حَتّٰی تُصَلِّیَ عَلٰی نَبِیِّکَ (مشکوٰۃ شریف، ص:۸۷)
یعنی بے شک دعا آسمان اور زمین کے درمیان معلق رہتی ہے اور اس سے اوپر نہیں جاتی، یہاں تک کہ تو اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر درود پڑھے۔

اعلیٰ حضرت کا ارشاد: اے دوست دعا پرندہ ہے اور درود شریف پرندہ کا پر (جس سے پرندہ اڑتا ہے) پر نہ ہو تو پرندہ کیا اڑ سکتا ہے؟ (احسن الوعاء)

دعا میں درود کا مقام: ایک بزرگ نماز پڑھتے ہوئے جب تشہد میں بیٹھے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر درود شریف پڑھنا بھول گئے، رات میں جب سوئے تو خواب میں آقا کریم مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے، تو آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا. اے میرے امتی! تو نے مجھ پر درود کیوں نہیں پڑھا۔ تو ان صاحب نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا میں ایسا محو اور مشغول ہو گیا کہ درود شریف پڑھنا یاد نہیں رہا۔ یہ سن کر محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: کیا تم نے میری یہ حدیث نہیں سنی کہ ساری نیکیاں، سب عبادتیں اور ساری دعائیں روک دی جاتی ہیں جب تک مجھ پر درود شریف نہ پڑھا جائے۔ سن لے اگر کوئی بندہ قیامت کے دن دربار الٰہی میں سارے جہان والوں کی نیکیاں لے کر حاضر ہو جائے اور ان نیکیوں میں درود شریف نہ ہوا تو ساری کی ساری نیکیاں اس کے منہ پر ماردی جائیں گی، ان میں سے ایک بھی نیکی قبول نہ ہوگی۔ (درۃ الناصحین، ص: ۱۷)

حضرات! اس حدیث شریف کو بار بار پڑھئے اور سبق حاصل کیجئے کہ بغیر درود شریف کے ہماری کوئی نیکی قبول نہ ہوگی۔ اب ان لوگوں کا کیا حشر ہوگا جو بظاہر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں مگر محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ذکر شریف کو ناجائز و بدعت کہتے ہیں۔

عاشق مصطفیٰ امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

ذکر خدا جو ان سے جدا چاہو نجدیو
واللہ ذکر حق نہیں کنجی سقر کی ہے

بے ان کے واسطے کے خدا کچھ عطا کرے
حاشا غلط غلط یہ ہوس بے بصر کی ہے

مانگیں گے مانگے جائیں گے منہ مانگی پائیں گے
سرکار میں نہ لا ہے نہ حاجت اگر کی ہے

اعلیٰ حضرت تحریر فرماتے ہیں: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ:

دعا مانگنے والا بہت ادب کے ساتھ اپنے دونوں ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھائے اور سینہ یا شانوں، یا چہرہ کے مقابل کرے یا پورا ہاتھ اٹھائے یہاں تک کہ بغل کی سفیدی نظر آنے لگے، ہاتھ کھلے رکھے، چادر وغیرہ سے نہ چھپائے۔

اور فرماتے ہیں کہ دعا نرم، آہستہ آواز سے ہو۔ میرے آقا سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آہستہ دعا کرنا، بلند آواز دعا سے ستر مرتبہ بہتر ہے۔

اور فرماتے ہیں کہ آنسو کے ساتھ رونے کی کوشش کریں اگرچہ ایک ہی قطرہ ہو کہ مقبولیت کی علامت ہے۔

اگر رونا نہ آئے تو رونے جیسا منہ بنائے کہ نیکوں کی صورت بھی نیک ہے۔ مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ ٥

اور فرماتے ہیں: جب اپنے لئے دعا مانگے تو تمام مسلمانوں کو دعا میں شریک کرے۔ خاص کر اپنے ماں، باپ اور پیر و مرشد کے لئے بھی ضرور دعا کرے۔

سنت یہ ہے کہ پہلے اپنی ذات کے لئے دعا مانگے پھر دوسروں کے لئے دعا مانگے کیا خبر کہ کون سی دعا قبول ہو جائے۔ دعا آمین پر ختم کرے کہ آمین دعا کی مہر ہے سننے والے کو بھی آمین کہنا چاہئے۔

اور فرماتے ہیں: دعا ختم کر کے دونوں ہاتھوں کو چہرہ پر مل لے کہ خیر و برکت ہے۔ (تلخیص: احسن الوعاء)

حدیث شریف: مراد مصطفیٰ، امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم غریبوں کے آقا، ہم فقیروں کی ثروت مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی کہ جب دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے تو جب تک چہرہ پر نہ پھیرتے واپس نہیں لاتے تھے۔ (احیاء العلوم شریف، ج:۱، ص:۷۶۷)

اور فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو اس کے محبوب اسماء سے پکارے۔ یَااَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ۔ یَارَبَّنَا کہے دعا مقبول ہوگی۔

آل نبی، اولاد علی، حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جو شخص عاجزی سے پانچ مرتبہ یا رَبَّنَا کہے گا اللہ تعالیٰ اس کو ہر خوف سے نجات عطا فرمائے گا، امان بخشے گا اور جو چاہتا ہے عطا فرمائے گا۔ (تلخیص: احسن الوعاء)

جامع و کافی دعا: رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ٥

ترجمہ: اے رب! ہمارے ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور ہمیں آخرت میں بھلائی دے اور ہمیں عذاب دوزخ سے بچا۔ (کنز الایمان)

نیکوں کی دعاء: مراد مصطفیٰ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ شریف کے بچوں سے اپنے لئے دعا کراتے کہ عمر کے لئے دعا کرو کہ عمر بخشا جائے۔ (احسن الوعاء)

حضرات! یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ و رسول جل شانہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے نیکی و بزرگی کا پیکر بنایا ہے مگر وہ بھی بچوں سے دعا کراتے ہیں۔

منزل عشق میں تسلیم و رضا مشکل ہے
جن کے رتبے ہیں سوا ان کو سوا مشکل ہے

درود شریف

چغل خور کی وجہ سے دعا قبول نہیں ہوئی

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں لوگ سخت قحط میں مبتلا ہو گئے، حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر آبادی سے باہر دعا مانگنے کی خاطر نکلے تو انہیں بارش عطا نہیں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ میں دعا قبول نہیں کروں گا کیونکہ آپ کے ساتھ ایک چغل خور ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے فرمایا تم سب چغل خوری سے توبہ کرو، جب انہوں نے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ نے ان پر بارش نازل فرمائی۔ (احیاء العلوم، ج:۱، ص:۲۰۷)

گنہگاروں کی وجہ سے بارش روک دی گئی

حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام طلب بارش کے لئے باہر نکلے اور بارش کی دعا کی مگر بارش نہیں ہوئی۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا تم میں سے جس نے گناہ کیا ہے وہ واپس گھر چلا جائے۔ چنانچہ وہ واپس چلے گئے اور آپ علیہ السلام کے ساتھ جنگل میں صرف ایک آدمی باقی رہ گیا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس شخص سے پوچھا: کیا تم نے کوئی گناہ نہیں کیا؟ اس شخص نے کہا اللہ تعالیٰ کی قسم! مجھے کچھ معلوم نہیں البتہ ایک دن میں نماز پڑھ رہا تھا تو میرے پاس سے ایک عورت گزری، میں نے اسے اپنی اس آنکھ سے دیکھا، جب وہ چلی گئی تو میں نے اپنے انگلی کو اس آنکھ میں ڈال کر اس آنکھ کو نکال کر اس کے پیچھے پھینک دیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس شخص سے فرمایا تو اللہ تعالیٰ سے دعا مانگ، میں تیری دعا پر آمین کہوں گا۔ فرماتے ہیں کہ جب اس شخص نے دعا مانگی تو آسمان پر بادل چھا گئے اور بارش برسنے لگی۔ (احیاء العلوم، ج:۱، ص:۲۰۷)

اللہ والوں کی دعا: حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ والوں کی دعا کو اپنی دعا کی طرح نہ سمجھو۔ اللہ والوں کی دعا کو اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔ (مثنوی شریف)

وسیلے سے دعا مانگنا سنت ہے: مراد مصطفیٰ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے

میں سخت قحط پڑا۔ بارش نہیں ہو رہی تھی تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس کھڑے ہوئے اور یوں دعا کی۔ اِنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْقِنَا ٥

یعنی یا اللہ تعالیٰ! ہم تیری بارگاہ میں وسیلہ پیش کرتے ہیں اپنے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہ تو باران رحمت بھیج۔ دعا ختم بھی نہیں ہوئی تھی کہ بارش ہونے لگی۔

(صحیح بخاری، ج:...، ص:...، احیاء العلوم، ج:۱، ص:۷۷۵)

حضرات! حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ صرف صحابی ہی نہیں بلکہ مراد مصطفیٰ اور خلیفۂ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں مگر وہ بھی آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلہ سے دعا مانگتے ہیں اور ان کی دعا قبول ہوتی ہے۔

معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تعلق اور نسبت سے دعا مانگنا ناجائز و بدعت نہیں بلکہ صحابہ کی سنت ہے۔

مجدد ابن مجدد، حضور مفتیٔ اعظم ہند الشاہ مصطفیٰ رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

وصل مولیٰ چاہتے ہو تو وسیلہ ڈھونڈ لو
بے وسیلہ نجدیو ہرگز خدا ملتا نہیں

حضرات! وہابیوں، دیوبندیوں کا عقیدہ ملاحظہ فرمائیے:

اہل حدیث کہلانے والوں کے امام اور وہابیوں، دیوبندیوں، تبلیغیوں کے پیشوا مولوی اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں:

عقیدہ! اللہ کی بارگاہ میں نبی کو سفارشی اور وکیل جاننے والا مشرک ہے۔ (تقویۃ الایمان، ص:۶۴)

اے ایمان والو! صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور اولیائے کرام محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سفارشی اور وکیل جانتے تھے اور آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے دعا مانگتے تھے اور اللہ تعالیٰ ان کی دعاؤں کو قبول فرماتا تھا۔

لہٰذا! ہر سنی مسلمان کو وہابی، دیوبندی، تبلیغی سے ہر حال میں دور رہنا چاہئے ورنہ ایمان کی بربادی کا خطرہ ہے۔

اللہ تعالیٰ ایمان کے ساتھ اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ آمین ثم آمین۔

اللہ والے کے کرتے کی برکت: عظیم الشان ولی حضرت ابوالحسن خرقانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک پرانا کرتا

سلطان محمود غزنوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھا اور سلطان محمود غزنوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کرتے کو بڑی عقیدت ومحبت کے ساتھ اپنے پاس رکھا تھا۔ چنانچہ جب سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے لشکر جرار کے ساتھ سومناتھ پر متعدد بار حملہ کیا، مگر فتح وکامیابی حاصل نہ کر سکا۔ ظاہری قوتیں جواب دے گئیں۔ انسانی تدبیریں ناکام ہوگئیں۔ تو سلطان محمود غزنوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں خیال آیا کہ آج دعا کے ہتھیار کو بھی آزما کر دیکھ لیں۔ اس لئے کہ دعا، مومن کا ہتھیار ہے پھر سلطان محمود غزنوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو رکعت نماز نفل ادا کی اور حضرت ابوالحسن خرقانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کرتا مبارک سامنے رکھا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی کہ یا اللہ تعالیٰ! یہ کرتا تیرے ولی حضرت ابوالحسن خرقانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے میں اسی کرتے کے وسیلہ سے تیری بارگاہ میں دعا کرتا ہوں کہ تو مجھ کو فتح و نصرت عطا فرما۔ اس دعا کے بعد جب سومناتھ کے مندر پر حملہ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو فتح عطا فرمادی۔ اور رات کو سلطان محمود غزنوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواب میں حضرت ابوالحسن خرقانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ آپ فرمارہے ہیں کہ اے محمود! تو نے اس قدر معمولی چیز کے لئے میرے خرقہ کے وسیلہ میں دعا کی، اگر تو اس وقت یہ دعا مانگتا کہ تمام عالم کے کفار اسلام قبول کرنے اور دنیا سے کفر کا خاتمہ ہو جائے تو یقیناً تیری دعا قبول ہوتی۔ (تذکرۃ الاولیاء، ص:۴۸۹)

حضرات! جب اللہ تعالیٰ کے ولی کے کرتے کی یہ شان ہے تو محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے موئے مبارک اور جبہ شریف کی برکت وعظمت کا عالم کیا ہوگا۔

خدا کے پاک بندوں کی تو یہ تاثیر ہوتی ہے
کہ ان کی ٹھوکروں کی خاک بھی اکسیر ہوتی ہے

ہمارے خواجہ کی دعا: سلطان شہاب الدین غوری ہندوستان میں چھ مرتبہ شکست پر شکست کھا چکا تھا۔ ایک رات کی بات ہے کہ سلطان شہاب الدین غوری نے خواب میں ایک نورانی صورت بزرگ یعنی حضور خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ آپ فرمارہے ہیں۔ اے شہاب الدین! اللہ تعالیٰ تم کو ملک ہند کی بادشاہت عطا کرے گا، میری دعا ہے تمہارے ساتھ، تم ملک ہند کی طرف توجہ کرو۔ سلطان شہاب الدین غوری خواب میں اس بشارت کو سننے کے بعد بڑا خوش ہوا کہ اللہ والے نے میری کامیابی کی دعا دے دی ہے اور اس کو یقین کامل ہوگیا کہ اب ہندوستان پر جنگ کر کے کامیاب وکامران ہو جاؤں گا۔ چنانچہ جب ساتویں مرتبہ سلطان شہاب الدین غوری نے ملک ہندوستان پر حملہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو کامیاب کیا۔ (تلخیص سیر الاقطاب، ص:۱۴۲، معین الارواح، ص:۶۷، سوانح غوث وخواجہ، ص:۵۹)

حضرات! جو بات بادشاہ کے سپاہ و لشکر میں نہیں ہوتی وہ اللہ والے کی دعا میں ہوتی ہے

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کو، ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

درود شریف:

مقامات مقبولہ میں دعا: کعبہ معظمہ کے چاروں طرف، مسجد حرام میں، صفا مروہ پر اور دونوں کے درمیان ہرے کھمبے کے بیچ میں، عرفات کے میدان میں، مزدلفہ میں، جمرات ثلٰثہ وغیرہ پر، مدینہ طیبہ، گنبد خضرا کے پاس، مسجد نبوی شریف، جنت کی کیاری میں، مسجد نبوی شریف کے ستون کے پاس، اصحاب صفہ پر، مواجہ اقدس میں، منبر اطہر کے پاس، جنت البقیع شریف میں، (اس سے زائدہ مقامات مدینہ شریف کے ہیں جہاں دعا قبول ہوتی ہے)

اور! حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ کے مزار شریف کے پاس اور خیر و برکت وراحت والی تربت حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے وہاں جو بھی دعا مانگے قبول ہو۔

اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالی عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ (ہندوستان میں) مرقد مبارک حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین

چشتی رضی اللہ تعالی عنہ یعنی ہند کے راجہ، ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالی عنہ کے مزار شریف پر جو بھی دعا مانگی جاتی ہے اللہ تعالی قبول فرماتا ہے۔ (تلخیص احسن الوعاء)

حضرت مولانا حسن رضا بریلوی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں:

خواجہ ہند وہ دربار ہے اعلیٰ تیرا
کبھی محروم نہیں مانگنے والا تیرا

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے